

Q. 1822

ذکر میر

(یعنی حضرت میر تقی میر کی خود نوشت سوانح عمری)

مترجمہ

مولوی عبدالعق صاحب بی۔ اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

ایک ہزار

طبع اول

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
الف-۲	مقدمہ	
۱	حمد	۱
۲	نعت	۲
۳	سبب تالیف ذکر میر	۳
۳	بزرگان میر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبر آباد	۴
۴	میر صاحب کے باپ کا ذکر	۵
۵	باپ کی اپنے پیر سے گفتگو دربارہ یزید	۶
۵	باپ کی تلقین عشق	۷
۷	باپ کی سیرت اور اُن کے نصائح	۸
۹	لاہور کا جانا اور ایک دیہات درویش کی ملاقات	۹
۱۰	شاہجہاں آباد دہلی میں آنا	۱۰
۱۲	باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص	۱۱
۱۳	شادی کی مذمت	۱۲
۱۴	نوجوان کی وارفتگی اور بیوی سے بیزار	۱۳
۱۴	میر علی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی	۱۴
۱۶	نوجوان کا آگرہ پہنچ کر باریاب ہونا	۱۵
۱۷	دنیا فانی اور جسم ناپائدار ہے اس پر ارشاد مرشد	۱۶
۱۸	فقر اور غذا کا فرق و امتیاز	۱۷
۱۸	نوجوان کی تکمیل ریاضت و شہرت عروس نو	۱۸
۱۹	کی دق میں وفات	۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	میر صاحب بعمر ہفت سالگی اور نوجوان کی رفاقت و محبت	۲۰
۲۰	نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر	۲۰
۲۱	لڑکے کی بیعتابی و سراسیمگی	۲۲
۲۲	میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عہدت	۲۴
۲۳	میر صاحب چچا کے ساتھ اُن بزرگ کے ہاں جاتے ہیں	۲۵
۲۴	درویش کی پیشین گوئی میر صاحب کے حق میں	۲۵
۲۵	پند و مو عظمت درویشی	۲۶
۲۶	صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت	۲۷
۲۷	ایک گونڈے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا	۲۸
۲۸	بایزید درویش کی ملاقات	۲۹
۲۹	بایزید کے کلمات پند	۳۰
۳۰	دوسری ملاقات	۳۱
۳۱	تیسری ملاقات اور درویش کی وفات	۳۲
۳۲	میر تقی کے کلمات معرفت	۳۳
۳۳	حفظ قرآن عم بزرگوار	۳۴
۳۴	نقل عجب و پیشہ گوئی وفات میر متقی	۳۵
۳۵	مسئلہ رویت میں گفتگو	۳۶
۳۶	بیماری و وفات عم بزرگوار	۳۷
۳۷	میر تقی نے اپنا لقب عزیز مردہ رکھا۔ میر صاحب کا رنج والم	۳۸
۳۸	احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادۂ حج کو ترک کر کے مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا	۳۹
۳۹	وفات میر محمد تقی	۴۰
۴۰	بے سروتی ہوانر	۴۱
۴۱	حقیقت من دل ریش ' بعد واقعہ درویش	۴۲
۴۲	میر صاحب کا دہلی جانا اور امیر الامرا کا روزیلمہ مقبرہ کرنا	۴۲

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	امیر الاسرا کے انتقال کے بعد مہر صاحب کا دوبارہ	۴۳
۶۳	دہلی جانا اور اُن کے ماموں سراج الدین علی خاں	
۶۴	آرزو کی بد سلوکی	
۶۵	مہر صاحب کی حالت مجنونانہ	۴۴
۶۶	اطبیا کے معالجے سے مہر صاحب کا صحت پانا	۴۵
۶۷	مہر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا	۴۶
۶۷	ریختے میں سید سعادت علی کی شاگردی	۴۷
۶۷	رعایت خاں کا توسل	۴۸
۶۸	شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا	۴۹
۶۸	محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت	۵۰
۶۹	نشین ہونا	
۷۰	صفدر جنگ کی وزارت	۵۱
۷۰	سادات خاں ذوالفقار جنگ اور بخت سنگھ	۵۲
۷۰	کی نزاع	
۷۰	مہر صاحب کی نازک مزاجی	۵۳
۷۱	نواب بہادر کی ملازمت	۵۴
۷۱	جنگ وزیر با افغانان	۵۵
۷۱	فیروز جنگ کی وفات اور مہر صاحب کا مطوٰں پڑھنا	۵۶
۷۲	نواب بہادر کا قتل، مہر صاحب کی بیخاری اور	۵۷
۷۲	مہا نرائین دیوان وزیر کی ملازمت	
۷۲	وزیر کی بغاوت اور بادشاہ اور وزیر میں جنگ	۵۸
۷۲	اور وزیر کی شکست	
۷۳	ساموں کی ہمسائیگی چھوڑ کر امیر خاں کی حویلی	۵۹
۷۵	میں سکونت اختیار کی	
۷۵	راجہ جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی	۶۰
۷۵	راجہ ناگرسل کا عہدۂ نہایت وزارت پر سر اقرار ہونا	۶۱
۷۶	شاہ درانی کا دوسرا حملہ	۶۲
۷۷	راجہ ناگرسل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر	۶۳
۷۷	سے نکال دینا	

صفحہ	مفسرین	نمبر شمار
	راجہ جنگل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا	۶۴
۷۸	میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھ مدت کی	
۸۰	پیشانی کے بعد قدر دانی	
۸۱	چند سانحات کا اجمالی ذکر	۶۵
	فوج دکن کی چڑھائی دلی پر	۶۶
	دھوکے سے بادشاہ عالمگیر ثانی اور انتظام الدولہ	۶۷
۸۱	خان خانان کا قتل	
۸۳	درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا	۶۸
۸۵	درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی	۶۹
۸۸	درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ	۷۰
۸۹	بھاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا	۷۱
	میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور	۷۲
۹۱	پیشانیء حال	
۹۳	درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ	۷۳
	پانی پت میں	
۹۸	راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی	۷۴
	وزیر درانی سے	
۹۹	درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت	۷۵
۱۰۳	گری کی پر درد داستان	
	میر صاحب کا آگرے جانا	۷۶
۱۰۵	قاسم علی خان ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ	۷۷
	کی بد عہدی	
۱۰۶	جواہر سنگھ کی دست درازی اور نجیب الدولہ	۷۸
۱۱۰	کی گو شمالی	
	حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر	۷۹
۱۱۴	دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راؤ کا	۸۰
	شکستہ دل ہو کر وفات پانا	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۵	دکنیوں اور جواہر سنگھ کی لشکر آرائی - شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا	۸۱
۱۱۶	شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے قنگ آکر واپس جانا	۸۲
۱۱۶	جواہر سنگھ، راجہ مادھوراؤ میں قناعت اور جنگ	۸۳
۱۱۷	راجہ مادھوراؤ کا بھسار ہوکر مرجانا اور لڑائی کا خاتمہ	۸۴
۱۱۸	جواہر سنگھ کا قتل، اُس کے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا، کھیری سنگھ کا جانشین ہونا	۸۵
۱۱۸	ایتبری اور خانہ جنگی	۸۶
۱۲۱	میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمان کرنا۔	۸۷
۱۲۱	راجہ سے شکر رنجی	۸۸
۱۲۱	سندھیا کی قوت اور بادشاہ کی ذلت	۸۹
۱۲۲	میر صاحب کا لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا	۹۰
۱۲۲	بادشاہ کو بھوکا کر دکنیوں سے لڑنا اور ناکام رہنا	۹۱
۱۲۳	شہر کا سلامت رہنا	۹۲
۱۲۵	مغلوں کا شہر بدر ہونا اور دکنیوں پاس چلے جانا	۹۳
۱۲۷	بادشاہ حسام الدین خاں کا مغلوں کے حوالے کر دینا	۹۴
۱۲۸	نجف خاں کا بادشاہ کی رائے سے جاتوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا	۹۵
۱۳۱	بادشاہ ملک کا تھسرا حصہ دینے پر مجبور ہوا	۹۶
۱۳۲	عہد الاحد خاں سکھوں سے مل کر راجہ پتھالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے	۹۷
۱۳۳	نواب شجاع الدولہ قنجا فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روے مروت کچہ و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں	۹۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۷	شجاع الدولہ انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے	۱۳۳
۹۸	میر صاحب کی خانہ نشینی	۱۳۵
۹۹	وفات شجاع الدولہ	۱۳۵
۱۰۰	وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خاں کی نہایت	۱۳۶
۱۰۱	بادشاہ کی طلبی پر نجف خاں کا آنا اور عبد الاحد خاں کا گرفتار کرنا اور اُس کا مرض سل میں مبتلا ہونا	۱۳۶
۱۰۲	آصف الدولہ کا میر صاحب کو طلب کرنا	۱۳۸
۱۰۳	نواب آصف الدولہ سے ملاقات	۱۳۹
۱۰۴	دہلی میں نجف خاں کا انتقال اور مرزا شفیع کی وزارت	۱۴۰
۱۰۵	گورنر کا لکھنؤ آنا، اُس کا استقبال اور سپانداری	۱۴۳
۱۰۶	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا	۱۴۵
۱۰۷	شہزادہ جواد بخت کا نواب وزیر اور فرنگیوں کے پاس آنا	۱۴۶
۱۰۸	گورنر کا واپس کلکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا	۱۴۶
۱۰۹	میر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا	۱۴۷
۱۱۰	مرہٹوں کا تسلط	۱۴۸
۱۱۱	غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا	۱۵۰
۱۱۲	عبرت و خاتمہ	۱۵۱



مقدمہ

میر تقی میر اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہوں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اہل ذوق میر صاحب کے کلام کو سرا اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑ پڑ کر سر دھنتے ہیں۔ جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی نہ ہوگا۔ میر صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہوں —

جانے گا نہیں شور سخن کا میرے ہرگز

نا حشر جہاں میں مرا دیواں رہے گا

یہ محض شاعرانہ فعلی نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی

کو انکار نہیں ہو سکتا —

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اس باکمال شاعر کے حالات زندگی کا مشتاق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی حیثیت سے) اتمام کے مال تک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد اسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا۔ پھر حالات خود اس کے اپنے لکھے ہوئے۔ آپ بیتی میں جو مزہ ہے وہ جگ بیتی (تاریخ) میں کہاں۔ مورخ ہزار بے لاگ ہو اور تحقیق و تلاش میں سر مارے، آپ بیتی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض اوقات اس کے ایک بے ساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہو جاتے ہیں جو مدتوں تاریخوں کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہونے۔ اگر ہر شخص جس نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھہ کہا بھی ہے اپنی بیتی آپ لکھ جایا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں۔

(الف)

(پ)

ذکر میر ایسا ہی اصول مرقی ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھ کسی نہیں اور کنہیسا تذکرہ ہے جس نے میر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باتوں ہیں جن سے نہ دل سپر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی یہاں بجھتی ہے۔ بعض ان میں سے میر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال سے یہ ہے بھی صحیح؛ آدسی فانی ہے کلام باقی ہے۔ مگر کلام کو آدسی سے جو تعلق ہے وہ کیونکر جدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، غلط سلط روایتیں چلی آتی ہیں جن کے پردہ کھلنے کی کوئی کسوٹی نہ تھی۔ اب ذکر میر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں۔

جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، میر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر میر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مستجع اور مقفی ہو گئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے۔ جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظہ یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے منسلک ہے ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔

میر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا اور ظالم پیت انہیں وطن سے دلی کھینچ لایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے اقبال کا آفتاب گھبرا رہا تھا۔ اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے۔

”میں اگرچہ ہندوستان کی جاں اور سلطنت مغلیہ کی راج دھانی

(ج)

نہی مگر ہر طرف سے آفات کا فشانہ تھی۔ اس کی حالت اُس عورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بیواؤں سے کہیں دکھائی دے۔ الوالعزم تیمور اور بابر کی اولاد اُن کے مشہور آفاق تخت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی؛ اقبال جواب دے چا تھا ' ادبار و انحطاط کے سامان ہو چکے تھے اور سہاہ رو زوال گردو پیہر منقہ لا رہا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امیر امراض محل اور پردیشان تھے۔ سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا۔ نادر کی بے پناہ تلوار اور اُس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوت کے ویران و برباد کر دیا تھا۔ ابھی یہ کچھ سنبھلنے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوئی؛ پھر مرہٹوں، جاٹوں، رھیلوں نے وہ اودھم مچای کہ رھی سہی بات بھی جاتی رہی۔ غرض ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، طوائف السلوکی اور ابتدائی کا منظر نظر آتا تھا۔ یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں، اُن کے چر کے سہ اور ان انقلابات کی بدولت ناکام شاعر کی قسمت کی طرح تھوڑیں کھاتے پھرے۔ یہ دلی کے اقبال کی شہم تھی جس کی سحراب تک طلوع نہیں ہوئی۔ —

میر صاحب نے ان تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے، ان میں شریک رہے، ان کے زخم کھائے اور پھر انہوں نے اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جاتا ہے۔ میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بڑی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اُس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ بعض مقامات پر وہ مورخ کی حیثیت سے رائے بھی دیتے ہیں۔ مثلاً بانی یت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقہ جنگ کے متعلق فرماتے ہیں "حقیقت ہر دو لشکر آنکھ اُگر دکھنیاں بجنگ گریز کہ

ہلور قدیم آٹھا بود سی جنگیدند ، اغلب کہ غالب سی گردید ند ۔
 ہم اس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھ لکھنا نہیں
 چاہتے ، جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا
 شوق ہے اُن کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ یہاں ہم
 صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے ہمیں میر صاحب
 کی زندگی کے متعلق کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور
 کون کون سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں —

۱ - آب حیات میں فیروز گلزار ابراہیمی میں میر صاحب کے
 والد کا نام میر عبداللہ لکھا ہے ۔ میر صاحب اس کتاب میں
 ”جگہ میر علی متقی لکھتے ہیں اور کہیں ایک مقام پر بھی
 میر عبداللہ نہیں آیا ۔ والد کی عادات و خصائل ، اشغال و
 افکار ، اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ہے اور سب کچھ
 بے کم و کاست بیان کر دیا ہے ۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے کرتے لکھتے
 ہیں ” جوان صالحے عاشق پوشہ بود ، دل گرسی داشت ،
 بخطاب علی متقی استہاز یافت “ ۔ اس جملے میں خطاب کے
 لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصلی نام کچھ اور ہو ۔
 ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے
 اُن کا کوئی اور نام بھی تھا ، جہاں کہیں انہوں نے والد کا ذکر کیا ہے تو
 علی متقی یا درویش کے نام سے کیا ہے ۔ سید امان اللہ میر صاحب کے
 والد کے مرید خاص تھے ۔ اور گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کے قدموں میں
 آ پڑے تھے ۔ میر صاحب کے بچپن کا زمانہ انہیں کے پاس گزرا ،
 وہ انہیں ہر جگہ عم بزرگوار لکھتے ہیں ۔ وہ ایک درویش سے
 ملنے جاتے ہیں ، میر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں ۔ درویش
 پوچھتا ہے کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ سید امان اللہ جواب دیتے ہیں
 ” فرزند علی متقی “ ۔ اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب
 پہلی بار دلی گئے اور خواجہ محمد باسط نے انہیں نواب
 ہصام الدولہ امیرالامرا کے ہاں پھس کیا اور امیرالامرا نے
 دریافت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ہے تو وہاں بھی یہی نام بتایا

اور وہ فوراً پہچان گئے۔ اُن کے والد کا ایک پھر بھائی ایک مدد کے بعد اُن سے ملنے آقا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پھر میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے ”... اما یکبار برخوردن تو باعلی متقی ضرور“۔ غرض ان کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے، میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے، لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے۔ اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا —

۲۔ بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آب حیات میں مذکور ہے۔ آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (غلام حسنین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افترا باندھا ہے۔ لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھ ”میر“ کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی اپنا نام بھی میر محمد تقی لکھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر تخلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو، ایک دن خواہ مخواہ سید ہو جاؤ گے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی، اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا۔ شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا۔ یہیں انہوں نے تحصیل علم کی، یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے —

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خاں) کا نام نہ آئے۔ خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے، کبھی کبھی ریختے میں بھی کچھ کہہ لیتے تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بوری سے تھے اور جب وہ مر گئے تو اُن کے والد نے خان آرزو کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ لیکن میر صاحب کے بھان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بھائی خان آرزو کے حقیقی بھانچے تھے اور میر صاحب

اور ان کے چھوٹے بھائی دوسری بیوی سے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو مہر صاحب نے سوتیلے ماموں ہوتے ہیں۔ تمام تذکروں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے باپ کے مرنے کے بعد خان آرزو ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا۔ جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعر * چھپ کر شایع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگ گئی۔ اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ہے اور اُن کے کمال اور سخن فہمی کی بے حد تعریف کی ہے اور مرزا معز (فطرت) موسوی خان کے حال میں انہوں ”استاد و پیر و مرشد بندہ“ لکھا ہے۔ ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ ”خان صاحب حنفی مذہب تھے میر صاحب شیعہ“ اس پر نازک مزاجی غضب! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہو گئے +۔ “ قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چمٹکا ہے جو حسب عادت لطف داستان اور رنگینیء بیان کی خاطر لکھ گئے ہیں۔ لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہماری نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی پتے کی بات لکھ گئے ہیں۔ میر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکی ہیں۔ ایک تو لڑکپن اور ناتجربہ کاری، دوسرے یتیمی کا تازہ تازہ داغ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری، اُس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماموں کا یہ سلوک، میر صاحب کی زندگی تلخ ہو گئی۔ غیور تو وہ بچپن ہی سے تھے، جیسا کہ خود اُن کے والد نے اس کا اعتراف کیا ہے، ان کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنون تک پہنچ گئی۔

* یہ تذکرہ انجمن ترقی اُردو کی طرف سے شایع ہو چکا ہے

+ آب حیات، تذکرہ میر

‡ دیکھو صفحہ ۵۹۔

اب قابلِ غور یہ ہے کہ مہر صاحب کے ان دو بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کہوں ہے حالانکہ نکات الشعرا بھی دہلی میں لکھا گیا اور ذکرِ میر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھہ اوراق کے (جس کی صراحت آگے چل کر کی جائے گی) ساری کتاب وہیں لکھی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا (جیسا کہ مہر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہرکس و ناکس کے ہاتھ میں جائے گا، انہوں نے اس ناگوار اور بدنما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھوڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضے غدرت نے یہی مذاہب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے، لیکن جب وہ آپ بیٹی لکھنے بیٹھے تو دھا نہ گیا، ساری رام کہانی کہہ سنائی۔ اور سچ بھی ہے وہ آپ بیتی ہی کیا جس میں بڑی بھلی جو کچھ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھ دی جائے، اب وہ وارداتِ قلب ہو یا حالات و واقعات، اپنے ہوں یا دوسرے کے، جو کچھ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائے گی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے، آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی، یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاک میں مل گئے یہ بھی کھڑے مکڑوں یا کسی عطار کی پڑیوں کی نذر ہو جاتی۔

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے، خان آرزو میر صاحب کے اُستاد تھے صحیح نہیں ہے۔ ہاں وہ اتنی بات کے قصور وار ضرور ہیں کہ دوبارہ جب دہلی آئے تو ماسوں ہی کے ہاں آئے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں ”یعنے چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم“ اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کا تھال لکھا کہ کہونکر اتفاق سے راستہ میں میر جعفر سے ملتے ہوئے

ہوئی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی، اتفاق سے جب وہ اپنے وطن
 پتلنے چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امر وہ کے بادشہ تھے،
 ملاقات ہوئی، انہوں نے میر صاحب کو ریختہ میں شعر موزوں کرنے
 کی ترغیب دی اور اس وقت سے اُن کی شعر گوئی کی بنیاد پڑی۔
 میر صاحب نے بھی ایسی جان نواز کے محنت کی اور وہ مشق
 بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں
 پھیل گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ
 شاعر پیدا ہوئے تھے۔

۴۔ میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب تھلک سے
 بیان کیا گیا ہے اور آزاد نے نمک مرچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا
 دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آزاد نے سعد نگار قلم نے اس
 وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور ان کی
 بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ ڈراما کا
 لطف آ جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے عبرت کا نقشہ پھر جاتا ہے۔
 لیکن لکھنؤ پہنچ کر سارے میں اُترنا، مشاعرے میں جانا، اُن کی
 پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل
 میں حسب حال فی البدیہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے۔
 یہ صحیح ہے کہ دلی اُجڑ گئی تھی، قدردان اُتھے گئے تھے، اہل
 کمال کس میرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا تھکا نا صرف ایک
 ہی وجہ کیا تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر
 تھا۔ زمانے کے ہاتھوں تلک آکر ہر با کمال قدردانی کا بھوکا اپنے
 عزیز وطن سے ملتے جلتے ہو کر وہیں جا پہنچا تھا۔ میر صاحب
 اگرچہ دلی میں تلک حال اور شکستہ دل تھے مگر بڑے
 فہور تھے۔ وہ بعض اور لوگوں کی طرح دوسروں پر بار ہونا یا
 احتیاج لے کر پہنچنا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے۔
 جس طرح شجاع الدولہ نے ازراہ قدردانی مرزا سودا کو
 دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سالار جنگ
 کے فریاد زاد راہ بھیج کر میر صاحب کو لکھنؤ بلا دیا۔ لکھنؤ پہنچ

نواب سالار جنگ کے ہاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے ہی سے مہربان تھے ، انہوں نے فوراً بلدگان عالی کی خدمت میں اطلاع کی ۔ چار ہانچ روز بعد بلدگان عالی مرغوں کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وہاں تھے ۔ محض فراست سے سمجھ گئے کہ میر صاحب ہیں ، نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ نشست کے مقام پر لے گئے ۔ اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سنائے اور پھر میر صاحب سے کلام سننے کی فرمائش کی ۔ مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دو چار ہی شعر سنائے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر صاحب فقہروں کی طرح لکھنؤ نہیں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا ہے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رہے ۔

۵۔ میر صاحب کی بددماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے مخالفین سے بیان کیا گیا ہے ، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں ہے ۔ میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے ، لوگ اُن کے قدم لیتے اور ہاتھ چومتے تھے ، بڑے بڑے لوگ ان کے ملنے کی تمنا کرتے تھے ۔ ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہ ہو تو ممکن ہے ، لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان ہی پر ہوتا ہے ۔ سید امان اللہ جو اُن کے والد کے مرید خاص تھے ، میر صاحب انہیں چچا کہتے تھے ۔ سید صاحب نے انہیں بڑے چار چوچلے سے پالا ۔ یہ شب و روز انہیں کے پاس رہتے ، انہیں کے ساتھ کھاتے ، انہوں کے ساتھ سوتے ، جب کبھی کسی درویش سے ملنے جاتے تو میر صاحب کو ساتھ لیتے جاتے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رہتے ۔ اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکثر درویش اور صوفی حاضر ہوتے ، یہ چپکے چپکے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہتے تھے ۔ انہوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی تلقین اور دوسرے درویشوں کی باتیں اور اقوال لکھے ہیں وہ سارا سر درویشی میں

دوبے ہوئے ہیں۔ یہیں سے اُن میں غہرت ، استغنا ، قذاعت اور بے نھازی کی شان پیدا ہونے لگی تھی۔ ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دھری یٹیمی دیکھنی پڑی ، ایک تو چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا ، دوسرے اُسی سال باپ کا سایہ سر سے اُتھ گیا۔ پھر عزیز واقارب کی طوطاچشمی خصوصاً بھائی کی بے مروتی اور ماموں کی بدسلوکی اور دل آزاری۔ اس پر بے سر و سامانی اور پریشانی ، ان سب پر مزید ملک و حکومت کی ناگفتہ بہ حالت ، جہاں آئے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات ، خانہ جنگیاں اور بربادیاں برپا رہتی تھیں۔ ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چر کے دئے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبلا اُٹھا۔ اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کر دیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اُس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر تاثر ہوتا ہے ، تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے۔ مثلاً سادات خان ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم ہوں ، ایک روز خان موصوف شب ماہ مہوں مہتابی پر بھٹھے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گارھا تھا ، اتنے مہوں میر صاحب پہنچے ، خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے ریختے کے دوچار شعر بتادیتے تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گالے گا۔ میر صاحب نے کسی قدر ترش ہو کر کہا کہ سچہ سے یہ نہیں ہوسکتا ، تو اس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرا دیے لیکن یہ بات انہوں ایسی ناگوار گذری کہ اس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ خان موصوف نے بہت ملت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ مگر اس شخص کی مروت کو دیکھتے کہ اُس نے اس کا کچھ خیال نہ کیا

(ک)

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بھائی مہر محمدرضی کو اپنے پاس سے گھوڑا دے کر نوکر رکھ لیا - راجہ جکل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل بنگالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے ، شوق اور قدر دانی سے مہر صاحب کو گھر سے اتھا کر اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پھس کرتے ہیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط بھیج دیتے ہیں - راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا قدردان تھا اس کی وفات محض اس وجہ سے چھوڑ دی کہ جو معاہدہ وہ اس کے ایمامہ بادشاہی امرا سے کر کے آئے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا - بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے ہیں مگر یہ نہیں جاتے - غرض مہر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدائی تربیت اور فقر و فاقے نے وضع داری کے ساتھ نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی —

۶ - اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور لطف دو بالا ہو جاتا ہے - مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بھائی) کے اشتعال سے انہیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصوصیت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑھ گئی تو اس بے کسی اور بے نوالی کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ ہوا اور بہت ہی دل شکستہ اور دل گرفتہ رہنے لگے - اس غم و قصے کی حالت میں ان پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہو گئی اور انہیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی ، اس وہم کے ساتھ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک ہو گئی - اس تمام کیفیت کو مہر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا ہے - اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی ” خواب و خیال “ پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

واقعہ تھا جو اُن کے مایوس اور حزیں دل پر گزرا تھا —
 اس مثنوی کے شروع میں اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا
 ہے کہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیگانے ہو گئے ، یاروں نے بے وفائی
 کی - اور عزیز و اقربا نے بے مروتی - ناچار وطن چھوڑنا پڑا
 اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چلا اکبر آباد سے جس گھڑی
 درو بام پر چشم حسرت پڑی
 کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں
 مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں

اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لائے دلی مہں بخت
 بہت کھینچے مہں نے آزار سخت

جگر جو گردوں سے خوں ہو گیا
 مجھے رکتے رکتے جنوں ہو گیا

اب اس کے بعد سے جنوں کی کیفیت بیان کی جو
 عجب و غریب ہے —

مہر صاحب کو دو بار کاماں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان
 حالی ان کے ہمراہ تھی - پہلی بار ، جب دیکھا شہر کی حالت
 رہنے کے قابل نہیں رہی تو راجہ (ناگرسل) سے اجازت چاہی
 کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہوں ، یہاں رہنے
 کی تاب نہیں - راجہ نے اپنی عنایت سے اجازت دی -
 میر صاحب توکل علی اللہ لو احقہوں کے ساتھ چل کھڑے
 ہوئے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحصہ کی
 آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز
 وہاں سے آگے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں
 سے تنگ آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر
 کوچ کرتے ہوئے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بہ سبب
 ملازمت اس قافلے کے ساتھ ہوں - یہ عالم بھی پریشانی کا تھا

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک شخص سے کہا ہے -
 زمانے کی شکایت میں فرماتے ہیں —
 کام سے قلعہ کام آٹھایا مرے تئیں
 دلی میں پیدا نہ پھرایا مرے تئیں

ہم چشموں کی نظر سے گرایا مرے تئیں
 حاصل کہ پھس سرمہ بدایا مرے تئیں
 میں مشمت خک منجھ سے اسے اس قدر غبار
 تلاش معاش میں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق
 کئی بلد لکھے ہیں ، ایک یہ ہے —
 جانا جہاں نہ کہا منجھ ، سو بار واں گیا
 ضعف قوی سے دست بدیوار واں گیا
 محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا
 چارہ نہ دیکھا مضطرب و ناچار واں گیا
 اس جان نا توان پہ نہیا صبر اختیار
 آگے چل کے کہتے ہیں —

حاجت مری روا دل پر درد نے نہ کی
 ناٹھیر اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی
 تدبیر ایک دم بھی دم سرد نے نہ کی
 دل جوی میری حریف کسی فرد نے نہ کی
 طاقت رہی نہ دل میں ، کیا جان سے قرار
 اور بلند تو دو آخر کے ہیں جو مہر صاحب کی حالت اور مزاج
 کا سچا نقشہ ہیں —

دل سر بسر خراب ہے تعمیر کیا کروں
 آشفگیء حال کی تعمیر کیا کروں
 خونا بہاے چشم کی تقریر کیا کروں
 زردی رنگ چہرہ کی تحریر کیا کروں
 آیا جو میں چہرے میں خزاں ہو گئی بہار

(ن)

حالت تو یہ کہ مجھ کو غموں سے نہیں فداغ
دل سوزش درونی سے جلتا ہے جوں چراغ

سہلہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ
ہے نام مجلسوں میں مرا مہر بے دماغ

از بسکہ بے دماغی نے پایا ہے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد (جو دلی کے حال پر
لکھی ہے) اور خاص کر جو نظم دنیا کے نام سے ہے ان کا لطف
اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ہے - آخری نظم (دنیا) کے پڑھنے
کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ
لسظ کو نظم کر دیا ہے - فرض مہر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور
لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھ
دھندلایا ہوتا ہے -

۷ - ذکر مہر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت
کے بہت سے واقعات ملتے ہیں وہاں ایک یہ بات بھی صاف نظر
آتی ہے کہ اُس زمانے میں ہندو مسلمان کی کوئی بھٹ ہی
نہ تھی - اُس سے بڑے بڑا کونسا زمانہ ہوگا جب نہ ملک میں
ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، لوت مار کی وبا پھیلی ہوئی تھی
اور زوال اور انحطاط کا انتہائی وقت آگیا تھا، تاہم ہندو مسلمانوں کے
تعلقات آپس میں ایسے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ہوتے ہیں -
وہ لڑتے بھی تھے، ملتے بھی تھے، مگر اس دوستی محبت اور
لڑائی بھڑائی میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا - یہ آفت
اس زمانے کی لائی ہوئی ہے جس میں بدبختی سے دونوں
مبتلا تھے، اس کا انجام سب سمجھے ہوئے ہیں مگر اپنے وہم کے
ہاتھوں لاچار ہیں - خود مہر صاحب کئی راجاؤں کے متوسل تھے،
اُن کی مروت اور انسانیت کا ذکر کس محبت اور عزت سے کرتے
ہیں - راجہ ناگر مل کی شرافت اور وضع داری دیکھتے، جاٹوں
کی چھڑے دستی اور مردم آزادی سے آزدہ ہو کر دلیرانہ قلعہ چھوڑ
بھاگ نکل کر جاتے ہیں تو اچھے ساتھ بیس ہزار گھروں کو جو انہیں

(س)

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں ہندو مسلمان سب ہی تھے ، ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔ یہ وقت خطرے سے خالی نہ تھا ، مہر صاحب لکھتے ہیں ” راجہ نظر بر خدا کردہ انچہ لازمہ سردار پست بکار بردہ باہر دو پسر بچراعت تمام سوار شد و بیرون قلعہ آمد چنان ہمت بامداد غربا کماشت کہ ناموس نگرے ہم انجا نگراشت ۔ از لطف دادار بے ہمال و بہ یمن نیت خوب در دو سہ روز مع این قافلہ گراں داخل گاما گشت “ ۔ اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ، عام و خاص ، نواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناعاقبت اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پرانی وضع داریاں برابر چلی جا رہی تھیں ۔ بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات اُن میں وہ تنگ دانی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل نظر آ رہا ہے ۔ بد اخلاقی اُن میں بھی تھی ، بد معاملگی اُس وقت بھی تھی ، غداری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر وہ سہا عہد جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اس سے اُن کے سینے پاک تھے ۔

۱۸۔ مہر صاحب بڑے مہذب اور با وضع شخص ہوں وہ کہیں مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کرتے ، تاہم فساد بعض واقعات سے اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے ۔ اپنے والد کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ” روزے در خدمت شہنشاہ ہوال کرد کہ بلندہ انچہ عقائد خود درست کردہ ام بخدومت عالی واضح است ، اما در حق حاکم شام چہ فرمایند “ ۔ شہنشاہ نے فرمایا ” کہونگا “ کچھ مدت بعد ملہ اندھیرے محترم خان خواجہ سرایہ شاہجہانی کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لئے پانی لانے کو دوڑے ، والد خود اٹھے اور آفتابہ لے کر ہاتھ ملہ دھلائے لگے ۔ فرما نے لگے ” اے علی متقی میں صبر بھر کبھی اُس کا نام زبان پر نہیں لایا ہوں ، اس کا شکر کسی زبان سے ادا کروں “ ۔ والد کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے بھی اس کا نام

کبھی نہیں لیا —

سبکان اللہ، کس خوبی اور حکمت سے نلقہیں کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی، میر علی متقی کے پھر و مرشد تھے۔ اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ ”میلے جیساکے آپ پر ظاہر ہے، اپنے عقائد درست کر لئے ہیں“ شیخ کے اثر کو ظاہر کرنا ہے۔ میر صاحب بھی آخر اُسی باپ کے بیٹے تھے، ابتدا سے درویشوں میں تربیت پائی، خود درویش منہں واقع ہوئے تھے، اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار جنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساتھ تھے، لڑائی قصہء سامبر کے پاس ہوئی جو اجمیر سے بیس کوس ہے۔ غرض ملہار راؤ کے پیچ مہوں پڑنے سے لڑائی موقوف ہوئی، اور صلح صفائی ہو گئی۔ میر صاحب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے۔ اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں، ”من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشعباء خواجہ بزرگ رفتم“ —

۹۔ میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے، سنہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ع) میں انتقال ہوا، ناسخ نے تاریخ کہی ہے ”راویۃ مرد شہ شاعران“۔ لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے اُن کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی۔ مصطفیٰ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں ”عمرش تخمیناً قریب بہ ہشتاد است“۔ تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ھ، اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہوتے ہیں۔ جہان نے ان کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے۔ اگرچہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہیں جن سے اُن کی عمر اور پیدائش کا تخمینہ سنہ معلوم ہو سکتا ہے —

جب سود امان اللہ کا (جلہیں میر صاحب عم بزرگوار

(۳)

کر کے لکھتے ہیں) اعتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمجھانے لگے ، اس میں ایک یہ فقرہ بھی درمایا ” کہ ماہ من ! نہ طفل مالہ “ الحمد للہ کہ دہ سالہ “ - اور اسی سال میر علی متقی کا بھی اعتقال ہو گیا - گویا باپ کی وفات کے بعد اُن کی عمر بس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہوگی - باپ کے مرجانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبر آباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے - جب مایوس ہوئے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا - نواب صمصام الدولہ امیرالامرا نے اُن کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے میر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کر دیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا ، اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے بند ہو گیا - نادر کا حملہ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں ہوا - اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے —

مسمی با سمی شد اے با ہنر
کہ آیں نستخہ گرد د بعالم سمر
ز تاریخ آگہ شوی بیگماں
فزای عدد بست و هفت ار براں

کتاب کا نام ” ذکر میر “ ہے جس کے عدد ۱۱۷۰ ہوتے ہیں ، اس میں ۲۷ ملاے نو ۱۱۹۷ ہوئے - اس میں سے اکثر ساتھ منہا کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۳۷ ھ نکلتا ہے - اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئے - اس حادثے کے بعد وہ پھر دہلی جاتے ہیں اور چند روز اپنے ماموں خان آرزو کے مہمان ہوتے ہیں - ایک مدت کے بعد جب راجہ ناگرمیل کے ہمراہ اکبر آباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو

(ص)

لکھتے ہیں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا ، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۴۵ ، ۴۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ میر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لیکن گلشن ہند (اور گلزار ابراہیم) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت مرزا محمد رفیع سودا اس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے - سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا - میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ دلی ہی میں ہیں - حسن کے تذکرہ کا سنہ قالیف ۱۱۹۴ ھ - فرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے - اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہونا ہے اور اس وقت اُن کی عمر ساٹھ تھی - اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ھ تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے ، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور میری رائے میں یہی صحیح بھی ہے —

۱۰ - ذکر میر ایک نادر الوجود کتاب ہے - ہماری

زبان میں ایک نہیں بیسیوں تذکرے شعرا کے لکھے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں - آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر میر کا ذکر اس میں بھی نہیں - سوائے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں - یہ محض اتفاق ہے کہ یہ کتاب خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانٹی مسلم ہائی اسکول اتاوا کے ہاتھ لگ گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں دیکھنی نصیب ہوئی اور اس کے شائع کرنے کا موقع ملا - میں مولوی صاحب کے اس لطف و کرم

کا بیحد سہولتوں ہوں۔ یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنی میر صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں نے نسخے کی نقل ہو۔ کہیں کہیں مشکل الفاظ اور محاورات کے معنی بھی دئے ہیں جو ہم نے بجذسہ چھاپ دئے ہیں، البتہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے وہ ہم نے اضافہ کئے ہیں۔ جب پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اور ہنٹل کالج لاہور کو، جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے ہیں، یہ معلوم ہوا کہ میرا ارادہ اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فوراً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے، کہو تو بھیج دوں، چنانچہ انہوں نے میرے لکھے پر اپنا نسخہ مجھے مستعار عطا کیا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اتارے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مدد ملی۔ پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جیسا اتارے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنی ایک چوتھائی سے زائد کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخری حصہ میر صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے، چنانچہ لکھنؤ جانے کا حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں۔ جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا، اُس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھ دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں میر صاحب نے کچھ لطفی بھی جمع کرا دی ہیں، بعض پرانے اور تاریخی ہیں اور بعض خود اُن کے زمانے کے ہیں اور پر لطف ہیں۔ مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فحش ہیں کہ اُن کا لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں، اس سے اُس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ میر صاحب کی تہذیب اور معانت کا کیا کہنا ہے؛ اُس وجہ سے نیز اس لئے کہ یہ ایک غیر متعلق چیز تھی ہم نے یہ لکھنے اس کتاب سے خارج کر دیے ہیں۔

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ مہر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اُس وقت اُردو شاعری کا دلی مہن خوب چرچا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدر داں تھے۔ اس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر سوز، سودا، میر حسن، میر اثر اور اور بہت سے نامور شاعر وہاں موجود تھے۔ خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعرا میں لکھتے ہیں کہ مجلس ریختہ خواجہ صاحب نے ہاں ہر مہینے ہوتی تھی بعد ازاں اُن کے ایسا سے مہر صاحب کے ہاں ہر مہینے کی پندرہویں کو ہونے لگی۔ حیرت ہے کہ مہر صاحب نے بھول کر بھی اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے مہر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انہوں نے نکات الشعرا کے لئے اٹھا رکھی تھیں۔ جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے بڑے تعجب کی کہ آپ بیتی میں اسی چیز کا ذکر نہ آئے جو مہر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے اُن کو بقائے دوام ہے —

عبدالحق

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد | حمد ببعده سر سخنورے را کہ یکہ بیت یکتائی او
 بعالم دوید * و ثنائے لاتعد صنعت گرے را کہ گوهر
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ
 سخن را جلوہ برا زبان میدہد⁺، تعلیم گرے کہ ہر فرد عاجز
 سخن را زبان میدہد، خالقے کہ خلق عالم را نوازد، صانعے کہ
 خاک را آدمی سازد، دارندہ کہ بے لطف او نگاہداشتن " خود
 محال است، نگارندہ^۲ کہ صورت نویسی ☉ او کرا مجال است۔
 علیہے کہ در احاطہ عالم او ہر مرکب و بسیط این جاست کہ
 "ان الله على كل شيء محيط"۔ حکیمے کہ دانائے رازہاست، قدیمے
 کہ ہستی او را سزااست۔ رازقے کہ نان دہد، مالکے کہ جان دہد۔
 رحیمے کہ عذر گنہگار فیوشد، کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔
 شمس یک ذرۃ از ظہور او، قہر یک شہۃ از نور او۔ چیزے
 نیست کہ بے نور او کنی، غرض کہ "الله نور السموات والارض"۔
 ناز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد، ہرکہ سر فرود می آرد
 نومید نمیکند ارد۔ آفرینندہ کہ چہا آفرید، و بینندہ کہ

* اے مشہور شد ۔ اے زبان دادن و تعلیم کردن
 + یعنی یاد می دہد ۱ (ن) و ۲ (ن) داشتن
 ۳ (ن) یہ فقرہ نہیں ہے ☉ نقل نویسی

نہاں ہمہ کس دید۔ ہر چند چرخ کج رفتار باسن کج بازو اتنا چشم
دارم کہ روے مرا بر خاک فیندازد* زبانے فیست کہ نام او ازو
نہی آید، جانے نی کہ نغمۂ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از
دل ہمہ کس حبر دارد، بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے
باید کہ گلہاے ناز او چیند، چشمے شاید کہ تازہ کاری او بیند
فردیکہ بفرد، نیت موصرت، احدیکہ بوجدانیت معروت۔ رفیعے
کہ بدرگاہ او ماک نرود، سہیجے کہ الحاح ہر عاجزے شنود۔
قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک بر نگارد،
مگر او خود را خود ستاید و از عہدۂ کہالات خورد بر آید۔

نعت | فی+الذمت درود نامعدود بر فصیحے کہ گوے
فصاحت از میان بردے، و تحیات نامعدود بر بلیغے کہ
بخدا رسید، و بخورد نسپردے، شاہے کہ از سر تا پا قدر و
جلال است، ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ
بے اقتداے او کارے نہیکشاید، رہنمائے کہ بے رہنمائے او
راہے نہی نماید۔ امیویکہ فرمان او بجان و دل پذیریم، و
دستگیرے کہ اگر دست دہد، دنیال او گیریم۔ صبیحے کہ
صباحت او روشنگر آئینۂ عالم، مایحے کہ ملاحت او نہک رخسارۂ
آدم۔ نگارے؟ کہ خاک زیر پایے او بہاے جانے، بہارے کہ سایہ
رو عام سبز او جہانے۔ یاری گورے کہ چشم معشریان بر شفاعت
او، نی نی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلی اللہ علیہ و آلہ

* روے بر خاک انداختن مذلت نکردن ۱ (ن) 'فی'
نہیں ۲ بخود کردن = مغرور شدن ۳ (ن) پہلا فقرہ
دوسرا فقرہ ۴ اور دوسرا فقرہ پہلا ۵ ہے

الطیبین الطاهرین کہ ہر یکے امام المؤمنین و شفیع الہد نبین
 است۔ بعد حمد خالق و دود، معبود کل موجود، و درود نا معدود
 و ثنائے نا معدود، بران صاحب مقام معہود۔

سبب تالیف ذکر میر | میگوید فقیر میر معہد تقی المتخلص
 بہیر کہ دریں ایام بیکار بودم و در

گوشہ تنہائی بیار۔ احوال خود را متضمن حالات و سوانح
 روزگار و حکایات و نقلہا نگاشتم و بنائے خاتمہ این نسخہ
 مرسوم بہ "ذکر میر" بر لطائف گزاشتم۔ اسید از یاران زمان
 آنست کہ اگر بر خطای اطلاع یابند چشم عنایت بپوشند و در
 اصلاح بکوشند۔

بزرگان من با دار و دستہ خود از
 نا مساعدت ایام کہ صبح در این
 اوقات شام می نہاید از حجاز رخت

سفر بر بستہ بسرحد دکن رسیدند۔ ناکشید فیہا کشیدند
 و نا دیدنیہا دیدند۔ از آنجا وارد احمدآباد گجرات گشتند۔
 بعضے فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند
 کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان
 من بہ مستقر خلافت △ اکبرآباد توطان اختیار کرد۔ این جا

* (ن) 'را' نہیں ہے + (ن) بہ † قوم و قبیلہ
 § (ن) 'از' نہیں ہے " (ن) رسیدہ □ (ن) شدہ
 □ توقف نمودن و فرود آمدن △ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاد+ و جهان آب و گل را دعا گفت+۔
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کمر ہمت بردہ بستہ
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی+ بہ فوجداری
 گرد اکبر آباد سر افراز گشت۔ آدسیانہ میزیست، چوں سن
 شریفش بہ پنجاب □ کشید۔ مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند
 روز بتبرید △ پرداخت۔ هنوز صحت کامل نشدہ بود کہ بگوالیار
 رفت۔ بسبب حرکت عنیفی II کہ در نقاہت سم است۔ بجا افتاد+
 و جامہ گذاشت۔ و او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سر شد+

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد۔ ترک
 لباس کرد و پا بدامن کشید۔ تحصیل عام
 ظاہر کہ ہے او ○ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت
 شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی کہ از گُہل اولیائے آفجا بود، کرد۔ و
 از ریاضت(۱) شاقہ پے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید
 تصدیق بیحد کشید۔ و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانہ ۲

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا

+ بیمار شد ؛ ترک کردن (ن) اے رخصت کرد

‡ (ن) 'بر' نہیں ہے " اے محنت بسیار

□ (ن) سالگی △ (ن) بعد پھر II دشوار

(۱) بجا افتادن و جامہ گذاشتن بمعنی مکث، (قیام) کردن و مردن

♂ (ن) 'و' نہیں ہے ‡ یعنی فراموشی شد

○ (ن) آن ○ (ن) ریاضات ۲ بمعنی حکم معین

درویشی رسید ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحی عاشق پیشہ بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

نقل است روزے در خدمت شیخ
سوال کرد کہ بندہ انچہ عقاید خود
درست کردہ ام، بخدمت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے
گفتگو در بارۂ یزید

است۔ اما در حق حاکم شام چہ میفرمایند۔ فرمود ”خواہم گفت۔“
بعد مدتی آخر شب کہ هنوز کاکل صبح* پریشان نشدہ بود،
در مسجد محرم خان خواجہ سرای شاہجہانی تشریف آورد،
غلامان پدر من دویدند، کہ برای وضوے شیخ آب بہم رسانند۔
پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت، دست و دہن بآب
کشیدہ† گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العمر
بزبان‡ من فیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آورم۔
پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازاں باز نام او من ہم فگرفته ام۔

روز و شب بیدار الہی می پرداخت، حق
تعالیٰ روے او را بر خاک نینداخت۔

باپ کی تلقین عشق

چون دماغش میرسید، میگفت کہ اے پسر عشق بورز□؛
عشق است کہ دریں کارخانہ متصرف است، اگر عشق نہی بود،
نظم دل صورت نہی بست، بے عشق زندگانی و بال است، دل باختہ

* یعنی ضبط الاسود † اے دست و روشست (ن) کشید و

‡ (ن) بزبان § رسیدن دماغ بمعنی شگفتہ شدن

□ (ن) نواز

عشق بودن کمال است۔ عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم
 هرچہ هست، ظهور عشق است، آتش سوز عشق است، آب
 رفتار عشق است، خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق
 است، موت مستی عشق است، حیات ہشیاری عشق است،
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جمال
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناہ
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقیت و
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت و حبیبیت برتر است۔
 جمعے بر آنند کہ حرکت آسمانہا، حرکت عشقی است، یعنی
 بمطلوب نہیہرسند و سرگردانند -

بے عشق نہاید بود،^۹ بے عشق نہاید زیست

پیغمبر کائناتی، عشق پسرے دارد

روز حیران کار، □ شب زندہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،
 مدام مست شوق، و دامن پاک: چہرہ نورانیش رونق افزای بزم
 صبح خیزان، △، آفتابے بود، اما از سایہ خود ہم گریزان۔
 ہرگاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہنگامہ بیش نیست،
 باید کہ بدیں II آستین بیفشانی و گرد علائق بر دامن خود
 نشانی۔ عشق الہی را پیشہ خود کن، روزے در پیش است،
 اندیشہ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میدانند کہ دنیا سہل است۔

* (ن) موخر + (ن) مقدم † (ن) حالیت § (ن) آسمانی

۹ (ن) و □ (ن) و △ (ن) 'خیزان' نہیں ہے

II (ن) بریں

زندگانی وہمی* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسہان بستن است و در بند فسحت امل بودن بہتہاب بگز پیہودن۱۔ انداز رفتنی داری۲ بے خبر۳ آہ نشوی۴ فکر زادے بکن۵: تا حرج راہ نشوی۶۔ رو بکسے آر کہ عالم را آئینہ او میگویند۷ اختیار خود بکسے سپار کہ او را در خود مں جویند۸ اگرچہ مقصود حاصل است۹ اما طلب شرط است۱۰ ہر چند ہمہ اوست۱۱ لیکن ادب شرط است۱۲۔ (نکتہ) معیت حق با خلق۱۳ چوں معیت روح است با جسم: ترا بے او وجودے نہ۱۴ و او را بے تو نمودے نہ۱۵۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

[مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند△

<p>درویش۱۶ درویش پرستے۱۷ شکستہ دلے۱۸ مشتاق شکستے۱۹ نیاز مند عجیبے۲۰ در وطن غریبے۲۱ وسیع المشرب۲۲</p>	<p>باپ کی سیرت اور اُن کے فصائح</p>
--	-------------------------------------

فقیر کامل۲۳ چوں آب در ہر رنگ شامل۲۴۔ ہر گاہ مرا در بغل کشیدے۲۵ و بنظر؟؟ شفقت رنگ کاہی مرا۲۶ دیدے۲۷ گفتے کہ اے سرمایۂ جان ایں چہ آتشے۲۸ است کہ در دلت نہاںست۲۹

* (ن) وہمی بیش ۱۰ کار پیہودہ کردن ۱۱ (ن) اے بیہودہ
 ۱ (ن) بزادے بکنس ۲ یعنی ہلاک نشوی (ن) اے
 نلگ شدن در را۳ [(ن) نکتہ △ (ن) کند
 ۱۲ (ن) درویش و درویش ۱۳ (ن) و ۱۴ (ن) بزرگ
 ۱۵ (ن) من ۱۶ (ن) آتش

و چہ سوزیست کہ ترا با جان است - سن خندہ میگردم، او
میگریست، قدر نشناختم تا میزبست - مردے بود، بھال خودی *
کسے را باردوشے نشدے -

یکے بعد از نماز اشراق روے توجہ بہن آورد و مرا سرگرم بازی
یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت،
از تربیت خرد غافل مشو؛ درین راہ نشیب و فراز بسیار
است، دیدہ دیدہ برو -

نشان پایے تو فرد حساب زندگیست

قدم شہردہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چہ بازی است کہ اختیار کردہ، و چہ ناہمواریست کہ
برخود ہموار ساختہ، محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین
رفتن او آسمانہا رفتہ؟ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و
جانہا - غنہ لب لب دلے باش کہ ہمیشہ بہار است، آن سادہ □ شو
کہ یک پرکار است - و در آسمان دو رنگ درنگ ندارد،
بشتاب، فرصت غنیمت شمار، و خود را در یاب -

صورت متبرکش - معنی مجسم، در تمام اجسام یک
آدم مؤقرے کہ عنان اختیار از دست خود ندادہ - متقئے کہ
چشم نامہرہ بر دست و پائے ۷ نیفتان - اگر میدیدے میگفتے
کہ شاید ملک و این عزیز ۸ سر از یک گریبان برآورده اند

* یعنی محو حال (ن) اے واقعہ حال خود

۱ (ن) 'بسیار' نہیں ہے (ن) 'خود' نہیں ہے

۲ (ن) اے والد و عاشق □ (ن) اے غبار △ (ن) او
(ن) گناہ از انکاد

و رفتگان ہم پائے استقامت با بن خوبی کم فشرده اند متعلق
باخلاق سنجیده متصف با رصاف حمیدہ طبعش مشکل پسند
جانش درد مند مژگان نم دل درہم —

نقل ست یک روز سر کن پر + کن + بخانہ در آمد کہنہ داہے § نشستہ بود: گفت اے داہہ امروز بسیار گرسنہ ام طاقت صبر ندارم اگر پارہ نانے	لاہور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات
--	--

بہم رسد زندہ میہانم - او گفت فقدان اسباب است - باز گفت
گرسنہ ام - داہہ برخاستہ رفت و از بذال آرد و روغن آورد تا
نان بپزد - ابن بار بے طاقتی بسیار کرد داہہ بے دماغ شد
و گفت کہ صاحب این فقیر است ابن جاناز را دلے نیست -
گفت اے داہہ تو با دل جمع نان بپز من برای دیدن درویشے
بہ لاہور میروم ☒ رومالیکہ از گریہ شبش لکھ ابرترے شدہ
بود برداشت و پا براہ کراشت - چون داہہ دید بے مزہ △ شد
میروں دویدہ ○ و گریہ کنان در دامن آویخت ہیچ فائدہ نکرد
ناچار آجے بر آئینہ ریخت II - ہرجا کہ فروں می آمد رزاقیت
خدائے کریم کار میکرد - بعد از چاندے بہ لاہور رسید و آن درویش
ریاکار را دید بر کنار رود خانہ کہ بہ "راوی" شہرت دارد
نشستہ می ماند و عالمی را باب میرا ندر: بنام خفشان نمود

* (ن) 'اند' نہیں ہے + (ن) بر + مضطرب
§ ماما § (ن) بے مزہ ☒ (ن) و ملاقات کردہ می آیم
△ (ن) بے دماغ ○ (ن) دویدہ II آب بر آئینہ ریختن رسمست
از قید - یعنی روندہ رود و نہاید ○ یعنی فریب می داد

مشہور بود۔ چند الفاظ زبان دری بر زبان داشت، نا فہمے
چند کہ نہی فہمیدند پیش او خط بہ بینی میکشیدند۔ گفت
کہ من تائید دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میکنم، بے حقیقتان
مرا مغوی میدانند۔ پدرم بر آشفت و گفت کہ اے بے تہ دین
بیفہم، ما محتاج تائید همچو توے نیست، فہمیدہ بگو کہ اینجا
شمشیر در میان است، مبادا کہ کشتہ شوی۔ آخر در اول ملاقات
صعبت بے مزہ شد۔ بتروش روی تہاسی از آنجا برخاستہ در
تکیہ فقیرے شب گزرائید۔ چون صبح سفید شد آن سیہ کلیم از
در معذرت در آمد۔ پدر من گفت کہ حالا سودے ندار، دیروز
سفید گفتم + امروز سفید تر خواہم گفت۔ چون پردہ از
روے کار برخاست بے لطف است برو سر خود گیر، نشود کہ
بدھن ہا افتی + ہر چند از عرق خجالت تر آمد، اما بسیار از
آب بد بر آمد۔ و قتیکہ آن مجلس بے لطف بر شکست۔

دفعہ این عزیز بار سفرے کہ نداشت
تو کلت علی اللہ بر بست و در عرصہ
دوازده روز از کروڑاں

شاہجہان آباد دہلی
میں آنا

بشاہجہان آباد دہلی رسید و بخٹہ قہرالدین خان پسر
شیخ عبدالعزیز عزت کہ دیوان صوبہ بود و قرابت قریبہ داشت

* (ن) تروتی (بے مزہ) + بے پردہ گفتم ام

† بدھن افتادہ رسوا می شود § یعنی شرمندہ شد

(ن) خجالت ¶ (ن) صعبت بے مزہ پاشیدہ شد و

() یعنی تمام شد Δ (پ) 'دوازده' نہیں ہے

ب) بمعنی راہ

رحل اقامت انداخت. عزیزان شهر هجوم آوردند و باعتقاد تمام آب بدستش ریختند. * آن مرد را که شراب عشق از هوش برده بود، اگر نقشسته بے خود نقشسته و اگر برخاسته چون مست سر انداز بر خراستے، مستانه و بیخودانه حرت سر کردے، دم جانسوزش آتش شوق بر کردے†. بسیاری دست ارادت بدست او دادند، اکثرے بتذییر نگاهش از پا افتادند، غسانه رضوے او از کمال رسوخ میگرفتند و به بیماران شهر میدادند. هر که میخورد به می شد. از بس گریستی، گریه اش در گلو گره گشتی، ناله که از دلش سر بر زدے. از آسمان گزشتے. آوازه در افتاد که درویشے باین حالت وارد شهر است. امرا التماس ملاقات نمودند قبول نکرد که من فقیر و شما امیر، میان من و شما نسبت نمی گنجد. امیرالامرا صمصام الدوله نظر بر حقوق سابق باز آغاز کرد که مرا از دولت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از لطف اشاره رد این رو سیاه داخل صحبت رو سفیدان شود. تبسمے کرد و گفت برای ملاقات مناسبت شرط است. امید که معذور داری و بحال خودم را گذاری. چون از کثرت خلق تنگ شد، دل شب؟ برخواست، و بعد از نماز تهجد از شهر بدر زد. هر چند در تلاشش‡ نفس سوختند، اما بگرد او نرسیدند، و نقش پائیکه نشان از و دهد، ندیدند. (لمصنفه)

* کلبایه از خدمت کردن + یعنی مشغول نمودن

† (ن) 'بر' نہیں ہے § نصف شب ¶ (ن) تلاهی

بیابان کار کے تیرد فاک تنگ

کہ عیسیٰ از سر سوزن* برون شد

در دو سه روز به بیابانہ کہ سہ+ منزلی اکبر آباد شہر است
قدیم و آبادی شرفاست، غریبانہ وارد شد، و بیکسانہ بر در
مسجدے نشست —

(حکایت) سید پسرے، لالہ رخسارے،
خوش پر کارے؛ بنظر در آمد، چشمے
چرانڈے و از جذبہٗ (کاشش بسوے
خود کشید، تغیرے در احوال آن

باپ کی نظر حقیقت
اثر کا ایک نوجوان
پر اثر خاص

غیرت پری راہ یافت، چون پریدار؛ بے ہوش افتاد، و سر
در پائے این دیوانہ رہ نہاد - عزیزان فہمیدند کہ حال پسر
کہ دگر گوشت، از تاثیر نظر درویش جگر خون است -
گفتند کہ ”رحمے بر حال این جوان کن“ - دم آجے طلبید و
دعای برو دمید - چون آب از کلو فرو ریخت، آن پسر
بخود آمد و معتقدانہ زانو زدہ ☒ گفت، ”اگر چندے مہمان
من باشند و قدمے کہ بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین
بندہ نوازیست؛ و گر نہ در عالمے کہ حضرت تشریف دارند،
ناز پیش نمی رود، کہ آنجا بے نیاز است“ - فرمود کہ

* از سر سوزن برون شدن کنایہ از راہ مشکل گذار باسانی رفتن

+ سر سوزن بر آمدہ جوان § نما می کرد

(ن) جذب (ن) بمعنی دیوانہ (ن) (ن) کہ، نہیں ہ

♀ (ن) رفت ☒ بمعنی در زانو

”در عالم دوستی مضایقہ ندارد۔ اما من * بسرپا نشستہ ام“
 فردا رفتنی در پیش دارم۔ حاضران گفتند ”ما تابع مزاجیم“
 مبالغہ کردن سوء ادبست، لیکن این قدر هست کہ اگر بخانہ
 این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند، و چیزے قنول
 نہایند، دور از عنایتے نخواهد بود۔“

چون پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت، گفت ”قبول
 است، اما خاطر فقیر گاہے شاد و گاہے ملول است، کسی متعرض
 احوال نشود۔“ گفتند ”چہ یارا، و کرا گوارا، اگر خلالت مزاج
 بہ ظہور آید، این سعادت بشقاوت گر آید۔“ غرض کہ آن
 جماعت بخانہ پسر برد و این مرد ہم آنجا چیز خورد۔ اتفاقاً
 همان شب شب† کہ خدائی او بود، پارہ از شب گذشتہ، با
 کہ خدایان شہر پیش آمد و گفت ”اگر حضرت ہم قدم رنجہ
 فرمایند و رونق بزم عروسی فرمایند، موجب سر بلندیست۔“
 گفتا ”مبارکست، اما افسوس کہ خدائی مانع خدا
 پرستیست ○“ —

شادی کی مذمت | (فائدہ) اے عزیز ہمیدانی کہ لفظ
 داماد، مرکب است از دام و کلہ آد۔
 کہ فارسیان برائے نسبت آرند، از عالم آباد و نوشاد، یعنی ہر
 کہ کہ خدا شد، گرفتار دام بلا شد، من مردے ام وارستہ، و چون

* (ن) 'من' نہیں ہے + آمادۂ رفتن † (ن) 'شب'
 نہیں ہے ○ (ن) 'رسی' است ♪ (ن) 'می' آرند

برق اڑن دامگہ جستہ، سرا باین کارہا چہ کار؛ برو کہ آدم
 درین امر ناچار است؛ بندہ نیز در ابتداء جوانی از شراب
 عیش مست بودم؛ آخر غیر از خمار کہ رنجیست؛* حاصل
 ندیدم؛ چون خداے عز و جل اڑین گرفتاری رها ئیم داد،
 خود را بہسہار؛ دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم؛
 انگون تودہ خاکسترے بیش نیستم؛ دل کجا کہ ہوس انگیزد۔
 دماغ کوکہ فقیر بہر تہاشا برخیزد۔ اڑین مشعلہا کہ ہمراہ تو
 اند، بوے قتیلہ می آید۔ تو کہ غزالے عجب است؛ کہ رم
 نمی کنی؛ اگر فہم درستی داری؛ بکنہ این نکتہ برس کہ "اللہ
 بس باقی ہوس"۔

<p>العاصل آن پسر بخانۂ عروس در آمد و این فقیر لاؤ بالی از شہر بر آمد۔ در مدت یک و نیم روز بہ اکبر آباد رسید؛ و با دل جمع در خانۂ خود وا کشید۔</p>	<p>نوجوان کی وارتگی اور بیوی سے بیزاری</p>
--	---

<p>(حکایت شوق) وقتی کہ آن جوان گل رخسار و آن سروتد رو رفتار؛ آگاہ شد؛ کہ درویش دل آگاہ شد عروس را بخانہ آورد و آنجا آب ہم نخورد؛</p>	<p>میو علی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی</p>
---	--

یعنی همان دم اشک ریزان؛ افتان و خیزان؛ سر بصعرا نہاد و قدم
 در تلاش او کشاد۔ ہر کرا در راہ میدید؛ احوال درویش می پرسید؛
 گاہے این طرف؛ گاہے آن طرف می شتافت۔ پا سبزے؛ کہ اڑو

* (ب) کہ رنجیست؛ نہیں ہے + یعنی محکم + یعنی راہبر

نشان دهد، نیافت، ناچار آه از جگر برکشید و گفت ای خضر
 راه چون من نابلدی رو نهال تو هر طرف سرگردانم، از طرفی
 بر آ، از خاک برگرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری
 نمائی، گنجی یافته باشم، اگر در این خرابه به نظر درائی،
 جیبی که گل درو می انداختم، چاکست؛ سربکه بر بالش ناز
 داشتم، برو خاکست؛ رحمی که پائے رفتنم کوتاهی همی کند،
 لطفی که جز آوارگی کسی همراهی نمی کند، وقت است از لطف
 بے پایان در یاب، حورشیدی، آخر بر ذره خود به تاب، چه واقع
 شد که آسودگی از من رو بتافت؛ چه پیش آمد که آوارگی
 مرا دریافت. (لمصنفه)

سخت در کار خویش حیرانم

چه بدل خوردن من نمی دانم

چون گرد باد وحشت آماده ام، مگر از طاق دلت افتاده
 ام. * هر چند از کم پائے خود در آزارم، اما هنوز سر توقع
 میخارم؛ گر بدشتم، آواره را غم، و بکھساره سنگداغم؛ رحسارم
 که بر گل تر، نوا خوانی کردی، از تاب آفتاب تفسیده،
 چشمم که بر غزال سیاهی زدی،^۹ قریب به سفیدی رسید.
 تو آفتابی و من سایه افتاده، تو سوار دولتی و من پا
 پیاده؛ از هر غباری که بلند می شود، منتظر تو می باش؛
 چون بچشم نمی آئی، ناچار از ناله گلو میخراشم؛ تو تمام

* یعنی فراموش شده ام + یعنی امید دارم † بمعنی
 کفایه کردن^۹ فخر کردن (یعنی امیر کلان)

اجزای یعنی کاملی، از حل غافلان چرا غافلۃ - ناله می کشید
و راه میرفت، گاهی می ایستاد و گاهی میرفت - که ناگاه پیر
از پس پشت رو نمود و زبان به لطف و فرمی کشود که
"اے جوان گرامی جوئی و اینها چیست که می گوئی، علی متقی
در اکبر آباد است برو دست پا چه مشو* - چون این مؤده
بگوش او رسید دله که در سینه قرار نمی گرفت، تسلی گردید -
قدم به آرمیدگی در راه نهاد، لب به ادای شکر الهی
کشاد -

فوجوان کا آگرہ پہنچکر باریاب ہونا	شب در میان داخل شهر مذکور شد نشان حویان، ناله برسان رسید و بقدمبروس مستعدا گشت - اشک
--------------------------------------	--

شادی برخساره او که رنگ مہتابی داشت، دید، رنج ناکامی
براحت حصول کسی که در خیالش نبود، انجامید - درویش جگر
ریش، نظاره بر جہالش کرد که همان نظر پاک صاحب کمالش
کرد؛ لطف فرمود، که به تحریر نمی نجامد، دلدھی کرد، که به
گفتن راست نمی آید - سرش در کنار کشید، و از لطف بے اندازه
پرسید که "اے میر اسان الہ! سیار در آب و آتش"
بودی، یعنی گرم و سرد زمانہ آزمودی، غم جدائی اقران نخواستی
خورد، خانہاں من خانہاں تو، من و غلامان ہمہ از آن تو، خنکی
کہ طرفہ دریائے بجوئی خوش بستد، شادیکہ چوں سرو دامن

* یعنی مضطرب مشو + (ن) مستعد + (ن) دل

۶ (ن) آتش و آب

بلا زده برجسته باید که دل جمع کنی، و دروازه را بر روی
 خود کنی، چندی بخود فرو روی تا خدا را سوه خود کنی —
 (فائده) بشنو که وقت دلتخواه است،
 و نکته ها در راه؛ جامه که عبارت از
 جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت
 را پاک باید داشت و جان را که اشارت

دنیا فانی اور جسم
 ناپائدار ہے۔ اس پر
 ارشاد مرشد

با تست، در بند این و آن نباید گزاشت (له صنفه)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار

قالب خاکی مزارے بیش نیست

خود را مبین و در خود تامل کن، نظر بر خدا دار و
 توکل کن، نیازی بهمرسان که نیاز دوام بکار نمی آید؛
 گذاخته شو که دل بیگداز کاری نمی کشاید. بخود سپردن*
 عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبان ترے را،
 هم بدست کم بر مدار، غرور بد نهاد است: زینهار زینهار از و
 رو بگردانی، مشق نیازی کن که بدل چسپیدنی بهمرسانی تا
 توانی علائقی را بر گردن خود میند، بعبت خود را زیر این بار
 میسند، دل از نقش غیر به پرداز، تا خانه را رفت وروب نه کنی
 قابل مهجان نشود، با موافق ونا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا
 نه کند، انسان نشود. رفتگی + با همه کس کن که همین مذهب
 درویش است؛ چون غریبان بسر بر، که رفتنی در پیش است؛
 عالم پرسگاه هیست آنجا رسم دیر ماندن نیست؛ عالمیان

ماتمیان اند برائے تسلی ایشان دے بایست؛ این دشت خوفناک است؛ این جمار و مور* بعضاً راہ میرود؛ در فکر زاد رہ باش کہ قافلہ ناکاہ میرود۔ خواہی کہ صعیح بر آئی؛ ازین بیمار خانہ آب حکیمانہ بخور؛ طعام پرهیزانہ —

فقر اور غنا کا فرق و امتیاز	(نکتہ) فقیر آنست احتیاج بہ چیزے کہ داشتہ باشد نداشتہ باشد؛ و غنی آنکہ مہلکت عدم بغیر از خود گذاشتہ باشد؛ فقر بہا سی افتد ”المہ غنی و اتم الفقراء“۔ بدانکہ درین چمن یک گل تر است اما بہ ہزار رنگ جلوہ گر است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوہ ہا بسیار۔
--------------------------------	---

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است
ہر کس بہ جلوہ دل خود شاد می کند

یکے را بہ بین و یکے را بدان
یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کہاست ز نیرنگ احوالی بگذر
کہ یک نگاہ میان دو چشم مشترکست
برو چیز بخور و بخواب؛ کہ از گرد راہ رسیدہ؛ پا را
بفراغت دراز کن کہ معنت بے حد کشیدہ۔ بہ غلاے اشارت
کرد کہ بالش نرم زیر سرش بگذارد و خود را در ہیچ وقت
از خدمت او معاف ندارد —

* کدایہ از جائے خطر ناک + (ن) ’از‘ نہیں ہے
‡ (ن) ’باشد‘ نہیں ہے

حاصل کہ آن عزیز بغراغت دل می ماند
و پدرم برادر عزیزش می خواند:
صبح و شام بخدمت درویش آمدے
و کسب کمال کردے۔ یک لحظه از

نوجوان کی تکمیل
ریاضت و شہرت، عروس
نوکی دق میں وفات

سراعات خاطر او غافل نمی بود، هر روز درے از مقامات
درویشی برُخش می کشود۔ به اندک مدت فقیر کامل شد، کارش
بجائے کشید کہ اگر چشمک زدی، عجائبات نمودے و اگر
آستین افشاندے، کرامت ظاهر شدے۔ آقران او چون خبر
یافتند، مشتاقانہ از وطن شتافتند۔ همسرش برفج باریک*
مبتلا گشت و بعد از چندے ازین عالم در گزشت۔

القصة آوازۂ درویشی این مرد بلند شد، خلق برو گرد آمدند؛
عزالت گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید۔ چون سالے برین
بگذشت، پدرم گفته فرستاد کہ اکنون در فیض بروے عالمیان
باید کشاد۔ شام کہ از حجرۂ خود بر آمد، باندہ ازیکہ ملک تر آمد،
درویش را سلام داد و در قدم افتاد۔ گفت اے سید عجب
سکہ درست+ مردی کہ سکہ بزر کردی، † هوس آدم را سگ
روے یغ ✕ می نماید، و نفس سرگن ○ سر شخ ○، توسنگ
قناعت بر شکم ہستی و تمنا بر تمنا شکستی۔ ع:
این کار از تو آید و مردان چنین کنند

* یعنی دق † یعنی وضع مضبوط ‡ کار خوب
سر انجام کردن ✕ یعنی مضطرب ○ فعلہ ○ سرکش

<p>من دران آیام هفت ساله بودم با خودم مانوس ساخت و در گریبانم انداخت یعنی با مادر و پدرم نگذاشت و بفرزندی خویشم برداشت؛</p>	<p>میر صاحب بعمہ ہفت سالگی اور نوجوان کی رفاقت و محبت</p>
---	---

لمحہ از خود جدایم نمی کرد، و بنا بر نعم می پرورد۔ چنانچه
روز شب با او می ماندم و قرآن شریف به خدمت او
می خواندم —

(نقل) روزی برائے سیر جمعہ بازار رفته بود، نظرش
بر پسر روغن فروشی افتاد، جوان چربے بود —

<p>دل از دست داد، پائے ثباتی که داشت از پیش رفت، یعنی تاب نیاورد و از خویش رفت - چون روئے دل + آزوندید، دست بدل + برگردید۔ هر چند</p>	<p>نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر</p>
---	--

به ضبط خود می پرداخت، اما دل بیتاب باو نمی ساخت۔ دست
بر دوش غلام داشته تا قدم بر زمین گذاشتے - بدین سان راه
می رفت، با خود می گفت، اے عزیز! کسے این چنیں بد
می باز که تو باختی؛ و خود را رسوائے کوچہ و بازار ساختی -
یا آن عنان داری، یا این بے اختیاری! - حرکتے که تو کردی،
از طفلی نشود، راهے که تو رفتی، کورے نرود۔ دل همچو چیزے
نہود که کسے تواضع طفل ته بازار کند، دل تفتہ کسے شمی

که در آفتاب گرم * بیرون نیامده؛ وارفته + شخصی
 کر دیدی که در پی دل گامی نرفته - این چشم گریاں تر شود،
 گوئی که منتظر بود، همین که دید بدل چسپید† و این دل
 طپان تو گردد همانا که بهانه می جست، همین که دیده من
 واشد، طپید - چشم را تا که نگذارم، از دل تا کجا خبر دارم،
 در جوانی چشم نه کشود، اکنون پر افشانی نمودم، اگر خود
 راجع می کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضبط می
 پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیرانم که چه سازم و چه
 تدبیر نمایم، تا این گره سخت از کار خود کشایم، چاره بجز
 توجه پیر ۛ نمی بینم، هرچه بادا باد، میروم و می نشینم -
 بهمان حالت تباہی، در دیده اشک، و بر لب آہی، نزدیک بنماز
 شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران
 برائے او جا کشادند ۛ - اشارت کرد، تادر صدر مجلسش جا دادند -
 گفت که اے برادر کجا بودی؟ امروز دیر تو روزه نمودی -
 عرض کرد که برائے سیر جمعه بازار رفته بودم، فرمود مگر نه
 شنیده بودی (لمصنفه)

مستمند عشق میداند که سودا می کند

دیدن طفلان ته بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا هشت شبانه روز بیرون میا؛ و سر
 این داستان زینهار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید که اورا

* از خانه + یعنی عاشق † یعنی علاقه پیدا کرد
 ۛ تقلید جوانان کردن ۛ (ن) درویش ۛ یعنی تعظیم کردند

بیارد و ترا عزیز نگهدارد —

<p>اتفاق چنین افتاد، که هنوز یک هفته نشده بود که شامگه آن ماه دو هفته از منزل خود برآمد و بے قاب بر دکان</p>	<p>لڑکے کی بیتیابی و سراسیمگی</p>
--	---------------------------------------

نشست. پا دکانٹے استاد بود، پرسید چه حال داری که امشب برنگ دیگر بنظر می آئی، و بیقرار ترسی نمائی؟ گفت حالتی که می کشم، نمی توانم بر زبان آورد، اما ترا آشنا میدانم، اگر باتو گفته شود مضایقه ندارد. امروز روز ششم است که درویشی ازین راه می گذشت، چشمش بر عنائی من افتاد، ساعتی بخود فرو رفته باستان من که پیش خود برپا بودم، ملتفت نشدم، ناچار دم سرد، از دل گرم برآورد و رفت. حالیا صورت او از نظرم نمی رود، و خیالش از خاطر من معو نمیشود؛ اگر بیدارم شوقش نمی گذارد و گر در خوابم چشم بر نمی دارد. چه سازم و دل را بچه پردا زم؟ نامش از که پرسم، نشانش از که جویم، ره را بکجا برم، غم را بکه گویم؟ گفت، آن درویشی است فام بر آورده، مرده است بخود نسیپرد، خلقی بر آستانش رو نهاده، عالمی دست ارادت باو داده، برادر خورد علی متقی که مشهور آفاق است و در زیر این سقف منقش طاق. آستانه او که خاکش تبرک میبردند بیرون شهر پناه متصل عیدگاه است، همراه من بیا و از بند غم برآ. غرض که آن مرد

کم بغل* جوانرا بعضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیده گفت
 که آخر عشق بے پروا حیف† بے پروائی گرفت - ایها بغلامی کرد
 که بروی و با برادر عزیز بگوید که بیا، مطلوب تو ترا
 می جوید - هر گاه این اشارت معالبشارت بآن جگر خسته،
 در بروی خود بسته، رسید، دست افشان و پای کوبان از
 کلبهٔ احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بپای بوس
 پیر بر افراخت - آن گاه دست شوق در بغل جوان انداخت، یعنی
 بگام دل در بر کشید و آن نخل مراد را بهمراد خود دید - پیر
 هر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند‡ - چون صحبت
 در گیر شد و سر حوت و† درویش گفت که اے جوان رعنا! من
 فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابستهٔ زلف خود ام، نخواهی
 دانست، خدا داند که سر رشتهٔ دل در کجا بند است؛ و این جان
 سراپا§ خواهش، برای چه آرزو مند - زینهار برخود نه حنبی¶
 و حوت بسر زلف□ فزنی، مبادا که افسوس کنی - درویشان
 اگرچه از دائرهٔ سپهر واژون بیرون اند، اما ایشان را بیک
 پرکار نمیگذارند، یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو که
 رنجه کشیده باشی - گفت که رنجه کشیدم لیکن گنجه یافتم -
 جاروب کشی این آستان را شرت می دانم - امید که محروم
 نه گذاری و چشم لطف از من برنداری - هر صبح می آمد و
 می نشست، کمر خدمت بر میان جان می بست -

* کم مایه † بملی انتقام ‡ (ن) بلشهند و باهم گپ زنند
 § (ن) همه ¶ یعنی مغرور نشوی □ یعنی نه از سخن نگلی
 † یعنی بهک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشاند۔ نظرے در کارش کرد، کہ بکام دل رسید۔ و بہمان لقب شہرۂ عالم گردید۔ اکابران شہر عزتش می کردند، مریدان خاص رشک برو می بردند۔ آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل * رقص میدان معنی شد آرے، چون نظر درویشان اثر می کند، خاک ناچیز را زر می کند۔

میر صاحب کے چچا کی
 ایک درویش سے عقیدت
 (حکایت) درویش جگر ریش، یعنی
 عم بزرگوار در ہفتہ یک بار، برے
 دیدن فقیرے ”احسان الہ“ نام

کہ بادشاہ خود بود، می رفت۔ چار دیواری سیم گل† کردہ، بکمال پاکیزگی، در بند دیوارہائے بلند، مشہور بہ تکیۂ فقیر، آن طرے عید گاہ اکبرآباد، داشت۔ بر دروازۂ آن دل برشتہ، این در مصرع بزر نبشتہ :-

خاطر آسودہ خواہی راہ آمد شد بہ بند

چاک در پیراہن دیوار از دست در است

ہرکہ در او را میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب

بہ جواب می کشاد کہ احسان الہ در خانہ نیست، زود برو،

این جا مالیت۔

* بے دہل رقص کلاہ از پہلوان زبردست

† یعنی سفیدی

یکے عم من قصد دیدن او کرد و مرا
 همراه برد۔ چوں نزدیک بہ دروازہ
 رسید، همان جواب شنید، یعنی
 احسان الدہ درخانہ نیست۔ این مرد

میر صاحب چچا کے
 ساتھ اُن بزرگ کے
 ہاں جاتے ہیں

گفت، اگر احسان الدہ نیست، امان الدہ است۔ خندید و در را
 وا کرد۔ جوانے دیدم، شیر اندام، خورشید سوار، ہیبت حق از
 جہت او نمودار، چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش؛
 آب چشم از عالمے گرفته، شیر از عشق الہی بر درش خوابیدہ،
 مصافحہ بہ میان آمد۔ در سایۂ اراک، بے تاک بنشستند و
 احوال ہم دیگر گرفتند۔ گفت کہ اے میر امان الدہ من کہ در
 بروے خود کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نہ دیدہ ام، دل ترا
 بسیار میخواست، تا نمی آئی میکاہد۔ بارے این پسر از کیست؟
 گفتا، فرزند علی متقی و† گریبان انداختہ عاصی است۔
 فرمود کہ این بچہ هنوز سوزہ بال است†۔

اما چنیں معلوم می شود کہ اگر بخوبی
 پر برآورد، بیک پرواز آن طرف
 تر آسمان خواہد رفت۔ باین بابا بگو،

درویش کی پیشین گوئی
 میر صاحب کے حق میں

بدیدن درویشان ہمت بر گہارہ کہ ملاقات ایشان برکت
 بسیاری دارد۔ پارۂ نان خشک در آب تر کردہ بخورد من دان،
 طعمے باین لذت نخوردہ بودم، هنوز ذائقہ من بیاد او خمیازہ
 می کشد و مزہ او فراموش نمی شود۔

پند و موعظت درویش | (نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت

الهی، غزال وحشیء این صحرائے

پر غبار است؛ و جسم آدمی مرکب و جان او شہسوار، اگر صید شد، از ضایع شدن مرکب چه میروند، و گر مرکب رو بعدم کرد و آن صید هم رم کرد، حسرتے دست بهم میدهد کہ عذاب الیم تر از و نباشد - عذاب قبر عبارت از همین حال است —

(موعظه) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفس شوم سگیست هر زہ مرسرہ اگر بگفتہ او راہ رفتی، بریسمان او بچاہ رفتی،⁺ و گر بخود کشی[‡] از خود بگذری، راہے بسر کوچہ آدمیت بری - نادان قباحیت طول امل را در نمی یابد، عاقل از پئے خود ریسمان نمی تابد[○] —

(نکته) آسمان خیمہ شب بازی است، اشکال عجیب و صور غریب ازین پرده برون می آیند و می روند - این آملان و رفتن باختیار شکل و صورت نیست، سرشتے کار بدست دیگرے هست - دل بدنیا نہ نمی کہ دنیا زال بے حفاظیت[○] چون پدر از میان میروند، ہم بستر پسر می شود - کسانیکہ اہل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجه باین نمی آرند - (حرفہای فقیرانہ) شیخان ربائی، از راہ خود نہائی، باین عمر کوتاہ کہ تا چشم بهم میزنی، بپایان می رسد.

* بمعنی رس و ہرزہ مرس بمعنی ہرزہ گرد —

+ بمعنی بسبب او بلا گرفتار شدی ‡ جہد بلوغ

○ بمعنی خود نمیکند ○ یعنی بے شد

خر خود را چه قدر دراز بسته اند،* و در چار دیواری
 عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود باید
 برخاست، چون خشت چسان مربع نشسته اند، بمعنی بے خبر
 و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت
 با صفای ایشان، سراسر کدورت است - ملاقات با چنین
 مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ
 بندند که بار سایهٔ درخت هم بر خود نمی پسنند؛ یا آن
 فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن† اند؛ یا آن
 پهلوانان نطعی پوش اند که در جهاد نفس اماره می کوشند؛
 یا درویشان جگر ریش، بیگانهٔ یار و خویش، سر هائے نیاز
 بر خاک، چون آب رواں پاک، شیران این آجام، ① خون دل آشام،
 بهرند و نمیجوشند، سیل اند و نمی خروشد؛ خاک شویان
 سر کوچهٔ صحبت، نمد سویان بیابان وحشت، بندگان با خدا
 واصل، دور گردان نزدیک بدل، دل داده گان جلوئے یار، خاک
 اُفتاده گان سایهٔ دیوار، آشنایان بحر حقیقت، مجردان بادیهٔ
 طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتابے از سایهٔ شان دمیده؛
 خاک نشینان بر فلک رفته، عزلت گزینان نام گرفته؛ ② آشفگان
 دشت سهر و وفا، غنچهٔ خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر،
 علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بندند و فنانند، فان
 خود را بر شیشه فنانند؛ ③ طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوے

* یعنی مغرور اند † یعنی متحد اند ① بمعنی بیهوش

② یعنی مشهور ③ یعنی حریص نیستند

او فکرايند: نان جوان* را بنان خورش پير تناول نھاييند:
 طرفه زرد رخسار ائند، نام برگشته بيمھار ائند: مزاج غيوري
 دارند، براے ديدن کسے که می ميرند، بسوے او نمی بينند -
 در سر غرورے دارند تا قيغ فاز معشوق نه نشينند، از پا نمی
 نشينند - محبوب حقيقي که متحد با اويند، از کمال شوق روز
 و شبش ميچويند - جنگ آور ائند که به هفتاد و دو ملت
 سر بسر کرده اند: کيميا گر ائند که خاک ناچيز را هزار بار
 زر کرده اند - متصوت اين کارخانه درویشانند، يعنی هر چه
 هستند، همين ايشانند - آنچه خواهی، دست بدعا افراشته
 ميدهند، يعنی حاصل هر دو جهان دست پر داشته ميدهند -
 سخن درویشان بگو، همت ازشان بهو تا باشی ازشان باه
 (يعنی ازان درویشان باه) راه درياے لنگر دار حقيقت که
 قفل است†، کلید آن زبان ايشان، سجاده بر آب افکندن و بے
 اندیشه رقتن تصرف درویشان -

چون شام خلديد○ گفت ای يار عزيز! نماز مغرب رسيد،
 اگر چه دل نمی خواهد که ترا دل دهم○ اما پيش از غروب
 آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است، نمیتوان نشست:
 برو، سلام من بعلی متقی خواهی رسانيد - دست بسر کرد
 و در را بر بست - عم من از آنجا که آمد، پيش پدرم رفت
 و سلام فقير گفت - هر دو دست را بسر برد و فرمود که ديدن

* نان گرم + يعنی صلح کرده اند † يعنی راه بسته است

○ يعنی شام شد ○ يعنی رخصت کلم

احسان الله را احسان الله باید شهرت و میرفته باش و سلام من
 نیز می گفته باش-روزی چهارم دست مرا گرفته باز بدو رفت
 و دستک زد؛ آواز داد که در خانه نیستم-گفت، اگر نیستی
 باره کیستی که بخانه آشنای من جا گرفته؟-خنده کرد و در
 را گشاد- سعادت عجیبی دست بهم داد، یعنی * سخنان نغز
 شنیدیم، و لطف بسیاری ازو دیدیم-گفت که ای یار عزیز
 عشق از روزی که مرا بر کار بسته است + و نقش محبت
 درست در دلم نشسته، هیچ چیز اینجا بچشم من نمی آید و
 دل مطلقاً بدنیا نمی گواید-تجرب پشدهام، بے اندیشدهام، اگر
 عالمی برهم خورد؛ جمعیت خاطر مرا گنده نشود- و اگر آسمانی
 بر زمین بیفتد، دلم که دارم، از جا نروم-هر گاه چشم می بندم
 نظر بروی کسی می کشایم، که از دل صد پرده نازک تراست
 یعنی از نگاه کرم رنگ می بازد، چون سر بگریبان فرو
 می روم، تمهائے دلبری می شوم، که جلوه او از برق هزار
 مرتبه شوخ تراست-یعنی دمی بادل نمی سازد-معشر خرام من
 اگر خرامد، عالمی ته و بالا گردد- بلند بالائی من، چون قد بر
 افرازد، قیامت برپا شود- خاک راه او شو که سران را تاج
 سر گردی، پائمال او باش که سرمه چشم اهل نظر شوی-دلم
 بهمرسان که او پسندد، جان پیدا کن که باو پیوندد- دست
 بدست به از خودی ده که ازین راه، این راه دور دست
 بدست است ۱) زینهار دست بر سر دست منه ۲ که چون دست

* (ن) بسے + یعنی مرا مقدر کرده است † یعنی نزدیک

۱ (ن) آید ۲ یعنی بے کار مباحث

و پاخشک شوند ، راه پست است —

(نکته) اے یار عزیز ! مرگ عجب استعاله ایست کہ در پیش است ، از خصمانہ خود غافل مباش ، یعلی خود را بہ چشم دشمن بہ بین کہ دوستی ہمیں است - حال جان ہشیار ، بعد مفارقت بدن ، حال مستی است ، معشوق در کنار ، چون آنجا تجدید امثال نیست ، پس از روزگار دراز ، آن مستی کہ عبارت از لوٹ دنیا باشد ، زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را در یابد - و اے بر حال جان نا آگاہ کہ ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشتہ باشد ، متاسف بہاند ؛ ہمیں دو حال را عارت دروخ و بہشت میخواند —

(موعظہ) اے یار عزیز ! دل اگر درد خور است در خور است ، غم اگر دل خور است ، شایستہ تر است ؛ دل معززون می جویند نہ شایستہ طرب ؛ جان درد ناک میخوانند نہ درمان طلب ؛ روے نیاز بسوئے او آر کہ بے نیاز است ، کارها را بہ او سپار کہ کار ساز است ؛ پارا در دامن کش ، و توکل کن ، سر را بگریبان انداز و تامل کن ؛ اگر جان بہ نیاز آید ہنقا است ، دل اگر گداز شود ، کیمیاست - (لمصنفہ)

مدعا نایاب و راه جستجو دور و دراز

پا بدامن ہمنشین ناچار میباید کشید

(نکته) اے یار عزیز آن معشوق یکتا پیرہن ، بہر رنگی کہ میخواست ، جامہ می پوشد - گاہے گل است و گاہے رنگ ، جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش می سازند ، برخی با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

سیدانہ ، جہاعتی سنگ را خداسی خوانند- ہشیار ! کہ این مقام منزلة الاقدام است ، چشمے باید کے بر غیر او وا نشود ؛ دلے شاید کہ از جائے خود نرود ، دشمن و دوست ہمہ از اوست کہ دلہا در تصرف اوست ؛ ہدایت و ضلالت ہر دو مظهر اویند ، مست و ہشیار ہمہ اورا میجویند- معراب از ابروے او پیدا آمد ، میخانہ از چشم او ہویدا شد ؛ مناجاتیان عبادت و طاعت گزیدند ، خراباتیان جام بر سر کشیدند ؛ در معراب بہ اقامت خم باید شد و در شیرۃ خانہ * با حال در ہم ؛ یعنی مراعات ہر شان لازم ؛ و پاس ہر مرتبہ واجب —

، فکتہ (۱) اے یار عزیز ! ہستی واجب محتاج برہان نیست۔

ہر کہ بر حق دلیل می گوید

بچراغ آفتاب می جوید

ہمیں کہ آفتاب بر آمد ، روز شد ، اگر مالکے درسیان نپاشد ، فلک بیفتد ، جہل نہ ایستد ، خور فتابد ، مہ نشتابد ، آتش نسوزد ، ہوا نہ سازد ، ابر نبارد ، برق فتازد ، آب نرود ، گیاء نشود ، گل نہ مدد ، چہن نختند ، ثمر نپاید ، شجر نپاید۔ حق سبحانہ تعالیٰ را کہ کریم می گویند ، نظر بر غلبۃ این صفت ، سررشتۃ بندگی از دست نپاید داد ، کہ آنجا صاحبے است ؛ وقتی کہ می فواز د ، خاک را آدسی می سازد۔ دے کہ بہ بے فیازی پردازد ، آدسی را خاک۔ پیغمبر ما کہ در شان اوست ” لولاک لہا خلقت الافلاک “ تمام تمام + شب نہاز خواندے

و این همه ایستاده ماندے کہ قدم مبارکش آماس بہم رساندے۔
 کسانیکہ میدیدند، می گفتند یا رسول اللہ چرا کار راہ بر خود
 تنگ گرفتہ ؟ توانی کہ عالمے را از بند غم را رھاندی۔ متبسم
 شدے ، و فرمودے ، چه باید کرد ، عالم بندگیست۔ عزیز من !
 نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است بندگی پیش آر کہ
 از روئے صاحب شرمندگی نہ کشی —

صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت	سخن این جا رسانیدہ بود کہ جلودارے از صوبہ دار شہر رسید و نیاز او التماس نمودہ گفت کہ نصرت یارخان برائے قدمبوس می رسد۔ فرمود
--	--

کہ خورش باشد، ہر چند دھن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از
 روئے او شرم می آید کہ بارہا بر گشتہ رقتہ است ، اگر این بار
 ہم برود، خدا داند کہ باز ملاقات شود یا نشود ۔ چوں بدروازہ
 رسید، از فیل فرود آمدہ، دوید بسعدت پا بوسی سر بر آسمان
 رسانیدہ پنج اشرفی نذر گذرانیدہ گفت کہ ” خوش آمدی
 و صفا آوردی “ عرض کرد کہ زہے طالع من کہ بخدمت شریف
 رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم۔ چوں روے دل از فقیر
 دید، رو انداخت کہ گاہے بہ نگاہے این روسیہ را باید فواخت ۔
 گفت کہ دل قوی دار کہ روئے تازہ داری؛ یعنی خدائے عزوجل
 ترا اینجا بر روئے کار آوردہ است، اغلب کہ آنجا ہم رو سفید
 ہر آئی۔ شکرانہ این نعمت رو انداختگان را بنواز یعنی رو از

سنگ و آہن مدار و روئے ایشان بر خاک مینداز: از خدا رو *
 دار و بر خود مچین†؛ درکار غربا روئے کسے مبین‡، زینہار کہ
 از بے کسان رو نقابی، مبادا کہ در عرصات رو نیابی ♪۔ حالا
 برو کہ یار عزیز شیشہٴ جان و نازک مزاج است و سن در پاسداری
 این مرد لاعلاج۔ صوبہ دار چون غریبان خاکسار پارہٴ رو بر
 زمین مالیدہ آستانہٴ فقیر را بکمال اعتقاد بوسید و رفت۔

درہمان حال پسر خوانندہٴ سادہ روے	ایک گویئے لڑکے کا آنا
سر غولہ سوئے، عودے رنگے، سیر	اور درویش کو زہر
آہنگے، طنبور بردوش، حلقہٴ زر در	دینا
گوش از آن راہ گذشت۔ نظر فقیر بر	

آن افتاد، اختیار دل بدستش داد، بعم من گفت کہ ”این را
 بخوان و بنشان“۔ چون آن پسر آمد و نشست، خود بخود این
 شعر آمدہ، قتلان را در دو گاہ کہ پردہٴ ایست مشہور و بیگاہ
 میخوانند، بر خواندہ —

بیاکہ عمر عزیزم بجستجوئے تورفت

ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تورفت

فقیر را تواجد دہمت بہم داد و حظ بسیاری برداشت۔ گفت
 اے عزیز امشب پیش فقیر بہان و چیزہارا کہ میدانی بطور
 خود بخوان۔ التماس نہود کہ سعادت و بر جان منت۔ چون شام

* یعنی شرم دار + یعنی غرور مکن ‡ یعنی رعایت

کسے مکن ♪ یعنی عزت نیابی

قریب بود، مارا رخصت کرد و در را بر بسته بیاد الهی به نشست - شنیده شد که فقیر قصد نماز خفتن * نمود، اشرفی ها را زیر بالین گذاشت - خواننده سیه دل دید و بعد از ساعتی به بازار رفت، کاسه شیرے درو زهر داخل کرده آورد و بمبالغه پیش از پیش بخورد فقیر داد - بهجود خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پا زدن آغاز نمود، یعنی زهر کار گر افتاد - آن بچشم و روئے نادرست اشرفیها را گرفت و گریخت - فصف تنب آه آه دلخراش فقیر خواب از چشم همسائیکان برداشت - مضطرب دویدند، محتضرش دیدند، کسان تلاش آن عیار طرار بسیار کردند، چنان در پرده گلیم شب پنهان شد که به نظر کسی نیامد - چون شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد و جان شیریں را بتلخی تها می داد - اعیان شهر افسوس گنان، پشت دست گزان بر جنازه او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیه فقیر بخاک سپردند - هنوز آن مکان زیارت گاه عزیزانست - (لمصلفه) —

فلک زین گونه خون بسیار کرد است

عزیزان را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک + عشوه هائے لاجوردی دارد، و ناز هائے هر مزی: هر روز با خاک افتادگان می ستیزد، هر شب فتنه تازه می انگیزد - کسی را بزهر هلاهل هلاک می سازد، و کسی را به تیغ ستم بخاک می اندازد - مستان شوق را باید

کہ از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نفورند از جائے خود
نروند۔

بایزید درویش کی ملاقات	(حکایت) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود۔ روزے از شخصے
------------------------	--

شنید کہ درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، کہ بنایش سیلاب بہ آب رسانیدہ بود، در یکے از حجرہ ہائے او، کہ چون دل عاشقان ہزار رہ دارد، افتادہ میباشد، دیدنی است۔ چون از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و ہمہ چیز از فکر افتاد۔ مرا از سر وا کردہ، بسرعت تمام رفت۔ جوانے دید، بلند بالا، با کمال استغنا، ملکہ وارد این عالم، فی فی عزیز تر از جان آدم، بالش از سنگ، بستر از خاک، ہر ساعت مہیائے ہلاک، شکستہ دل و کشادہ رو، برشتہ جان و فقیلہ مو، دلدادہ، خاک افتادہ، خود را بخدا سپردہ، راہے بکام دل بردہ، اگر خوش چشمے از پیش او رقتے، بالائے چشمہ ابرو نگفتے، با کسے برنخوردے، بہ بے کسی بسر بردے۔ چشم را اکثر اوقات بستہ میداشت و دل را بے یاد حق نہی گذاشت۔ نان را برغبیت ندیدے، آب را از گلو بریدے، باریک بین و مشکل پسند، در لباس قلندران برگ بند۔ پرسید کہ چہ نام داری، و از کجائی؟ درد مند و عاشق پیشہ می نہائی!۔ گفتا، ”این جائیم و میراسان اللہ نام دارم۔“ گفت بنشین کہ با تو دمے چند خوش برارم۔ می گفت کہ

چون زبان بازی * بمیان آمد سر کرد کہ اے عزیز راہ ہا بریدم
 رنجہا کشیدم از خود رمیدم، در کوچہا دویدم، چون ابر ایستادم
 چون برق افتادم، عمرے سرگردان شدم، مدتے دل پریشان شدم،
 چندے با چشم تر گشتم، آوارہ دشت و درگشتم، شبہا نخفتم،
 روزہا نگفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازہ
 فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بہال
 دگر گون گشتہ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا

از طپیدن ہاے دل پہلو بدرد آمد مرا

اگر سی خواہی کہ در زمرہ سختی کسان او باشی، باید

کہ دل از آہن و جگر از سنگ تراشی —

با یزید کے کلمات پند | (سخنان غریب) اے عزیزاگر آن محبوب
 سراپا ناز پیش چشم است، بہشت

جاوید: و اگر از نظر رفت، همان دوزخ عاشق نا امید۔ بدانکہ
 سر کلافہ پیدا نہی شود، یعنی بر ما ہیچ ہویدانیست۔ نمیدانم
 کہ زاهدان ریاضت پیشہ چہ در سر دارند و بے خودان شوق
 آن مست سراندا از کہ خبر۔ جمعی را خلش خواہشے، جماعتے
 را کاوش کاششے، کسانیکہ حق شناسند مبرا از امید۔ و یاسند
 عزیزانیکہ ناخدایند، دلدادگان رضایند: جان عاشقان را کہ
 بتلخی کار است، خون ایشان شیرین بسیار است۔ رنج را بر
 خود گوارا کن تا شایان راحت شوی: کار را بسیار با خود

تنگ بگیر تا بفرغت روی- دل برداشتن ازین عالم خوب است، اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست- همارت دنیا در گردیدنی* است، بنای این بر وهم گذاشته اند، طاق آسمان فیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند- اگر بمقصد رسیدنی خواهی، در دله راه کن، هرچه از دست کوته خدستت بر آید، لله کن؛ اگر آشنای دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی شد، بارے بر کران باش، یعنی اگر دفعتاً بر مردن خود قادر نیستی، آماده دادن جان باش- خود را از قید دیر و مسجد و راهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جا بهمان—

(فائده) عارفان دو گروه اند، مردم یک جماعت نقش دیوار اند، کوئی که زبان ندارند- یعنی حیران تازه کاری آن صنعت گر پرکار اند، دیده اند، آنچه دیده اند؛ فهمیده اند، آنچه فهمیده اند- مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان مغز دار است، یعنی هر یک زبان دان چشم سخن گوے دلدار است هر گاه شرح طرز دیدن او می کنی، هزار رنگ لب می کشاید، کیفیت مژگان بهم رونش بصد زبان ادا می نهاید؛ چنانچه کمالات آن مست فاز از حد شمار افزون، کلمات این بے اختیار هم از حیز بیان بیرون- اول صحبت بود زود برخاست، رنج فقیر زیاده برین فخواست پیش پدرم آمد، و احوال او همگی بیان نمود- و گفت :-

هر گله را رنگ و بوے دیگر است

درویشان اهل بخیه† کجا بهم می رسند، اکثرش می دیده باش-

† یعنی هم مشرب

* یعنی خراب شدنی

یکے بعد از نماز پیشین، قصد دیدن او کرد و سرا همراه برد - درویش به عنایت تھامس ہر خواند، رو با روے خود بہ عزت بنشانند - چون خورد سال بودم، روبہ عم من کرد و کلاه از سرم برداشت، یعنی متفحص احوال شد - التھامس نمود کہ فرزند علی متقی است - گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا مردیست کلان کار، دانای اسرار، خورشید آسمان، درویشے مشہور جہان، جان درویشی، دریای است کز و گوہر تر برون می آید - ما فقیران، کنار خشک داریم، از ما چه می کشاید - اے پسر! بعد از نیاز من خواہی گفت کہ کوتاہی از شوق بے پایان نیست، شکستہ پائے کوچہ نمی دہد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست + می خواہد کہ ازین خرابہ سر بیرون نہ نہد، تو قلندر مضبوطالاحوال، من بہ نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون من بے سرو پای بشرط مساعدت وقت دعای - طرح سخن بطور دیگر انداخت، عم بزرگوار را مخاطب ساخت - کہ اے عزیز ہمہ گوش شو و سخن فقیران بشنو -

(نکتہ) عبادت ما برائے ما ست، آنجا خدائی ست کرا پروا ست؛ طاعت ما این ہمہ نیست کہ ہر خود بچینم و برو تکیہ کردہ بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بہشت + کنند، ما بندہ ایم ور بحساب نگیرند، جز این نمی توان گفت کہ

* کلاہ از افلاس + یعنی رضانہست

† یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم، اینکہ نفس ترا چیزے قرار دادہ شومی محض است، چون خوب بکنہ خود رسی، معروسی محض؛ آن سرو ناز مائل رنگین رفتن خود است و جلوہ او بہزار رنگ سر گرم آمد و شد؛ چہ گہان بردہ، چہ قرار دادہ، چہ خیال کردہ، بچہ دل نہادہ؟ گاہے گل در آب می افگندہ، گاہے گل بر سر خاک میزند، زینہار کہ دل شکنی کسے نہ گنی و سنگ ستم بر شیشہ نرنی۔ دل را کہ عرش می گویند، ازین راہ است کہ منزل خاص آن ماہ است :-

نیازارم ز خود ہرگز دلے را
کہ می ترسم دروجاے تو باشد

(نکتہ) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است، یعنی با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بحال ایشان نظری؛ چون مراقب میگردند، در دل جلوہ گر است، چون چشم می بندند، در پیش نظر - از ہر دریکہ می خواهند می آید، بہر رنگے کہ می جویند، رو می نماید؛ انقباض و انبساط وابستہ بحال ایشان است؛ اگر خوش می شوند، گرفتگی ازین چہن میروند، و گر مہزون می گردند، غنچہ وا نمی شود؛ اما طور ایشان از راہ و روش بیرون، معشوق در آغوش و نلہا ہمہ خون؛ گاہے متفکر، گاہے متعیر، قرار نمیگردند، تسلی نمی شوند۔ خدا داند کہ از خدا چہ می خواهند، خواہشے ندارند و می کاهند؛ نشنیدہ —

(حکایت تمثیلی) کہ در عہد موسیٰ علیہ السلام خشک سال
 شد، مردم در معرض تلف افتادند، گفتند کہ یا موسیٰ
 در جناب احدیت عرض کن کہ باران نمی بارد، خلق عالم تاب
 تعب ندارد؛ مفت ہلاک میشوند و برباد فنا میروند۔ موسیٰ
 علیہ السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد کہ ”گلل خسپ“
 پریشان گوے دارم کہ در فلان گلخن افتادہ می باشد باکب زدن
 او خوش داشتم، از چندے رو بآسمان نمی کند، و بطور خود
 حرت تمیزند، نزول باران موقوف برواشدن اوست۔“ چون ازاں
 جناب این جواب شنید، بسوے همان گلخن شتافت۔ بارے
 آن بلاش شوق را دریافت۔ مردے دید، بالائے تودہ خاکستر،
 گلیم سیاہے در بر، از سرتا پا ہمہ ذوق، مستغرق دریائے شوق،
 یکہ بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدہ تفرید۔ بہجرد دو چار
 شدن زبان بکشد کہ یا موسیٰ گذرت بر مزابل از چہ افتاد،
 بچہ دل نہادہ کہ اینجا افتادہ؟۔ گفتا کہ امساک باران است،
 کارے از دست دعائے + کس نمی کشاید، زندگانی دشوار می
 ماند، رے نیاز بجناب پاک حق بردہ بودم، چنین ظاهر شد
 تو کہ سکوت اختیار کردہ، انقباض است۔ تا بعادت قدیم سخن
 سر نہ کنی، ابر را باد نیارد و باران رحمت نبارد؛ خدا را
 دے رو بآسمان بہ نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین۔
 گفت اے موسیٰ تو آن فریبندہ را نشناختہ، و بطور من دل را
 در راہ او فباختہ، عبارت آن طرار کنایہ ها میزند، اشارتش

* گلل خسپ، کنایہ از کسے ست کہ در گلخن می باشد۔

+ (ن) ’دعائے‘ نہیں ہے۔

دل بصد جا می افکند - استغفرالہ من بگفتہ او کے راہ میروم
 اما اگر پاس رسول او نکنم کافر میشوم ، کہ گفته اند : ع
 ” با خدا دیوانہ باہی و با نبی ہشیار باہی - “

غرضکہ آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کہالات حق ،
 رو بفاک کرد و بساط سخن را بطور خود بہ گسترد - کہ ” اے
 سراپا فریب ، و اے دشمن شکیب ! پیش ازین ابر و باد و باران
 مسخر تو بودند ، اکنون حکم کش * من اند ، کہ اگر من خواہم
 گفت ، باد خواہد وزید ، و ابر خواہد آمد ، بارش خواہد شد -
 بلے حق بر طرف تست ، تر ادخلے نیست ، متصرف این کارخانہ
 منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلاق رحم آر - دو
 سہ بار ازین قسم سخنان پریشان گفتہ بود کہ ناگاہ بادے وزید ،
 و آبر سیاہی سفید شد ، سیلاب سیلاب باریک - اے عزیز ! کدام
 معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق
 بدو نگیری ، و در طلب آن سرمایۂ جان نہیری : دل اگر برائے
 او خون شود بہتر ، جان اگر در راہ او رود خوش تر ؛ معہ او
 برنگے شو کہ برنگ او بر آئی ، بطریقے گم کرد کہ باز
 رو نہ نہائی - رباعی : -

نہ دل بخیال زلف و رو باید داد

نہ جان بہ ہوائے رنگ و بو باید داد

اینجا دل راچہ قدر و جانراچہ محل

خود را ہمہ او کردہ با و باید داد

درین حال وقت نماز عصر رسید، بر خاستم و باو نیاز گذاردیم - بعد فراغ رو به شرق نشست و گفت: اے میرا من الله امروز چیزے خوردے ام کہ نخوردے بودم، و دست به چنین طعامے نہ کردے بودم - عم من قدرے + گستاخ شدے بود، گفت اے درویش مبالغہ را حدے و تکلف را نہایتے است، قامت از بار فاقہا خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ برائے یک دام آب استخوان سی شکنی، نان گوبہ را بہ تیر می زنی، ہر روز برائے مرگ آمادے، با صد خرابی درین خرابہ افتادے، گُجا طعام لذیذ و کجا تو، از دھن خود زیادے مگو - گفت: واللہ کہ من زیادے پر و سبک پا نیستم، جائیکہ احتمال دروغ باشد نہ ایستم - بشنو کہ از صبح آتش جوع زبانہ می کشید و نفس شوم چون سگ پا سوختہ + می گردید، یعنی می خواست کہ بشہر بروم و پیش کس و نا کس سائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نگہداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دھن گرفتہ بر آمد و درین حجرہ شکستہ تر از دل عاشق در آمد، من کہ بمعنی شیر شرزہ بودم، و بظاہر از فاقہ کشیہا گربہ لاوے، چون مرا دید، آن نیم نان را انداختہ گریخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آجے میسر نہ بود کہ پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم - بعد از ساعتے آراز سقائے بگوشم خورد، کوڑہ دستہ شکستہ خرد را بردے آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شستہ تر کردم و خوردم - خدا شاہد است کہ لذت نعیم بہشت می داد -

عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نمی باشد، ایشان شاگرد چرخ دولابی نیستند که اگر صد کوزه بسازند، یکے دسته ندارد، در صحبت این طایفه شیشه بند کردن* سنگ بدل زدن است، زبان را نگه باید داشت که شکر آب† ایشان شربت شهادت بے ادب می شود - عم بزرگوار از خطاب خجالت کشید، و عذر هرزه چانکی خواست - چون تنبیه یافت بر سر عنایت آمد و گفت که اے عزیز، من ترا از جان عزیز تر دارم، این قدر تنبیه ضرور بود که چانه بیجا زدن‡ از ادب درریشی دور است -

همدران هنگام شب افتاد، رخصت خواستیم، گفت: خدا برو - از آنجا که آمدیم، بخدست شریف پدر رفته سلام و پیام فقیر رسانیدیم - گفت که عنایت ایشان، اگر باز با عم خود بروی، البته نیاز من هم برسانی -

صحبت سیم - بخدست او رسیدیم، دیدیم که بیحضور است، و بیک پهلوان افتاده، آه آه می کند - چون عم مرا دید، دم	تیسری ملاقات اور درویش کی وفات
---	--------------------------------

سرد کشید و پیش خواند و این بیت شغائی بر زبان راند :

پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے
مگر آهم ازین پهلوان پهلوان بگرداند
پرسید که چه حالت است که این قدر ملالت است؟ گفت
اے عزیز سینه ام بعدے می سوزد که گوئی در درون من کسے

* شیشه بند کردن = استهزا نمودن + یعنی شکر رنجهی
† یعنی حرف بیجا زدن " یعنی بهمار است

آتش می افروزد؛ فالہ کہ می کشم؛ زبانہ آن آتش است؛ آہ کہ
می کنم؛ لائعۃ ہمان شعلۃ سرکش -

من فہی دانم کہ دل می سوزد از غم یا جگر

آتش افتاد است درجائے و دودے می کند

اگر مرگ بغریاد من رسد، خوش بہشتی است و گرفتہ دوزخی
است کہ نتیجۃ عمل زشتی است۔ اکلون بار بستن جان فتوح
است، کہ آمد و رفت دم سوهان روح است۔ شب بیخوابم و
روز بیتابم، چہ سازم، بچہ پردازم کہ تا ہمیرم قرار بگیرم :

روز بشب کنم بصد اندوہ سینہ سوز

شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادے کہ می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آہ کہ می خورم
کار روغن می کند، دوائے مناسب مناسبتے ندارد، تدبیر موافق
موافقتے نہی کند، اگر بباغم ببری از سوز درون نا خوشم،
ور بعمانم بیلدازی من ہمان در آتشم، کاش سینۃ من بشکافند
و دل و جگر را زود بو آرند، یا مرا از بنجا ببرند و زندہ
بزیر خاک بسپارند --

القصۃ احوال آن دل سرختمہ، جگر کباب، تا بزوال آفتاب

بہمین یک وتیرہ بود۔ گاہے دست بدیوار دادہ می ایستاد، گاہے

می نشست و می افتاد، گاہے چشم می گُشاد و نومیدانہ میدید،

گاہے چون ماہی بے آب می طپید، ناگاہ از زبان من شنید کہ

وقت نماز ظہر رسید۔ بخضوع و خشوع سجودے برد، ”سبحان

ربی الاعلیٰ“ گفت و بہرد —

آتش عشقش بسے را سوختست

لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند غلام بہ تعبیر و تکفین او بپرداخت
و در همان حجرہ شکستہ قر از دل عاشق مدفون ساخت - از
شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت کہ آدمی
روشے این چنین دیر پیدا می شود، صد حیف کہ زود رفت -
«نقل: شبے در خواب عم من آن دلسوخته از جهان رفته
می آمد و می گوید دیدی کہ عشق چه آتشے در من زد و چنانم
سوخت. چارہ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند،
در بحر موج رحمت انداختند، و با گوهر مقصود ہم کنارم
ساختند، یعنی تسلی کردیدم و آرام گرفتم - و بکام جان ازان
نگار بہشت رو کام گرفتم - از دیدن این واقعہ وحشتے در مزاج
شریف او پیدا آمد، مدتی باکس انس نگرفت - اکثر اوقات
میگفت کہ بایزید عجب سوخته جانے بود. داغ جدائی او کہ
بر جان منست، تا زنده ام، سیاهی نخواهد افکند - بر سبیل
حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چه عجب کہ
حق تعالی کریم مطلق است، نشنیده -

(حکایت تہتیلی) کہ عارت ناسی بایزید بسطاسی همسایہ
دیوار بدیوار ترسائی بود و از چہل سال باو آشنائی داشت -
او ہر سحر تختہ می زد و این می گفت کہ اے ترسا ازین
تختہ زدن، دو فردوس بروے تو باز نخواهد شد، اگر نجات

میخواهی، بیا اسلام قبول کن - یکے بخاطرش رسید که بایزید آدمی سہلی نیست، چہل سال است کہ دعوت اسلام می کند. خالی از چیزے نخواهد بود - سرزدہ در مجلس او رفته می گوید: اے شیخ تو کہ ہر صبح می گوئی، مسلمان شو، ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود، کاغذے از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشتہ داد، رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در همان ہفتہ فجائتہ بہرہ ورثتہ آن، نوشتہ شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند - چون شیخ بخود آمد، بخود فرو رفت - مریدے باعث حیرت پرسید، گفت: در حالت مستی متعہد امرے شدہ ام کہ از عہدہ آن بیرون نمی توانم آمد - گفتا دران حال ترسای دوست روی از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیدہ، بردہ بود، می گویند کہ مسلمان شد، و مرد - شیخ غش کرد، چون این سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بہوش آمد - سر کرد کہ من در نجات خود ترددے داشتم، این جگر از کجا بہم رساندم کہ متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان، بکور آن نو مسلمان شدہ رفت، و متوجہ باطن شد - در معاملہ اش دید کہ همان کاغذ بدست دارد و میگوید کہ اے بایزید نوشتہ تو ہیچ بکار من نیامد، پیش از فہودن این پرچہ کہ دست پیچ نجات خود کردہ بودم، بطرزی کریم سوے خودم خواند کہ چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن ماند - موجب دل پریشانیء خود مشو، قلم بند کردہ تو این است، بگیر و برو - ہر گاہ کرم او بدان را این چنین در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریای رحمتش غوطها نخوردے
این ماجرا آب بردی —

<p>(سخنان لغز) اے برادر عزیز چون دانستی کہ آن گل ہمیشہ بہار* بہزار رنگ بر می آید، و این چمن† رسانیدہ اوست و این رنگها ریختہ او: اگر پیدا تنوی، بتامل شو، و گر قدم کشائی فہمیدہ رو۔ در ہمہ ذرات کائنات پر تو ہمان آفتاب است، اگر شناسے طرز او شدہ، دلت کامیاب است۔ کسے را کہ دیدہ و دل بینا است، می داند کہ حباب و موج از دریاست۔ حق بر طرت غافل است، اگر غافل ماند، بر ساحل افتادہ از دریا چہ داند۔ بیا کہ برخیزیم و از میان رویم، شاید کہ بکام جان ہمہ او شویم۔ موسم جوانی رفت، لطف زندگانی رفت، عمر بشست سالگی کشید، پیرانہ سالی در رسید، قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی از طبیعت رفت و تیزی از ہوش، بینائی از چشم و شنوائی از گوش؛ ذوق بیدوق، دندان بیوزور، پا ناتوان، سر بے شور، موے سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کھر وا کن، ایام آرایش فقیری رفت، زنجیر سر در پا کن، ہنگام زینت قلندری گذشت —</p>	<p>میرمتقی کے کلمات معرفت</p>
--	-----------------------------------

(نکتہ) در معاش پاس مشہور کن و در معاد مراعات معقول:

* گلہست مشہور کہ بہلندی سدا گلاب گویند
† یعنی این چمن ساختہ و پرداختہ اوست

یعنی ظاہر را مطابق باطن* بیار و باطن را مطابق† عقل نما۔
 اگر یار در حرم جلوہ گراست، مسلمان شدن ہنر است: مقصود
 دل اوست، از ہر دریکہ بر آید، دگر جلوہ او در دیر لاریب
 است، پس کافر شدن چہ عیب است، منظور چشم اوست از
 ہر جا کہ رونماید۔

بدیر و کعبہ میگردیم گاہ اینجا و گاہ آنجا
 کہ مطلب جستجوی اوست خواہ اینجا و خواہ آنجا
 (نصیحت درویشانہ) باید کہ عزلت گزینی و چندے
 تنہا نشینی سرمے خفا در چشم کش† و بر ہیچ چیز التفات
 مکن۔ نظر بر خدا دار و ہرگز با کسی ملاقات مکن، بسیار
 با مردم سر در ہوا بر خوردی، وقت آنست کہ مژگان برہم زدی
 و مردی سر پیچ زدن ۛ تا کجا غفلت را بگذار، اگر دقیقہ فہمی۔
 سر ازین مضمون برار:

دیدہ ام در عام صحبت ہاے رنگین صد کتاب
 کردہ ام یک مصرعۂ تنہا نشینی انتخاب
 نمیدانم کہ چہ می سگالی کہ سر زخم خود نمی مالی، پیش
 ازین سر گران ہوا و ہوس مہان، سر را از نشۂ یاد حق سبک
 گردان، نظر بر ریش سفید شانہ کاری ۛ ننہائی۔ قصد خرق
 عادت نکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خود را

* (ن) نقل † (ن) موافق ‡ یعنی سرمہ از چشم نہان
 گشتن ۛ غلبودن ۛ یعنی بغریب و تسلط با کسی
 یاری نساے۔

بخریت شهره شهر گردنست- و ر به اراده کرامتے ظاهر شود ،
 چون شجر شاخ بر دیوار * نکنی که ثمره آن شاخ از پشیمانی
 برآوردن ، شاه اندازی + را فقیران عیب میدادند ، یعنی
 متکبر و مغتر را آدمی نمی خوانند- و قتی که رخصت شد ،
 با خون قرار داد که آینده جاع نروم و روزی دوبار حاضر
 شوم —

یکی پدرم گفت که اے برادر عزیز ، دماغ آخر میروم ، یعنی هر روز ضعیف میشود ، اگر صورت حفظ قرآن شود ، چه طور است- التماس کرد که خوب ، چنانچه در مدت یک و نیم سال مصحف مجید را یاد گرفتند-	حفظ قرآن عم بزرگوار
--	------------------------

(نقل عجیب) روزی باهم نشستہ بودند و دور میکردند که درویش "اسد الله" نام پیراهن فیلی دربر ،	نقل عجیب و پیشین کوئی وفات میر متقی
---	--

و کلاه نمد بر سر ، وارد شد- چون دو چار پدرم گشت ، گفت
 که اے سیرابہ پژ کبوت جامہ چرا سفر دور و دراز اختیار
 کردی و شاید راه ، خوا بیدہ بر خود هموار ساختی ؟ آن
 عزیز دو بدو در قدم افتاد ، سرش در کنار گرفت و قریب †
 خود جا داد- عم من حیران این اختلاط شدہ پر سید کہ این
 بزرگ کیست ؟ گفتا آشنائے قدیم منست- حیران ترشد و التماس

نمود که برای رابطه این چنین ملاقات بسیار شرط است که این مرد
 را گاهی ندیده‌ام. گفت که من و این مرید یک پی‌یریم، در دو
 سال یکبار بخدمت ایشان حاضر میشد. یکے سوال کردم چه شود
 که آثار مرگ بر من ظاهر شود، تا بکار گور پردازم و دل را بچیز
 دیگر مشغول نسازم. ارشاد شد که هر گاه این سیرابه پژ کبود
 جامه را بینی، یقین به دانی که تا سال دیگر زنده نهانی. دانسته
 باش فرصت عمر من بسیار کم است. عمومی بزرگوار، از استماع
 این کلمات سخت متالم شد و گفت: افشاءالعه من این واقعه
 را نخواهم دید، یعنی آن روز در جهان نخواهم بود، و این
 غم نخواهم کشید. دمی که با آن تازه وارد سر حرث و اشد،
 نقل کرد که از چنده دوکان من نمی گردید، یعنی سیرابه
 مرا کسی نمی خرید، شب می بیختم روز می انداختم، دم و
 دودی که داشتم، صرت خسارت شد، ناچار دل بدریا افکنده لب
 خشک و چشم تر، بر خاک افتاده بودم، ناگاه خوابم در ربود
 دیدم که پیر بر سر استاده است و می گوید که "اے اسدالعه!
 هر چند صعوبت سفر بسیار است و راه دور، اما یکبار
 برخوردارن تو با علی متقی ضرور؛ در میان من و او اشاره
 ایست همین که تو خواهی رسید او خواهد فهمید؛ باید که زود
 بروی و از کساد بازاری پریشان دل نشوی، که چون از آنجا
 بر گردی، دکان آنچنان گردد که سیرابه تو تبرک گردد -
 برخاستم و دوکان را بشاگرد گذاشتم و نیم فان خشک، بطریق
 زاد راه برداشتم باندک زمانی از جهانی بجهانی آمدم، یعنی از

کبود جامه بالا کبرآباد رسیدم و ترا بهواد دل مشتاق دیدم- اکنون رقتی من باختیار تست ، هرگاه خواهی گفت ، انداز آنطرف خواهم کرد- پدرم متبسم شد و گفت که اے اسدالده اینهمه بآهو سوار شدن از برای چه ؟ سیوا به ضایع نمی شود که این همه دست پاچه می شوی ، از گرد راه رسیده ، رنج بے پایان کشیده ، اگر مشتاق ما فقیران نه ، چندی برای رفع ماندگی خود بهان شتاب چیست ، رخصت هم اتفاق میشود - بغلامی اشارت رفت که فرش خوابش در حجره عم من درست کند و آب بدست او ریزد- حاصل که ساعتی از خود جدا نمی گذاشت و بد لجوئی و مزاح گوئی می داشت —

(فائده) یکی آن مهمان عزیز سوال کرد که در مسئله رویت تردید دارم خدا خوانان دو جماعت اند

مسئله رویت میں گفتگو

جماعتی بران است که روزی آن غیرت ماه را چون بدر کامل تماشا خواهیم کرد- عقیده جماعت دیگر اینکه ادراک آن آفتاب از بصر بشر امکان ندارد- فرمود که ما فقیران را هیچ تردید نیست ، چون مقرر شد که او عین عالم است ، بهر جا که نظر می افکنیم او به نظر می آید ، در هر که می فکریم او رو می نماید- آن معنی بهر صورت جلوه گر است و دیدار او بشرط نظر میسر- القصه بعد یک هفته رخصت شد و گل بانگ بر قدم زد—

(حکایت جانشوز) صبح عید عموی من تبدیل رخت کرده بمصلی رفت ، از آنجا که آمد ، در سینه اش در د...

بیماری و وفات عم بزرگوار

ظاهر شد، بشد تے نہ رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت
 بست۔ والد سرا طلبید و گفت دردے دارم کہ بکہاں بے دردیست،
 یافتہ ام این درد عاقبت ندارد، و خفگی بہر تہہ ایست کہ
 نفس تنگی می کند، غالباً جان ناتوان طاقت ندارد۔ عباے⁺
 را از تن من بکشید،[‡] کہ خواهی نمی آید، گلاہم دور بیندازید
 کہ ہر سر کرافی می نہاید، جانم ناتوان است، بیمار من گران
 است۔ چون شام شد، آن درد عام شد، شور آہ آہش بلند گشت۔
 ہمگی یکدل درد ملد گشت، دے کہ بضبط پرداختے۔ خود را
 غنچہ ساختے، کہے کہ از درد فالان شدے، چون گل پریشان
 شدے، وقتے دلش بسیار گرفتے، آہ آتشناک کشیدے، دود جگر
 کہ کباب گذشتہ II بود، بآسمان رسیدے اگر سخن را ندے۔
 این رباعی خواندے۔ لمصنفہ :—

وقت است کہ رو بہرگ یکبارہ کنیم
 آن درد نداریم کہ ما چارہ کنیم
 بیماری صعب عشق دارد دل ما
 گر جامہ گذاریم کفن پارہ کنیم

چون پاسے از شب گذشت، کار از بے طاقتی برو تنگ شد
 باپیر گفت کہ آخر دل سختی کشیدے، دیدے من کباب سنگ شد،
 تو خود آگاہ راز این میخانے، اگر تہ شیشے از عمر من باقی

* یعنی انجام خوب ندارد + پوراہن کہ زیر جامہ باشد
 ‡ یعنی سلم تن دامندار ☉ یعنی بیماری بہ شدت دارد
 ☿ بمعنی از کار رفته یعنی سوخته ☺ جامہ گذاشتن
 بمعنی مردن ☼ نوع از کباب

مانده باشد ، بکسے دیگر بده کہ زرد نوشی باین درد کشیدن
 جگرے می خواهد، من ازین جان شیرین تلخی مرگ را صد
 مرتبه گوارا ترسی بینم؛ توجہی کن کہ آسان بگیرم ، بخشائے
 کہ آرام بگیرم - آخر شب کلاه شب پوش را بہن بخشید و چشم
 از غابۂ ناتوانی بپوشید۔ دسے کہ شب شکست[†] یعنی سفید صبح
 دید، جان الہناک او بر لب رسید، مودن مسجد ”الہ اکبر“
 گفت، آن بیمار شب زندہ دار بغفت ؛ یعنی دست بردل
 نہاد و جان بہان آفرین داد —

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازین واقعہ
 جانکاه انہا بر سینہ برید۔ مرید آتش خاک بر سر و داغ بر جگر
 با صد پریشانی، چنانکہ میدانی، بر سہیات مردہ او پرداختند
 و جنازہ آن درد مند را درست ساختند —

عشق در دے بے دوائے بودہ است

بہر جان و دل بلائے بودہ است

ہر گاہ برائے نماز استادند ، اثرے برخاک افتادند ، پدرم
 گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائی، دیر معلوم شد کہ بیوفائی؛
 آنچنان گرم رفتی کہ سینہ مرا تفتی؛ یاران این چنین نہیروند،
 غمخواران بیہروت نہی شودند —

چہ شد آن وفا و عہد یکہ تو وعدہا نہودی

بتو من چہ گفتہ بودم، تو بہن چہ گفتہ بودی

بزرگان دوش بر تابوت گذاشتند ، یعنی بعزت تماش

برداشتند، آه پیر برسم علم مردگان، پیش پیش روان، معتقد'نش
سیلاب سیلاب سر شک افشان-مردۀ او را بیرون شهر بردند و
بگوشۀ باغی ب خاک سپردند، گلها افشاندند، فاتحه خواندند،
ملات بید کشیدند چاره جز صبر ندیدند -

<p>روز سیزم که عزیزان شهر براے فاتحه آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین عزیزش مردۀ باشد، اگر او را عزیز مردۀ گویند می افتد- از امروز مرا عزیز</p>	<p>میر متقی نے اپنا لقب عزیز مردہ رکھا - میر صاحب کارنج و الم</p>
---	---

مردۀ می گفته باشند، چنانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت-
روزے صدار گریستے، بحال مردگان زیستے - منکہ بغل پروردۀ
او بودم، حوائج خود را باو می گفتم، با او می خوردم، با او
می خفتم، روزهای یاد می کردم، شبها فریاد می کردم- درویش عزیز
مردۀ بدلجوئی می پرداخت، و بهیچ وجه آرژردۀ دلم نمی ساخت،
گاه می گفت که اے پسر من ترا بسیار می خواهم، اما ازین غم
میکاهم، که من نیز بر سر را هم- گاه می گفت که ماه من! نه طفل
هالہ الحمد للہ کہ دہ سالہ؛ چہ بہ کاشش افتادہ، آخر درویش
زادہ، دل را قوی دار، خود را بخدا سپار، شاک بزی و خوش
بہان، مرا طرح کش، خود بدان- جان من! مگر طفل شیرینی که هر
زمان دلگیری، اندیشۀ خود چرا داری، وارثی چون خدا داری،
رفتگان باز نمی آیند، گزشتگان رو نمی نمایند - اے پسر دنیا
در گذر است و هر کرا می بینی در جناح سفر، نه پنداری

* بمعنی شیر خواہ + بمعنی فرمانبردار
† در تہذیب سفر

کہ جاے بودندت جهان است، این قرار دہد مجلس روان ست،
 حاضران رفتہ اند، نشستگان گذشتہ اند، غنچہ پیشانی مشو، چون
 گل شگفتہ رو می باش، بہار این چمن رفتنی است، بعبث دل
 مغراش۔ مقاسر خانۂ آفاق را چنان ساختہ اند کہ درو چون تو
 بسیارے دل باختہ اند؛ تا واقف راہ و رسم این جا نشوی،
 زینہار کہ این راہ فروی؛ در حویقان سخت باز و طرار،
 مثلہست۔ قمار و راہ قمار۔ ہر روز ازین قسم سخن کردے
 و بناز تہاسم پروردے۔

<p>(نقل است) روزے بہ تاخ کاسی تہام حلوے مرگ قسمت می کرد کہ جوانے سرو اندام، احمد بیگ نام، شکاری رنگ دائۂ چند شکر انگور بردست گذاشتہ، نذر گزرائید و گفت، تازہ از ولایت</p>	<p>احمد بیگ جوان کا آنا اور اردۂ حج کو ترک کر کے مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا</p>
---	--

آمدہ ام و ارادۂ حج دارم، چون وارد شہر شدم، آوازۂ درویشی
 تو شنیدم، مشتاق شدہ بخدمت ساسی تو رسیدم۔ گفت مگر
 فشنیدہ۔

چرا بپاے خود اے کعبہ رو نمی آفتی
 ہمان توئی کہ بفرسنگ می نہایت

اولاً خود را در یاب، انگاہ بر اے کعبہ بشتاب، کعبہ عبارت از
 دلہائے خستہ درویشان است، و مقصود دست و بغل باین جگر
 ریشان، اگر دل ایشان بدست آید، کعبہ مراد بے سعی نہاید؛

ازین جاست کہ کسے گفتد، رفته است -

ز کعبہ آیم و ر شک آیدم بہ خوننابی

کہ از زیارت دلہاے خستہ می آید

دل درویشان جاے خوشیست، این ویرانہ را ہواے

خوشیست، دل را منزل آن ماہ می گویند، مقصود از ہمین در

می جویند - سالکے بہ طواف کعبہ رفته بود، کسے را در آنخانہ

ندید، بادل پر آرزو ناکم بر گردید، در ہمان حال گفت:-

کعبہ را دیدم دل من درد تنہائی گداخت

مجاس آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

انچہ تو می گوئی محرم حرم نیز ہمین گویند، کسے را کہ

تو می جوئی، کعبہ ہم او را می جوید -

ہر کرا دیدم چو من گم گشتہ تحقیق بود

کعبہ را ہم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دلہا بگرد کہ طواف حرم اینست، بلا گردان خود شو

کہ مطالب عہدہ ہمین است، وجود غیر موجود نیست و کسے

بے او مشہود نہی -

گفتم بحرم محرم این خانہ کداست

آہستہ بہن گفت کہ بیگانہ کداست؟

مرا بر جوانی تو رحم می آید کہ رنجہا خواہی کشید و

بمطلب نخواستہ رسید، سخن درویشان بگوش جان بشنو، چندے

فروکش کن و ازین جا مرو - جوان چون روے دل از درویش

دید، سر را از فرمان نہ پیچید، یعنی رحل اقامت انداخت

و برباضت شاقہ پرداخت - ذہن سلیمے داشت، کسب کرد و در

مدت هفت ماه بهرتبه کمال رسید- پیرے باین خوبی، جوانے باین محبوبی، پیرے باین حالت، جوانے باین کیفیت، پیرے باین کمال، جوانے باین حال، پیرے باین عنایت، جوانے باین ارادت، پیرے باین نظر، جوانے باین اثر، دیدہ روزگار کم دیدہ، و گوش جهانیاں کم شنیدہ- روز و شب چون شکر و شیر، یعنی صحبت بسیار در گیر، پیر را دمی نمی گذاشت، بجوان عزیز شہرت داشت- اتفاقاً زر توفیقے از جالے بدست پیر آمد، جوان را گفت کہ برین متصرف شو و سفر حجاز برو- بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجاده معرابی عنایت کرد و رخصتش نمود-

وفات میر محمد متقی | (حکایت جانکاه) روزے درویش عزیز
مردہ برای عیادت ہمیشیرہ زادہ

برادر عزیز کہ محمد باعث نام داشت؛ عالم، فاضل، متصوت، کامل بود، بعالم گنج کہ محلہ ایست مشہور از اکبرآباد، در آفتاب گرم رفت، چون شام بررز سیاهی زدن آغاز کرد، از آن جا بانداز خانہ روان شد، عشائین را در مسجد خود آمدہ ادا نمود- ہرگاہ بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم، گفت "اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کردہ است، صداعی دارم، از آثار معلوم می شود کہ تپ خواہم کرد- غذای شب نخورد و خوابید، صبح کہ برخواست، تپے بشدت داشت- طیبیے "ابوالفتح" نام معالج قدیم او بود، آمد و تبرید کرد، تسکین نیافت، مبالغہ در مہرہات فوق الحد نمود، سود مند نیفتاد- تب درویش بندی شد، یعنی ہر روز شام می آمد

و تمام شب می ماند، براے تب بستن تدبیر ہائے بے شمار می کردند، اما از هیچ یکے این عقدہ سخت کشادہ نشد۔ پس از ماہے مشخص گردید کہ این تب متشبث بقلب است و استخوانی شدہ است۔ یعنی این درریش نحیف کہ مشتبہ استخوانی بیش نیست، مبتلاے رنج باریک است۔ بہن گفت کہ اے پسر! جان من صرت نیاز است و جسم وقف گداڑ، رغبتے با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کند، دوائیکہ صبح طبیب می دہد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواہم کہ تا بہیروم، ترک غذا بگیرم، پنج شش دستہ ہائے فرگس از بازار بطلب کہ بشرط حیات گاہ گاہ بو کردہ آید۔ بہر جب ارشاد طلب داشتہم و پیش او برابر گذاشتہم، ہر گاہ چشم می کشاد، دستہ بدست گرفته بو می کرد و می گفت ”الحمد للہ کہ سیر شدم“۔ چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خود فارید ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت، سخن بسیار کم راندے، نماز باشارت خواندے۔ بیست و یکم رجب حکیم، بعبادت قدیم، کاسۂ تبرید آورد، درویش ابرو ترش کرد و نخورد و آن کاسۂ دوا را بر زمین زدہ گفت کہ اے مردہ شو بودہ تاثیر دوا از روز اول ظاہر بود، من پاس تو می کردم کہ می خوردم، افسوس کہ نہ فہمیدی، برو دست از من بدار، ناقباحت فہمی مرضی است کہ علاج ندارد۔ انکاہ حافظ معہد حسن برادر کلان مرا کہ برادر اندر * بود، طلب

* (ن) بے مات، برادر اندر برادر، ملائی را گریند کہ از بطن دیگر باشد

نمود و فرمود کہ ”من فقیرم و هیچ ندارم“ مگر سه صد جلد کتاب، رو بروی من بیارند، و حصّہ برادرانہ کردہ بگیرد۔ او التماس کرد کہ من طالب علم، کرم این کار مرا بیشتر است و این برادران ربطے بکتاب ندارند، کنارہ ہاے اوراق چیدہ خواہد شد، یکے کاغذ باد خواہد ساخت، یکے در آب خواہد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرنہ مختار اند۔ پدر از مزاج ناساز او خبر بود، شافہ گیر شد، و گفت چہ شد کہ ترک لباس کردہ، لیکن کچ پلاسی تو ہندوز نرفتہ است، می خواہی کہ طفلان بیچارہ را بازی دہی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نہی: دانستہ باش کہ حق تعالی غیور است، و غیور را دوست میدارد، غالب کہ میر محمد تقی دست نگر تو نشود، اگر بنوع دیگر پیش خواہی آمد، کاسہ بر سرت خواہد شکست، و نقش عزت تو پیش این بابا نخواہد نشست۔ خواہی دید اگر بہرہ خواہی رسید، براے یک جلد کتاب پوست تو خواہد کشید، کم کاسہ شایستہ بے اعتباری است، بغل و حسد دلیل ذلت و خواری است، خوب است کتابہا را بپر و نگاہ دار۔ پس انگاہ روے سخن بہن کرد، گفت کہ اے پسر قرضدار، سه صد روپیہ بذالان بازارم امید کہ تا ادا نکنی مردہ مرا بر نداری کہ من سکہ درست؟ مردے بودم و در ہمہ عمر دغا بازی نہ نمودہ ام۔ عرض کردم کہ غیر از

• یعنی کوشش بسیار درین کار دارم + یعنی اعتراض شد
 † یعنی رسوا خواہد کرد § یعنی مضبوطالوضع

جله های کتاب دم و پوسته* بنظر نمی آید، آنها را ببرادر کلان سپردید، ادائی قرض چسار توانم کرد - چشم پر آب نمود و گفت "خدا کریم است، دل تنگ نباید شد" - کاغذ زر + در راه است، قریب می رسد، می خواستم که تا رسیدن زر زنده بمانم، اما فرصت عمر کم است، ماندن نمی توانم - در حق من دعا کرد و حواله با خدا کرد، ساعتی نفس شهرد، آخر حساب سپرد ‡ -

— (بے مروتی برادر) —

درویش چون چشم پوشید، جهان در چشم من سیاه گردید. حادثه عظیمی رو داد، آسمان بر من بیفتاد، دریا دریا گریستم. لنگر از کف دادم §، سر را بر سنگ زدم، بر خاک افتادم - کل و مکمل § بسیار شد، قیامت پدیدار شد، برادر کلان من ترک مردم داری ¶ گرفت و بے چشم و روی ک اختیار نمود - دید که پدر آستین کهنه داشت □ و به بے کسی جامه گذاشت، قرضخواهان دامن گیر من خواهند شد، پهلوی تهی ¶ کرد و گفت کسانی که همگیر ناز و نعم بودند، آنها دانند و کار آنها، من در حیات پدر دخیل کاره نگشتم، از وقف اولادی ¶ هم گذشتم، سجاده نشینان او سلامت باشند، سر را می کنند، وجهه را میخراشند، آنچه مصلحت وقت خواهد بود، خواهند نمود -

* یعنی سرمایه + کاغذ هلندی ‡ یعنی مرد

§ یعنی مضطرب شدم § یعنی شور و هنگامه

¶ یعنی ظاهر داری ک بمعنی بے حیائی

□ یعنی افلاس داشت ¶ کناره کردن (بمعنی ورئه

ملکہ تازہ بیکس شدہ بودم' چون سخنان بے تہ او را شنودم' غم و غصہ بسیارے خوردم' التہا باو فبردم' کھر را محکم بستم' نظر بر خدا نشستم - بذالان بازار دو صد روپیہ دیگر آوردند' و سہاجت از حد بردند' پاس وصیت درویش بود' قبول نکردم' ہمہ را بزبان داشتم' یعنی ملول نکردم —

در ہمین حال آدم سید مکمل خان کہ مرید عم بزرگوار من بود با ہندوی پانصد روپیہ تازہ سکہ رسید' و درد شریک من گردید' سہ صد روپیہ بقرضخواہان دادہ' فارغخطی گرفتم و بصد روپیہ درویش را برداشتہ بردم و در پہلوے پیر او بخاک درآوردم —

— (حقیقت من دل ریش' بعد واقعہ درویش) —

بے سروتی ہاے آسمان را دیدم' ستمہاے روزگار کشیدم' نے نے گناہ فلک و جرم زمانہ چہیست' من ستارہ نداشتم کہ سایہ چنہین آفتابے از سر حد* من رفت' ہر چہ کرد' طالع من کرد' غیر از دست خود بر سر نیافتم' یعنی کسے را سایہ گستر نیافتم' خانہاں برسر غیرت نہادم' زینہار بر در کس نہ ایستادم' لبم بحرہ طلب آشنا نکردید' چشم من بہ بہیچ چیز ندوید' سایہ دست کسے نہ گرفتم + و سر دستے بہن کسے نگرفت' یعنی خداے کریم مرا شرمندہ احسان کسے نکرد' و دست نگر برادر کہ برسر من داشت ۱ نساخت' فقل ماتم

* (ن) "حد" نہیں ہے + یعنی ادانت کسے نہ خواستم

† یعنی کسے امداد نکرد ۱ کنایہ از کہنہ کردی

درویش قسمت ساختم' کار را به لطف خداوند 'فداختم' -
 دم خود را ببرادر خورد سپرده بتلاش روزگار در اطراف
 شهر استخوان شکستم' لیکن طرفی نه بستم' یعنی چاره کار
 در وطن نیافتم' ناچار بغربت شتافتم' رنج راه بر خود هموار
 کردم' شدائد سفر اختیار کردم' بشاهجهان آباد دہلی رسیدم'
 بسیار گردیدم' شفیقے ندیدم—

<p>خواجہ محمد باسط کہ برادر زادہ صہبام الدولہ امیرالامرا بود عنایتے بحال من کرد و پیش نواب برد - چون سرا دید' پرسید کہ این پسر از</p>	<p>میر صاحب کا دہلی جانا اور امیرالامرا کا روزینہ مقرر کرنا</p>
--	---

کیست؟ گفت از میر محمد علی است' فرمود از آمدن این
 پیدا است کہ ایشان از جهان رفته باشند - پس از افسوس
 بسیار سخن زد کہ آن مرد بر من حقها داشت - یک روپیہ روز
 از سرکار من باین پسر میدادہ باشند - التماس نمودم' اگر نواب
 لطف می فرماید دستخط کردہ بدهد کہ جائے سخن متصدیان
 نہاند - التماسی کہ نوشته بودم' از کیسہ برآوردم - ناگاہ از
 زبان خواجہ مذکور برآمد کہ وقت قلمدان نیست' چون این
 سخن شنیدم' بقاۃ خندیدم - نواب در روئے من دید و سبب
 خندہ پرسید - عرض نمودم کہ این عیار ترا نفہمیدم' اگر
 ایشان می گفتند' قلمدان بردار حاضر نیست' این حرف
 گنجایش داشت یا آنکہ وقت دستخط نواب نیست بابتی بود'

وقت قلعہدان نیست انشاء تازہ است - قلعہدان چوبی پیش
 نمی باشد، وقت و غیر وقت نہیداند، بہر نفریکہ اشارت رود
 برداشته بیارد - نواب بخندہ در آمد و گفت کہ معقول می گوید -
 غرض تکلیف مرا برخاک نیفگندہ قلعہدان طلبید، و آن التماس
 بشرط دستخط رسید - روز دربار بادشاہ بود، کمر بسته
 باستاد، بعنایت تہاسم میان داد* - تا عہدیکہ فادر شاہ بر
 محمد شاہ کہ حالا بفردوس آرامگاہ ملقب است مسلط شد،
 و نواب مذکور بسبب پیش جنگی گُشتہ افتاد، آن روزینہ می
 یافتم، نان و نمک میخوردم، و بسر میبردیم -

<p>بعد این انقلاب باز روزگار سنگین دل کار را بر من تنگ گرفت، کسانیکہ پیش درویش، خاک پای مرا گُعل بصر می ساختند، یکبار از نظرم انداختند - ناچار بار دیگر بدہلی رسیدم و منتہائی بے منتہائی</p>	<p>امیرالامرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دہلی جانا اور اُن کے ماسوں سراج الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی</p>
---	---

خالوے برادر کلان کہ سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم،
 یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم -
 چون قابل این شدم کہ مخاطب صحیح کسے می توانم شد،
 نوشتہٴ اخوان پناہ رسید کہ میر محمد تقی فتنہٴ روزگار است
 زینہار بہ تربیت او نہاید پرداخت، و در پردہٴ دوستی کارش
 باید ساخت - آن عزیز دنیا دار واقعی بود، نظر بر خصومت
 ہمیشہ زادہٴ خود بد من اندیشید، اگر دوچار می شدم

چار چار می زد* و گر اعراض می کردم نواخوانی می نمود†
 هر روز چشمش بدنبال من می بود‡
 می کرد - چه بیان کنم که ازو چه دیدم، چگویم که چه حالت
 کشیدم، هر چند پنبه دهانی اختیار می کردم، او از حلاجی
 دست نمی داشت، با صد هزار احتیاج یک روپیه ازو
 نمی خواستم، اما سلاخی نمی گذاشت - خصمی او اگر به تفصیل
 بیان کرده آید، دفترے جداگانه می باید، خاطر گرفته من گرفته
 تو شد، سودا کردم§، دل تنگم تنگ تو گردید، وحشتے پیدا
 کردم، در حجرے که می بودم، نریش می بستم و باین کثرت غم
 تنها می نشستم - چون ماه بر می آمد، قیامت بر سر می آمد،
 هر چند از آن هنگام که دایه ام دم رو شستن ماه ماه می گفت
 و من بسوی آسمان می دیدم، نظرے بهاء میداشتم، لیکن نه
 باین مرتبه که کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجای رسد که در
 حجرے من باندیشه □ باز کنند و از صحبتم احتراز نمایند -
 (نقل تحفه) در شب ماه پیکرے

میر صاحب کی حالت
مجلوفانه

خوش صورت، با کمال خوبی، از جرم
 قهر انداز طرف من می کرد و موجب
 بے خودی می شد - بهر طرف که چشم می افتاد، بران رشک
 پری می افتاد، بهر جاکه نگاه می کردم، تماشاے آن غیرت حور
 می کردم، در و بام و صحن خانه من ورق تصویر شده بود، یعنی

* یعنی بیهوده کوئی می کرد

† یعنی خرابی من میخواست

‡ یعنی جلون پیدا کردم

§ یعنی بھراس

□

ان حیرت افزا از شش جهت رو می نمود، گاهی چون ماه چهار ده مقابل، گاهی سیر گاه او منزل دل- اگر نظر بر گل مهتاب می افتاد، آتشی در جان بے تاب می افتاد، هر شب باو صحبت، هر صبح بے او وحشت، دمی که سفید صبح می رسید، از دل گرم آه سرد می کشید، یعنی آه می کرد و انداز ماه می کرد- تمام روز جنون می کردم، دل در یاد او خون می کردم، کف بر لب چون دیوانه و مست، پاره های سنگ در دست، من افتان و خیزان، مردم از من گریزان، تا چار ماه، آن گل شب افروز رنگ تازه می ریخت و از فتنه خرامها قیامت می انگیزت- ناگاه موسم گل رسید، داغ سودا سیاه گردید، یعنی چون پریدار شدم مطلق از کار شدم، صورت آن شکل وهی در نظر، خیال زلف مشکینش در سر، شایسته کناره گیری شدم، زندانی و زنجیری* شدم —

همسر فخرالدین خان که مرید درویش بود، قرابت قریبه داشت، زر بسیاری خرج نمود، پریخوانان افسون دسیدند،

اطبا کے معالجه سے میر صاحب کا صحت پانا

طیبیان خون کشیدند- تدبیر اطبا سود مند افتاد، پائیز آمد و بهار ریخت، سلسله جنون از هم گسیخت، نقشه که وهم بسته بود، از صفحه خاطر معو شد، درسه که از جنون خوانده بودم، فراموش گشت- لب با سکوت مالوت شد، پریشان گوئی موقوف شد، تر طیب دماغ کردند، خواب افزود، طاقت

رفتہ باز رو نہوں، یعنی بحال آمدم و بد خوابی رفت، از پیش نظر آن چہرہ مہتابی رفت، پس از چندے رو بصحت کامل آوردم و شروع بخواندن ترسل* کردم۔

(نقل) روزے بر سر بازار، جز کتابے در دست نشستہ بودم، جوانے میرجعفر نام ازان راہ گذشت، نظرش بر من

میرجعفر سے تعلیم حاصل کرنا

اقتاد و تشریف داد۔ بعد از ساعتے گفت کہ اے عزیز دریافتہ میشود کہ ذوق خواندن داری، من ہم کشتہ کتابم، اما مخاطبے نمی یابم، اگر شوق[†] داشتہ باشی، چندے می رسیدہ باشم۔ گفتم دستے ندارم کہ خدمتے از من بیاید، اگر اللہ این رنج بر خود گوارا کنی، عین بندہ نوازی است۔ گفتا اینقدر هست کہ تہ پاتا نباشد[‡]، پا بیرون نمی گذارم۔ گفتم خدای کریم آسان خواہد کرد، اگر چہ من ہم چیزی ندارم۔ پا ورقہای آن نسخہ درہم را مطابق سرصفحہای آیندہ کردہ داد و رفت۔ ازان روز اکثر ملاقات آن ملک سیرت و آدم صورت اتفاق می افتاد، و بلطف نہایتم زبان میداد، یعنی دماغ خود می سوخت و مرا چیزے می آموخت، تا مقدور من نیز بالش نرم زیر سر او می گذاشتم، یعنی صرت او بود، آنچه میسر میداشتم۔ ناگاہ خطے از وطن او کہ عظیم آباد بود، رسید و آنہرود رخت خود کام و نا کام بآن صوب کشید۔

* یعنی مکتوبات می خواندم + (ن) شوق کاملے

† یعنی چہزے برای نداشتا باشد

<p>بعد از چندی با سعادت علی نام، سیدی که از اسروہ بود برخوردیم - آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن</p>	<p>ریختے میں سید سعادت علی کی شاگردی</p>
---	--

ریختہ کہ شریست بطور شعر فارسی، بزبان اردوے معلی
بادشاہ ہندوستان و دران وقت رواج داشت کرد - خود کشی*
کردم، و مشق خود بہرتبہ رساندم کہ موزونان شہر را مستند
شدم، شعر من در تمام شہر دود و بگوش خرد و بزرگ
رسید -

<p>یکروز خالوی کذائی بر طعاسم طلبید، تلخی ازو شنیدم، بیہزہ شدم، دست</p>	<p>رعایت خان کا توسل</p>
---	--------------------------

در طعام نا کردہ برخاستم - چون پای چراغہ⁺ نداشتم، شام
از خانہ او برآمدہ راہ مسجد جامع پیش گرفتیم - اتفاقاً راہ
غاط شد، بر حوض قاضی کہ آبگیر خوردی نزدیک بحویلی
وزیرالہمالک اعتمادالدولہ واقع است رسیدم و آب کشیدم -
آنجا علیم اللہ نام شخصے پیش آمد و گفت کہ شہا میر محمد تقی
میر نباشید؟ گفتم از چہ شناختی؟ گفتا طور سودائیانه شہا
مشہور است، رعایت خان کہ پسر عظیم اللہ خان یزنہ
اعتمادالدولہ قہرالددین خان باشد، از روزیکہ زادہ طبع نکتہ
انگیز باو رسیدہ است، اشتیاق ملاقات بیش از بیش دارد؛
اگر بدست من اورا دیدہ شود، سبب معجرائی من گردد -
رقتم و دیدم، آدمیانه بر خورد و با خود رفیقم کرد، تمتعی

* جہد بلیغ + از کسی پای چراغ داشتن یعنی منتفع
شدن ازو -

ازو بستم و از قید تنگدستی رستم—

شاه درانی کا دای پر	ہنگامے کہ شاہ درانی بلاہور آمد و
حملہ کرنا اور شکست	شاہنواز خان پسر ذکریا خان کہ
کھانا	صوبہ دار آنجا بود، گریخت، وزیر

و صفدر جنگ و ایشر سنگہ پسر راجہ جے سنگہ کہ زمیندار کلانے بود، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخود گرفته بجنگ او بر آمدند۔ آن طرف سرھند بو زیر گولہ رسید و زمیندار مذکور بس خم زدہ۔ صفدر جنگ و معین الملک کہ پسر وزیر شہید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ، جنگ افغانان زدند۔ من درین سفر باخان منظور بودم و خدمتھا می نمودم، ہر گاہ شکست فاحشی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الملک ناظم لاهور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رقتہ، ترک رفاقت او گرفتہ، با صفدر جنگ روانڈ شہر شد۔

محمد شاہ کا انتقال اور	قریب پانی پت کہ شہرست مشہور
احمد شاہ کا تخت نشین	چہل کروہے شاہ جہان آباد، خبر رسید
ہونا	کہ محمد شاہ بآن جہان خرامید

عالیہ لکد روز گار خورد۔ صفدر جنگ لکد برابر زدہ⁺ چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ نوبت سلطنت بار رسید، با کتر و فر تمام داخل شہر شد۔ این جا جاوید خان کہ خواجہ سرائے باد شاہ مرحوم بود بمطاب نواب بہادر مخاطب گشت

* یعنی گریخت + یعنی پانچ سال شد

+ لکد برابر زدہ = تماخر کردہ

و اختیار سلطنت بدست او افتاد-

هر روز اختیار جهان پیش دیگریست

دولت مگر گداست که هر روز بر دریست

صغدر جنگ کی وزارت | وقتیکه نظام اهلک آصفجاء در دکن
فوت گشت، منصب وزارت به

صغدر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ به بخشگیری
سر فراز گردید. امارت وزیر حال بجای رسید که بال و
گوپال* او را شاه هم نداشت. بخشی حال، راجه بخت سنگه
را که زمیندار کلان کار نام گرفته† بود، و برادر کلانش ابهه‡
سنگه ریاست جوده پور داشت، نیابت صوبه اجپیر داد،
بر روی او دوانید. راجه مذکور خانرا سردار فوج نموده با
خود برد. در ظاهر سامر که قصبه ایست معروف، بیست کروه
این طرف اجپیر، هر دو لشکر طرف شدند§ و جنگ توپ خانه
به میان آمد. مردمان طرف ثانی پاس نمک نکرد، چون غیرت
بهرامان یک روز هم تن ندادند، تا بجان دادن چه رسد.
ناچار رئیس آن طرف ملهار را که در سرداران دکن نام
برآورده مردی بود، درمیان داد، سر بسر کرد و رفت¶.
من پس از صلح برای حصول سعادت زیارت درگاه فلک اشتباه
خواجه بزرگ رفتم. و سیر آن نواحی کرده برگشتم —

* یعنی شان و شوکت + مشهور ‡ (ن) ابهی

§ یعنی مقابل شدند ¶ یعنی صلح کرد و رفت

سادات خان ذوالفقار | این جا در امرے زبانبازی بهیان آمد،
جنگ اور بخت سنگه | راجه بخت سنگه ابرو قرش کرد،
کی نزاع | صحبت خان و او قروتی شد +۔

ستار قلی خان کشمیری که صورت بازی بیش نبود، برو صد
دهن + خواند، کار بنزاع کشید، خان صرفه خود ندیده، مرا
فرستاد و عذر ده زبانے خواست۔ رفتم و از جانب او
مصحف خوردم * که آینده چنین نخواهد شد، اما دلش آبه
نخورده و صرفه نداد □۔ زرتنخواه مردمان رساله همگی
فرستاد و خیر باد کرد۔ بارے بغیر گذشت، خان از آن جا
وا سوخته ✕، بشهر آمد، و چنده در خانه نشست۔

میر صاحب کی | (فقل) شب ماه بر مہتابی پسر
نازک مزاجی | خوانندہ رو بروے خان نشستہ بود و
می خواند، چون سرا دید، گفت کہ

میر صاحب دو سه شعر ریختہ خود باین بیاموزید کہ این
طفل در بستہ ○ بکار درست کردہ بخواند۔ گفتم کہ من نقش
این کار ندارم ○۔ گفت شہارا بسر من۔ چون پای تبعیت
درمیان بود، ناچار حکم او کشیدم، پنج شعر ریختہ باو آموختم۔
اما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دو سه روز
خانه نشین گشتم۔ ہر چند لطف فرمود، رفتم و ترک آن روزگار

* (ن) 'خان و او' نہیں ہے + یعنی صحبت بے مزہ شد
† یعنی صد قسم سختی ✕ ہرزہ گوئی ‡ یعنی قسم خوردم
□ اعتبار نکرد یعنی فرصت نداد ✕ یعنی اعراض کردہ
○ نام پردہ ایست ○ 'ز عہدہ کار بر نہامدن

گرفتیم - سروت ذاتی آن مرد نگذاشت کہ فقیر را فاکام گذارد - برادر م میر محمد رضی را نظر برفاقت من اسپ از خانه خود داد و نوکر کرد - چون پس از مدت مدیدہ رفتہ ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتم، "گذشتہ را صلوٰۃ" —

نواب بہادر کی ملازمت | ہر گاہ چندے بر این گذشت تلاش
روزگار بخانۂ نواب بہادر کردم و
نوکر شدم - اسد یار خان بخشی فوج او احوال مرا نقل کردہ
اسپ و تکلیف نوکری معاف کدناؤید - پاس من از حد بیشتر
می کرد و پہلو می داد،* خدایش خیر دہاد —

جنگ وزیر با افغانان | ایامی کہ قائم خان پسر محمد خان
بنکش بجنگ رھیلہ ہا کشتہ شد
و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانۂ او رفت، من بتقریبی
باسحاق خان نجم الدولہ جہت سیر آن طرف رفتیم - چون با
احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج
وزیر شکست خورد، و اسحاق خان گُشتہ افتاد، بآن لشکر
شکستہ باز بشہر رسیدم و تصدیح بے حد کشیدم - وزیر بار
دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساختہ بہ تسلط تہام
در حضور آمد —

فیروز جنگ کی وفات | در حینے کہ ذوالفقار جنگ میر بخشی
اور میر صاحب کا | بسبب خصومت نواب بہادر از پایۂ
مطول کا پڑھنا | خود افتاد و نوبت امیرالامرائی

بہ غازی الدین خان فیروز جنگ، پسر آصف جاہ رسید۔ او
برائے نظم و نسق صوبہ دکن رفت و در راہ ہیضہ کردہ در
گذشت۔ خلعت بخشیکری عہدالملک پسرش پوشید۔ بندہ ترک
ملاقات عزیزان گزشتہ، بخواندن مطول مشغول شدم۔

نواب بہادر کا قتل،	موسمے کہ صفدر جنگ نواب بہادر
میر صاحب کی بیکاری	را بہ دغا گشت روزگار عالمے برہم
اور مہا فراین دیوان	خورد، من نیز بیکار شدم۔ مہا فراین
وزیر کی ملازمت	دیوان وزیر بدست داروغہ دیوان

خانہ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تخلص، کہ پسر میر
شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار
مرا طلبید۔ دست در دامن پہلو دار* او زدہ و چند ماہ
بفراغت گذرانیدم۔

وزیر کی بغاوت اور	ہنوز خون خواجہ سراے مظلوم
بادشاہ اور وزیر میں	نخواستیدہ بود کہ روزگار سوپاے زدہ
جنگ اور وزیر کی	فتنہ عجیبے را از خواب بیدار ساخت
شکست	و طرح ہنگامہ عظیمے انداخت، یعنی

وزیر را توہمے پیدا شد، سر از فرمان بادشاہ پیچید۔ ہر چند
بدر صلح زدند، اما سر از غرور ثروت فرود نیاورد، ناچار
بادشاہ از پیے او رسن قابید، آخر از شہر برآمدہ، آمادہ جنگ
خداوند نعمت شد۔ این جا عہدالملک نبیرہ آصف جاہ کہ منصب
بخشیکری داشت و انتظام الدولہ خالوے او پسر اعتہاد الدولہ
شہید، و دیگر سرداران فوج بادشاہی بحفاظت شہر

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ در میان بود - اگرچه بالقوه خصمانه او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان پا فشردند که کار را پیش بردند - پاهای ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، بادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام الدوله شد -

<p>درین ایام، من از فامساعدت ایام، همسائگی خالو گذاشته فطر برین که مرا بچشم کم خواهد دید، در حویلی امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد</p>	<p>ماسون کی همسائگی چهار کر امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی</p>
---	---

معهد تناهی بود، و صوبه داری الہ آباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تخلص اوست، بخوش سلیقگی و طلاقت لسان زبان زد مردم است، و موجب مهم علی محمد روهیلہ شد، بادشاه را برآورده او را بگیر آورده بود، انجام کار از دست یکی از نوکران خود بر دروازه دیوان خاص گشته شد - سکونت اختصار کردم و بلطائف الحیل بسر بردم -
عهد الہلک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجرم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید - و از سر قبوی + قلعه او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر ملہار در همان جنگ کشته افتاد - زمیندار مذکور نوشت و خوانده

با وزیر داشت، این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده، بست کرو، آنطرت آب جهن قریب سکندرآباد خیمه کرد - روزی شام خبر رسید که سرداران دکن و عهده‌الملک با سورج مل طرح آشتی انداخته، باراده غارت دائره لشکر بادشاه، حاضر یراق جنگ * گردیده دریده اند، قریب است که برسند - بادشاه بمصلحت صمصام الدوله میرآتش و حرام کوزه چند که بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند، نارسوس را هم گذاشته، مضطرب و سراسیمه گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید و لشکر را همگی بغارت برده، متعاقب آمدند، و آنروز آب خیمه ها زدند - خسق شد که از مردسان بادشاهی کسی در قلعه نماند، اگرچه آن حرام توشه ها پیشتر ازین برخاسته رفته بودند - بعد از بندوبست عهده‌الملک آمد و قلمدان وزارت گرفت - وزیر مغز خر + خورده، از غر دلی † بکنجه خزید و بادشاه خرد کم کرده، متوجه باغ گردید - بعد از ساعتی یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل درچشمش کشیده نبیره بهادر شاه را بر تخت نشاندند و عالمگیر ثانی پیش خواندند - مردسان بی ته در عرصه درآمدند، هرچه شد بیجاشد - صمصام الدوله که از عقل بهره نداشت امیرالامرا شد - من دراین سفر وحشت اثر با احمدشاه بودم، آمده عزلت اختیار نمودم —

درین حال که صفدرجنگ بساطحیات در پیچید و ریاست صوبه

بشجاع الدوله پسر او قرار یافت*، خالوے من بادیه پیمائے طمع شد، یعنی در لشکر شجاع الدوله باین توقع رفت که برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند، نظر بر حقوق سابق رعایتی خواهند کرد، جز باد بدستش نیامد، لکن زمانه خورد و هم آنجا مرد، مرده او را آوردند و در حویلیمیش بخاک سپه دند—

<p>بعد از دو سه ماه راجه جگل کشور که در وقت محمد شاه وکیل بنگاله بود و بثورت تمام میگزرانید، مرا از خافه برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد. قابلیت اصلاح ندیدم بر اکثر تصنیفات او خط کشیدم —</p>	<p>راجه جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی</p>
--	---

<p>در این هنگام راجه ناگر مل که در سلطنت فردوس آرام گاه بدایونی خالصه و تن ممتاز بود، به نیابت</p>	<p>راجه ناگر مل کا عہدہ نیابت وزارت پر سر افزاڑ ہونا</p>
--	--

وزارت و خطاب مہا راجگی و عمدۃ الملکی سرفراز شد۔ چون مظلومان شہر را در خانۂ خود جا میداد و بداد ایشان می رسید، کار آن سر کردہ بدشمنی کشید؛ اگر بہ دربار میرفت، خودش با حزم تمام و کمال طمطراق و فوج او ہمہ حاضر یراق، فریب یاران بد پرداز، نہی خورد، ببالاچاقی† بسر می برد۔ درین ولا صہمام الدولہ کہ عبارت از میر بخشی حال باشد، بہرہ سل در گذشت۔ پسرش کہ بے حقیقت معض است بجای او

† بالاچاتی بمعنی غلبہ

† (ن) بے تہ

• (ن) رسید

مقرر شد —

<p>در این اثنا شاه درانی که هزیمت خورده از سرهند رفته بود و در سر خیال هندوستان داشت، بالشکرے</p>	<p>شاه درانی کا دوسرا حملہ</p>
---	------------------------------------

گران به لاهور آمد. رضیع و شریف آنجا چه ستمها که نکشیدند و چه جفاها که ندیدند. چون مانع نبود، از آنجا قصد شهر نهود. یعنی معین‌الهاک پیشتر مغلوب شده، بعد از چندے از اسپ افتاد و رو بوا دی عدم نهاد، و از آمد آمد از بنگ از کله یاران پرید.* از بادشاه و وزیر هیچ نه شد، آخر برسم پذیرے او رفته، قید شدند. راجه ناگر مل با بعضے رؤسا مثل سعدالدین خان خان سامان، غیرے برے حفظ خود بقاعه جات سورج مل رفت. قریب یک ماه بر شهر سختی مصادره ماند. انگاه شاه بهالگیر سلطنت بخشیده، وزیر را با خود گرفت و انداز اکبر آباد برد. فوج او دست غارت کشان، متھرا که هژده کرده این طرف شهری بود با کمال رونق و آبادی، قتل شد. چون هوا متعفن گردید، شاه از خوت طاعون معاملات سورج مل ملتوی گذاشته دفعه کوچید و دختر محمد شاه را بهباله نکاح در آورده بالا بالا رفت. عمادالهاک در نواح اکبر آباد ماند. نجیب‌الدوله که در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شده بود، ترقی نمایان کرده میر بخشی گردید و مختار سلطنت شد.

<p>راجہ ناگرمیل کامصلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا</p>	<p>این جا راجہ ناگرمیل با سردار دکن بر خورده، وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدولہ برد۔ او شہر بند</p>
--	--

گشت، جنگ توپ خانہ بمیان آمد۔ بعضے از سرداران کہ برائے خویش بودند، باندک غلبہ انداز خرابی شہر میکردند۔ راجہ مذکور کہ مدعایش جز نیک نامی وزیر هیچ نبود، برائے مہانت برکار سوار شدہ[†] آنها را باز میداشت و می گفت کہ بر شہر زدن شما بر قالب زدنست[‡] فوج دکن ناموس عالمیے برباد خواهد داد، شما برہ بند □ این کار نہ آید، نہ شود کہ شہر بغارت رود و بد نامی عاید شود۔ اصلح آنست کہ روہیلہ ہا را بصلح بر آریم و شہر را سلامت نگہداریم۔ پایان کار با نجیب الدولہ سر بسر کرد و از شہر بر آورد۔ او بہ سہارن پور کہ در فوجداری خود داشت، رفت۔ وزیر و اعزہ دیگر داخل شہر شدہ، فوج دکن را رخصت نمودند۔ داروغگی توپ خانہ بہ پسر راجہ تقرر یافت۔ میر بخشی احمد خان ۲ شد —

* (ن) سرداران	† یعنی مقرر شدہ
‡ کار بہبودہ کردنست	□ یعنی واقف
بہادر سلکہ پسر کلان	۲ (ن) و مہر بخشی گری بہ
احمد خان بلکھن	

یکے پیش راجہ جگل کشور شکایت روزگار کردم، آن عزیز از خجالت سرخ و زرد شده گفت کہ من شال کهنہ * دارم، اگر دستے می داشتم، چشم نمی پوشیدم۔ روزے سوار شدہ بخانہ راجہ ناگر مل رفت و تقریب من کردہ	راجہ جگل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھ مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی
---	---

طلب داشت، رقتم و بدست او ملاقات نمودم۔ لطف بسیارے
 کرد و گفت: ضیافت شیراز حاضر است⁺، یعنی حصہ شما ہم
 خواهد رسید، بارے تسلی شدم و بروخاستم۔ روز دیگر کہ
 صحبت شعر اتفاق شد، گفت کہ ہر بیت میر مانا بعقد گہر
 است، طرز این جوان مرا بسیار خوش می آید۔ بہمین وتیرہ
 چندے رقتم، اما چیزے بدست نیامد۔ چون کارڈ باستخوان
 رسیدہ بود⁺، اضطراب بسیارے لاحق شد۔ یکے بعد از نماز صبح
 بر در ایشان رقتم، جے سنگہ نام میر دہۂ چوبداران پیش آمد
 و گفت کہ این کدام وقت دربار است۔ گفتیم کہ حالت اضطراب
 است۔ گفتا شما را مردمان درویش می گویند، مگر گوش زد
 نشده است کہ ”لا تتحرک ذرۃ إلا باذن اللہ“۔ این جا از
 علو مرتبت پرواے کسے نیست، صابر و شاکر باید بود، ہمہ
 چیز در گرو وقت است، این راہ اندکے دور است، دیدن پسر
 کلان II ایشان ضرور است۔ تو آمدم و بر آمدم —

* کدایہ از افلاس + یعنی آنچه مہیا ست موجود ست
 + یعنی کار ہمسامی شد R (ن) از تنگ دستی بجان
 آمدہ ام II (ن) صاحبزادہ A یعنی شرمندہ شدم

شبے بگفتہ او پیش پسر ایشان* رفتم، دربانے مہانت
 کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد - ناچار برگشته
 آمدم - دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم، دیدم کہ در
 بے دربانست - پرسیدم کہ "دربان کجا رفت؟" گفتند "امروز
 درد سرش بعدے گرفتہ برد کہ نہی توانست فشست" - دانستم
 کہ ارادۂ حق تعالی متعلق است، بدیوان خانہ در آمدہ، دریافتم،
 و صحبت شعر داشتم - خواجہ غالب† کہ جوان زور مندی بود،
 و با من تعارفے داشت، احوال مرا مفصل گفتہ چیزے مقرر
 کنانید، تا یک سال می یافتم - شبے بخدست راجہ حاضر شدم،
 ایشان زر یک سائے مرا تنخواہ نمودہ گفتند "اکثر مرا
 می دیدہ باشید" - ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در
 خانہ باغ ایشان می رفتم و تا دو پھر شب می ماندم - گل‡ این
 خدمت آن بود کہ بشگفتگی خاطر اوقات میگذرانیدم - اکنون
 خامۂ زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد -

(سابعہ) سرداران دکن ملک را از خود می دانستند و
 خیال جنگ شاہ در سر میداشتند - تیمور شاہ پسر شاہ درانی
 و جهان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیدہ و از دنبالہ
 آن پروا نکردہ یلغر بہ لاہور رفتند - فوج کم شاہی تاب جنگ
 نیاوردہ گریخت - اینها تا بروخانۂ اتک متصرف شدہ،
 صاحبانام سردارے را برای ضبط آن طرت گذاشتہ، روانہ وطن

* برادر اے بہادر سنگہ † (ن) جالب ‡ یعنی حاصل
 در دنبالہ داشتن از عقب داشتن چہزے و این در محل
 نفرین استعمال کنند -

که عبارت از دکن است گشتند —

چند سافعات کا	چون نوشتن ابن سافعات بر سبیل
اجمالی ذکر	اجمال منظور داشتیم اکثر مقدمات
	مثل چشم سخت دردن * عہد الملک

بر شجاع الدولہ و مصلح بودی راجہ و ہنگامہ بے ادائی
بدخشیان و زبون گشتن! آنها از جرأت وزیر و راجہ و
نجیب خان و رفتن وزیر بد لاہور برائے ضبط اموال
معین الملک کہ خسرار بود و بر آوردن زن صوبہ دار مذکور
از شہر مسطور و گشتن عاقبت محمود کشمیری و کشتہ شدن
ستار قلی خان کشمیری و حرابی شہر دہلی و بغارت رفتن
خانہائے مردم از جور بے تہی! چند کہ تازہ بر روے کار آمدہ
بودند و غافل بودن این خران از چوب خدائی و رفتن
عالی گہر با یکے از سرداران دکن کہ حالا تہمتی بادشاہت
است و بدست فرنگیان گرفتار و پس از چندے آمدن او
بشہر برائے ملازمت پدر و برسم پذیرہ رفتن Δ راجہ و غدر
کردن یاران و زخمی شدہ رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت
خوردن \circ و بادشاہ شدن و قید کردن انتظام الدولہ خان خانان
و بر آوردن سلاطین از قلعدہ بگفتہ ناکسان و باز آمدن آنها
بر سوائے کہ نا نوشتہ بہ است قلم زبان آور من بتفصیل نہ
نگاشت زیراچہ این سوجز ^{۱۲} گنجائی این ہمہ اطناب Π نداشت۔

* تند و تیز نظر کردن + مغلوب گشتن \dagger بے حوصلہ
 \S از انتقام Δ پوشوا رفتن \circ لکد بخت خوردن
بمعنی فلک زدہ و حوادث زدہ ست و لکد روزگار خوردن
مرادف آن \cap یعنی مختصر Π طول دادن

فوج دکن کی چڑھائی
دلی پر

ہنوز روزگار این ہمہ بلاہا را بتمام
برنچیدہ بود کہ گردش آسمان حقہ ہا
فتنہ تازہ را بعرصۂ ظہور آورد۔ آشوب

عجیبے برخواست، یعنی سردار جنگو نام، با فوج بسیاری از
دکن رسید و گذار لشکرش در سواک شهر افتاد، دل اکثری از
جاشد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاہ و
وزیر باو ساختند۔ دتا نام سرداری کہ مدارالہمام آن سردار
جگودار* و جوان چارشانہ | بود، از خود کردہ، بہ نجیب الدولہ
کہ بکنار گلگ در جائے قلب ثبات قدم ورزیدہ تہکن داشت
دوانیدند۔ آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد —

این جا عزیزان بخائے وزیر انجمن شدند | کہ اگر این فوج
سنگین بر گردن و بوسا ریزد، قیامتی بر انگیزد کہ عالم
تہ و بالا شود و شہر بغارت رود؛ اگر دست دہد، شریک شدہ کار
نجیب الدولہ بسازیم و کرنہ واسطہ گردیدہ بصلح پردازیم —

دھوکے سے بادشاہ
عالمگیر ثانی اور
انتظام الدولہ خانہ خاناں
کا قتل

ہرگاہ قرار یافت وزیر برآمد و آنطورت
آب خیمہ کردہ، مکلف بادشاہ گشت۔
او تہارنہ * نمود جواب صاف داد۔
یاران چون از بادشاہ دلجمعی نہ داشتند،

مشورت کردند کہ بشہر بروند و بادشاہ را از میان بردارند
و انتظام الدولہ را نیز زندہ نگذارند۔ راجہ ہمان شب آنروے
آب رفت۔ سفیدہ دم آن سبائہ درویشان از لشکر بہ شہر آمدہ

* یعنی جری + یعنی فریہ و زور آور
+ یعنی جمع شدہ * بہانہ مرصی کردہ

پیش بادشاه حاشا زدند* که ما با وزیر بدیم؛ اما زمانه سازی می
 کلیم؛ فوز عظیمی دست بهم داده است، اگر حضرت دریا بند -
 آن ساده لوح فریب آن ناسرافجامان خورده پرسید که چیست؟
 گفتند فقیر صاحب کمالی دست از دنیا برداشته از دو سه
 روز در قلعه فیروز شاه وارد است، فردا خواهد رفت، آخر
 روز اگر دیده شود، غالب است که از دعای این بزرگ ازین
 بلا رهایی یابیم، و بر وزیر غالب آئیم - بادشاه از زبان درقه
 زبان داشتن⁺ عزیزان عصر غافل بود، وعده داد که البته
 خواهم دید - آخر نزدیک بشام سوار کرد⁺ بردند - چون در
 قلعچه رسید، بزخم کارد کار آن بیگناه ساختند، و مرد⁺ او را
 پائین دیوار انداختند - بعد از شام از آنجا برگشته در نماز
 رسن به گلو⁺ خانخانان افکنده کشیدند و بسختی تماش کشته
 لاشه او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند -
 مرد⁺ بادشاه تمام روز برسوائی تمام بر روی خاک افتاده ماند -
 هر که می دید، بر مرتکبان این امر فاشیسته لعنت میکرد -
 آخر وارثان او جگر از سنگ کرد⁺، شبشب زیر خاکش پنهان
 ساختند، و از هراس آن بے چشم و رویان* ماتم نگرفتند -
 صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعه آمده شاهجهان نام جوان را
 بر تخت نشانیدند و نذرهای گزرا نیدند - مدت سلطنت عالمگیر
 ثانی هفت سال بود -

* یعنی قسم خوردند ! یعنی منافقت
 † یعنی بهخوف شده ‡ یعنی بے مروتان

درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا	ہر گاہ این زبون گیر چند از کشتن بادشاہ و اقتظام الدولہ فراغت کردند
-----------------------------------	---

وزیر را کوچ با کوچ بردند - او بعد از قطع منازل و طے مراحل بفوج دکن پیوستہ شریک جنگ شد - ہفتہ بر این فرقتہ بود کہ خبر رسید 'فوج شاہی از آتک گذشتہ' صاحبہا را شکست داد - سرداران دکن جنگ نجیب الدولہ را گذاشتہ 'سراسیمہ برائے سد راہ شدن' روانہ گشتند - و برابر پانی پت از آب جون عبور نہودہ فرود آمدند - در اثناء راہ جهانی سر سخت خورد * - از آنجا سنگ بہ سنگ زنان † 'آفطرت کرفال کہ قصبہ ایست مشہور' و آستانہ شاہ شرف بوعلی قلندر آنجاست 'خیمہ گاہ ساختند - شام شنیدہ شد کہ لشکر شاہی بر سمت دریا سیاہی کرد - ایشان نیز سیاہیء فوج نہودند - روز دیگر پیش از تیغ کشیدن آفتاب' جوانان جرار کارگذار قریب ہشت ہزار سوار' و یکے از سرداران جدا کردہ فرستادند - وقتیکہ رفتند و بروے آن فوج ایستادند' بیک تگ تگ پا ‡ بسیاری از پا افتادند - سخت دلان کوہ پیکر بر سر سنگ نشستند § 'زنح زنان ¶ را زنخدانہا شکستند - خونخواران آفطرت بوضعی آویختند کہ خون بسا کس بیکدم ریختند - چشم لشکریان این جانب ترسید' و دل جوانان بخود لرزید - اگر خدا نخواستہ آن دستہ بو دائرہ لشکر میزد

* یعنی تصدیع کشید + یعنی دموں کلان

† یعنی بترک و تاز § یعنی معذب شدند

‡ بہبود گویان

ہمان روزگار بتماسی کشیدے و از ما مردمان یکے بشہر سلامت
فرسیدے۔ اینان شاخ از پشیمانی برآوردہ برگشتند؛ آنان
سرگاوے زدہ از آب گذشتند۔

ہرگاہ مخیم شاہ درابہ شد و نجیب الدولہ ملحق گشت
دکھنیاں وزیر را جہت محافظت لشکر و شہر دستوری دادند
و خود کنار آب گرفتہ آمدند؛ و شش کروہ آنطرت خیمہا زدند۔
ایں جا وزیر شہر را محکم کردہ ملچارہا قسمت نمود و حویلی
دارا شکوہ کہ بر دریا واقع است، براجہ سپردہ، بادشاہ نو
را کہ شاہجہاں با شد دید۔

پس از چار روز فوج شاہ و نجیب الدولہ پا جفت دویدہ
بدریا رسید، دلاوان پیکار جو و سواران جنگجو دریئے پور فال
گودیدند، پیادگان روہیلہ پیش قدمی نمودہ ہنگامہ جنگ را
گرم ساختند، و چنان تردد کردند کہ پا یہائے شان پوست
افداختند؟۔ ازین طرت دتا کہ سر کردہ فوج دکن بود بکار
گذاران خود پہلو دادہ بہ یک پہلو افتاد و مقابل آن فوج
سنگین ایستاد۔ نخستین تفتنگے کہ ازان سو سرد دہ شد، تیر
او بہ دتا رسید و بہ پہلو غلطید۔ دکھنیاں دست و پا گم کردہ
لاہ اورا برداشتند و کنار آب گذاشتند۔ آنان این طرت آب
آمدہ دست جلالت کشادند، اینان سر بیابان ہزیمت نہادند،
وزیر سرداران خود را بر ملچارہا گذاشتہ با فوج دکن آمیخت

* بمعنی انتفاع برداشتن + یعنی برابر دویدند

† یعنی تنبیہ و گوشمال ؟ کذا یہ از محنت بسیار

‡ امداد نمودہ و بجد شدن درکارے

ز سافۂ غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان
افتاده اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشته انداز
تاراج شهر نمودند —

<p>راجہ شام از شهر برآمدہ * قصد قلعہ جات سورج مل کرد و سلامت رفت - بندہ برائے حفظ ناموس خود</p>	<p>درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی</p>
---	---

بشہر ماندم - بعد از شام منادی شد کہ شاہ امان دادہ است،
باید کہ رعایا پریشان دل نگردند - چون لختی از شب گذشت،
غار تکران دست تطاول دراز نموده شہر را آتش دادہ، خانہا
سوختند و بردند - صبح کہ صبح قیامت بود، تہام فوج شاہی
و روہیلہ ہا تاختند و بہ قتل و غارت پرداختند؛ دروازہ ہا
شکستند، مردمان را بستند، اکثری را سوختند و سر بریدند،
عالمی را بخاک و خون کشیدند - تا سہ شبانروز دست ستم
بر نداشتند، از خوردنی و پوشیدنی هیچ نگذاشتند، سقفہا
شکافتند، دیوار ہا شکستند، جگہ ہا سوختند، سینہ ہا خستند -
آن زشت سیرتان بر در و بام، اکابران بہ بے سیرتی، تہام، شیخان
شہر بحال خراب، بزرگان محتاج دم آب، گوشہ نشینان بیجا شدند،
اعیان ہمہ گدا شدند، وضع و شریف عریان، کدخدایان بے خان
و مان، اکثری بہ بلا گرفتار، رسوائی کوچہ و بازار، بسپارے
خدا گیر، زن و بچہ اسیر، بر سر شہرے هجوم، قتل و غارت

* (ن) با چندے از رؤسای این جا + یعنی بہ بے ناموسی

† بہلا گرفتار

غلی العموم؛ حال عزیزان به ابتدی کشید؛ جان بسے به لب رسید؛
 زخم میزدند؛ و زبان به تلخ می کشودند؛ زر را می گرفتند
 و سلاخی می نمودند؛ باهر که بر میخورند؛ تا ستر پوش*
 می بردند؛ جهانے از جهان ناشاد رفت؛ ناموس عالمے بر باد رفت؛
 شهر نو بخاک برابر شد؛ روز سوم فسق مقرر شد. انزلا خان نام
 فسقچی باشی رسید کلاهها و نیم تن+ مردم او کشید؛ بارے
 قدغن چیان غارتگران را از شهر بر آورد؛ باحتیاط پرداختند
 و آن بیرحم مردمان بشهر کهنه چسپید؛ جهانے را هلاک
 ساختند. هفت هشت روز این هذگامه گرم بود؛ اسباب پوشش
 و قوت یک روز؛ در خانه کسے نهاند. سر مردان بے کلاه؛ زنان
 بے رومال سیاه- جمعه چون راهها قفل بود؛+ روزے از زخم
 پراگنده خوردند؛ جماعتے را از سردی هوا دندان بدنشان|
 کلید/ و مردند؛ به بے حیائی تهاام تاختند؛ روها بر زمین
 انداختند؛ غله ها را از گرسنه چشمے می اندوختند؛ و بدست
 غربا بطرح/ می فروختند- شور و غارت زدگان شهر تا آسمان
 هفتم می رسید؛ اما شاه خود را که فقیر می گرفت؛ بسبب
 استغراق نمی شنید؛ هزاران خانه سیاه| در عین آن آتش
 تیز با داغ دل جلای وطن کرده سر بصعرا زدند و چون

* بمعنی ازار + بمعنی انگرکهه + یعنی بسند بود

§ (ن) هم نکلور دند □ "دندان بدنشان کلود شدن" چسپیدن

دندان باهم △ (ن) کلود شد (ن) مردم II یعنی بے عزت

کردند ○ یعنی بزور می فروختند | یعنی خانه خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هوای سرد خانه روشن کردند؛
 به شمار به دست و پایان را آن سیه درونان در رکاب انداخته
 اسیرانه بدائرۀ لشکر خود بردند - دست دست! ظالمان بود،
 دست کجی! میکردند دست پلشتی □ می نمودند دست
 چرب بر سر می کشیدند دست بها زوے زنان میرسیدند،
 تیغها می آختند د - تگاه می ساختند - از دست شهریان هیچ
 نهی آمد، زیرا که دست و دل ایشان سرد شده بود ☒؛
 کسی دست پاچه می شد و کسی دست بزیر سر ستون ☞
 می نمود: بر هر درے درون سیاهے در هر بر زلے ()
 بز نگاهے ^ بازاري و گیر و داری ()؛ هر طرط خونریزی هر
 سمت بز آویزی ☞ پا تا به پیچے ☞ میکردند بنا گوشي
 میزدند ☞ غریبان از خوت خشک بودند دیدۀ درایان
 تر بها ☞ می نمودند خانها سیاه، کوچها داغ گاه، صدها از
 چوب کاری هلاک شدند، جامۀ خون بسته، یکے بر سر چوب
 کرده نشد ☞ عالمے از زخم ستم جامه در خون کشید ☞ و جان
 داد، اما کسی دم نزد - زمین شهر کهنه که جهان تازه اش
 میگفتند دیوار صورت کاری افتاده را مانا شد، یعنی تا هر جا

* یعنی مردند | دور دوره † دست درازی
 □ دست برد نمودن ☒ یعنی بیکار شده بود
 ☞ مضطرب ☞ حیران ☞ کوچه △ (ن) برمگاه
 قباگاهي ☞ گرفتگی و پرسودنی
 ♀ نوعی از تعزيب ☞ عیاری ☞ طمانچه
 ☞ شوخی ☞ یعنی بداد کسی کسی نرسید (حاصل معنی)
 ☞ یعنی کشته شد

که نظر میرفت سر و سینه و دست و پای گشتگان بود،
خافهای آتشزده، سینه سوختگان از زار بت خانه ها یاد
میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می کرد، سیه می نمود؛
سخت خورده * که خود را بکشتن داد آرامید، چشم خورده
آنها رو به بهبود ندید - مذکوره فقیر بودم، فقیر تر شدم، حالم از
بے اسبابی و تهی دستی ابتر شد، تکیه که بر سر شاه راه
داشتیم، بخاک برابر شد - غرض که آن بے سرقان تمام شهر را
بار کرده بردند، عزیزان همه ذلیل شده جانها سپردند —

درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ	هنوز از نهیب و غارت دست برداشته بودند، مشهور شد که فوج هزیمت خورده دکن با فوج دیگر که در نواح
------------------------------	---

میوات بود، پیوست، اراده فاسده دارد - شاه از استماع
این خبر، مهیای آن طرت گشته، شاهجهان را که تهمت زده
چند ماهه ساطنت بود، دستور سابق در سلاطین فرستاد
و جوان بخت پسر عالی کهر را ولیعهد ار گردانیده از شهر
کوچید و رفت - عهدالهاک همراهیان سرداران دکن گذاشته
بقاعه جات سورج مل آمد، و نشست - و قتی که شاه در نواح
میوات رسید و دکنیان دیدند که تیغ ما نمی برد، و چشم
لشکریان ترسیده است، جنگ کریز کزان، بطور قدیم خود،
تا شاهجهان آباد آمد، از دریا عبور کردند - شاه نیز متعاقب
در رسید و شب در سواد شهر گذرانیده از راه پایاب گذشت -

* ونج کشته + یعن بعین الکمال گرفتار شده

† (ن) رفت ‡ یعنی تیغ ما کار نمی کند

آنروز آب چون معسکر شد، جهاننغان سردار فوج پیش رفته قریب سکندرآباد، با فوج ملهار که احوال او گذارش یافت در آویخت. شاه ازین جا با سه هزار غلام سوار شده در عرصه دو پاس شریک او شد. سردار آنطرت تاب مقاومت او نیاورده، دم خود را بیکے از سرداران دکن سپرده، پنهان گریخت. آن سرکرده داد دلآوری داد، و کشته افتاد. کسان دیگر دندان بحرب گذاشته * از روبرو جراران فوج شاهی گریخته، پراکنده شدند. شاه تا کول که قصبه ایست معروف. تعاقب کمان رفت. گریختگان بقلعجات سورج مل پناه برده، بعد از دو سه روز روانه پیشتر گردیدند. فوج شاه با یکے از قلمهای او که این طرت آب چون بود، چسپید و کار بر مردم حصار سخت گرفت. زمیندار مسطور امداد آنها بالقوه خود ندیده بدر تغافل زد، ناچار حصاریان آنها ز فرصت یافته، هنگام شب گریختند و میان دار فرستاده صلح نمودند—

بهاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا

(سانحه) هنوز لشکر میان دو آب بود، شهرت یافت که فوج سنگینه از دکن بانداز جنگ در فواح اکبرآباد

رسیده است، و زود میرسد. نجیب الدوله سرداران سمت مشرق مثل شجاع الدوله و احمد خان و حافظ رحمت وغیره را برای ملازمت آورد و هر یکے را بوعده ملکه خوش دل ساخته سرا پا + دهانید و آماده جنگ گردانید —

درین نزدیکی بهاؤ که سرسران دکن بود بانبوه پیش از پیش

* دندان بحرب گذاشتن بمعنی عاجز شدن + یعنی خلعی

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستمال ساخته با خود آورد و متصرف شهر گشت - یعقوب علی خان که قرابتی باشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فوج شاه آنطرف آب است کم مددی نخواهد کرد بخود سپرد * بدست و دندان در جنگ چسپید † - دکنیان † محاصره نموده بباد لیجها گرفتند - اکثر مکانات بادشاهی را که نظیر نداشتند بخاک یکسان) ساختند - چون دریا بسبب برشکال عسیرالعبور بود و شاه نمی توانست گذشت خان مذکور بدست راجه سربر کرده از قلعه برآمد نظر بر عهد و پیمان کسی مزاحم احوال او نشد - در این ایام من بخدمت راجه حاضر شدم و التماس کردم که از گرم و سرد روزگار در آتش و آبم میخوام که ازین شهر برآیم و جائے دیگر بروم شاید که آسوده شوم - ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند - لواحقان را همراه گرفته † برآمد - جائے مد نظر نداشتم بتوکل قدم در راه گذاشتم - در تمام روز پس از خرابی بسیار هشت و نه کروزه راه طے شد - شب در سرائے زیر درختی بسر کردم - صبح آن زن راجه جگل کشور که احوالش نگاشته آمد ازان راه گذشت ما کم پایانرا از خاک برداشته همراه خود تا برسانه که معبد هندوانست و قصبه ایست هشت کروزه این طرف قلعه جات سورج مل برد و بانواع مراعات دلدھی کرد -

* بمعنی متغیر شدن † بمعنی کوشش تمام
 ‡ (و) جنوبیان (ن) برابر (و) پیاده پا

میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پریشانیء حال

ساح ذیعبہ او بگامان کہ سہ کروہی
آن مکان شہرست سرحد راجہ جے سنگہ
رفت - بندہ با اہل و عیال در عشرہ
آنجا اقامت نمودم فرداے عاشورا

قدم کشیدم و بہ گمہیر رسیدم —

این جا بہادر سنگہ نام پسر لالہ رادھا کشن کہ بیشتر خزانچی گری صفدر جنگ داشت و در این اوقات با راجہ بود، شام آمد و سردستی بہن گرفتہ اومیانہ سر کرد : احسان مند اویم کہ غیر از دوست روی حقی بر نداشتم - چندے بغراغت ماندم و روز و شب گذراندم —

(حکایت) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ نشسته بودم ، بہاطر رسید کہ با اعظم خان پسر اعظم خان کلان کہ در عہد فردوس آرامگاہ امیر شش ہزاری بود و دست و دلے داشت ، اگر ملاقات کردہ شود ، یک دو دم خوش برآوردہ شود - رقتم و در طویلۂ سورج مل کہ تازہ اقامت گاہ خانہ خرابان شہر دہلی شدہ بود بر خوردم - آن عزیز خدای بیامرزا ، لب را بخیر پرسش من کشادہ سر رفتہ خود بر زبان آوردم ، سامعان را از ہوش بردم ، چون حقہ ا و قلیان بمیان آمد ، این بیت آمدہ بر زبان آمد : —

امروز کہ چشم من و عرفی بہم افتاد
باہم نگریستیم و گریستیم و گذشتیم

چند شعر ازین قبیل خواندم، دوسه اشک از مژه افشاندم- پس از نفسی چند خان را متفکر دیدم، گفتم * چه بخود فرو رفته گفت خیر- گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید +، اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوردیم و باهم میخوردیم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم، تا کاسه شربتے برائے شهابیاریم - گفتم که موالع این همه فیستم آنهم بر سبیل تفتن بود، صاحب خوب میدانند که گاهی شکم را نان سهاط نکردم- اوقات مختلف است، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشیدنست- همین گفت و شنود بود که زنی خوانے بر سر از در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان خان سامان دعا گفته است و قدری حلوائ + فراکت و شیرینی شنبه فرستاده - خان چون سر خوان کشاد نگاهش بر گل حلوا فتاد گل گل شگفت و با من گفت که این ورسپاه قدر خود خوب میداند، عمریست که بفاقه کشی میگذراند، گاهی از جالے دم آبه لب فانه فرسیده، تا بصلوا و شیرینی چه رسد، شما مهمان عزیزید، این اقامت ۵۵ شهاست حصه مرا بدهید و بخانه خود فرستید، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد - گشتا بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرضکه مرد خوشی بود کاسه بند نمود ۵۷، قاب حلوا و خوان شیرینی

* (ن) پرسیدم — + (ن) بر می خوردند —

‡ نوعی از حلوا - و شیرینی شنبه، چنانچه شهرینی - پنج شنبه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فاتحه می کنند -

⑤ بهعلی مهمانی — △ یعنی خوشامد کرده —

بخانہ من فرستاد و خندان خندان دام داد * دو روز
 بمہمان شیرینی گذرانیدہ شد - روز سوم پسر خورد راجہ +
 مرا طلبید و احوال گیری کردہ گفت تا تشریف آوردن
 راجہ صاحب پیش من باشید : گفتم کہ اسباب معیشت مفقود
 است - گفت ' دل را جمع کنند ' اینجا ہمہ چیز موجود است
 آن نو گل باغ کرم کہ شاداب و خورم باشد ' بہ شگفتگی خاطر
 مایحتاج مرا میر سافید -

(سافیدہ) اینجا چنان مسہوع شد کہ بشہر شہرت گرفت کہ صہدخان فوجدار سر ہند با چند زمیندار و فوج بسیار می آید ' و ارادہ لشکر شاہ دارد -	درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ پانی پت میں
---	--

بہاؤ سردار دکن کہ جوان بر خود چیدہ ‡ بود ' کسی را پیش
 خود وجود نمی گذاشت ⑤ ' اسباب زاید در قلعہ شاہجہاناباد
 گذاشتہ ' بہقتضای حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرت نہود
 بغاطر داشت کہ وزیر جواہر بسیاری دارد و سورج مل
 زمیندار کلانی است ' اگر زمانہ فرصت دہد ' از ایشان چیزے
 بگیرد ' راجہ ناگر مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی
 خیر بود ' روزی براجہ پیغام فرستاد کہ تصدیق مہالک
 محروسہ باختیار شہا میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت
 کہ از مدتی با وزیرم ' مناسب نیست کہ او فاکام باشد و من کار
 خود برم ' پس انفسب آنست کہ اورا دستوری بہرت پور شود '

* یعنی رخصت داد - ‡ (ن) دے بشن سنگہ -

† یعنی مفرور - ⑤ یعنی موجود نمیداشت -

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرد
 موافق گفته کاربند شویم - غرضکه از چرب زبانی * روغن قاز
 مالیده روز کوچ دکهنیان ، خود و سورج مل به بهانه که نگارش
 یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بگرداری تمام + سوار شده
 در بلم گده که حصار یست محکم ، دوازده کروه شهر آمده
 نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - و کلا
 دکهنیان هر چند بساجت گفتند ، اما بشنیدن حرت آنها
 نپرداختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس
 دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیشمار
 وآلات واسباب بیحد جمعیت ایشانرا بحساب نمی گرفت +
 چون شنید بخود پیچید و گفت که اینها چه چیز اند ؛
 چراغ دولت اینها به پفی § در بند است ، من با عتقاد ایقان
 از دکن نیامده ام ، در مژگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد -
 تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته ، رفت و قلعه
 نجابت خان رو هیله سر سواری گرفته ، مهدخان را گشت و آن
 انبوه را پرا گنده ساخت - چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج
 خیره شد ، از آنها برگشته متصل پانی پت سنگر بستند ، و
 آماده جنگ میدان شاه گشتند - وقتی که آب جون روبهمی آورد ،
 شاه بصد جوش و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور
 نمود ، دست جلالت کشود - چند روز پیش از جنگ صف
 خبر رسید که گویند پندت باجم غفیر △ آمده است و انداز □

* زبان آوری یعنی فریب داده + یعنی بجزرات تمام
 † یعنی بخاطر نمی آورد § یعنی به اندک چیزی موقوف
 نیست △ یعنی انبوه بسیار □ قصد

پیوستن لشکر دکهنیان دارد، سردارے بافوج سنگین از لشکر شاه جدا شده دوید و بے خبر رسیده، اورا بخاک و خون کشیده؛ اسبابش همه بغارت برد، آن اجماع بروه خورد —

درین ولا راجه در کههیر که قلعه سورج مل است، باو تشریف داد، منکه بحسب قسمت در آنجا بودم، رفته التماس نمودم که از چندے انتظار قدوم فرحت لزوم داشتم؛ اکنون اجازت شود، بطرفے بروم که با روز گارناساز گار طرف* نمی توانم شد از راه عنایتے که بحال من میداشتند، گفتند، معلوم شد که قصد بیابان مرگ شدن دارید، اما اگر من هم گذارم- همان روز چهرے جهت خرج فرستادند و علوفه من بدستور سابق دستخط کرده دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن که شاهجهان آباد خرابه بیش نهانده است و مردمان سالے دوبار خانها را بر خروش بار می کنند† کسے تا کجا خانه بردوش باشد و درین سر زمین کد‡ گوشه عافیتے است و رئیس این جا مرد آر میدے هست، بر خود نمی شکنند§، توطن اختیار کرد - ما مردم نیز در سایه دیوار او مقر خود مقرر ساخته افتادیم —

(سانحه) حقیقت هر دو لشکر آنکه اگر دکهنیان بجنگ گریز که طور قدیم آنها بود می جنگیدند اغلب که غالب

* مقابل † کدایه از خانه ویران کردن

‡ (ن) بحسب ظاهر § مغرور شدی

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ، فوج
شاهی در پئے آن شد که رسد نرسید ، و قتیکه کار تنگ شد ،
سردار دکن مستعدی حرب گشت ، سران از سنگر و سنگ چین *
بر آمده میخ دوز + ایستادند ، و جگر داران شاه میخ چشم + آنها
بوده بیک پهلوی + افتادند ، کار گذران میدان کشیدن ؟ و برهم
کردن آغاز کردند ، دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته \cap
به پشت کمان گرفتند ، \cap نبرد آزمایان جنگ جو ، بند و قبا
گرفته بدست و دندان چسبیدند \cap ، بر رو استاد گان تیغ ها \cap
آخته بر سر هم درویدند ، \cap به دهل رقصان \cap ، معركة گشت و خون
بر کار سوار گشتند \cap . پیش جنگان پیاده شده در آویختند ،
و از هم گذشتند \cap : زخمها بجوانان رسیدند ، جامدها در خون
کشیدند \cap ، جنگ آوران عرصه تنگ آوران از دو طرف ریختند ،
و تفنگها گرفته آویختند . سردار دکن ثبات ورزیده پا بمیدان
گذاشت و اکثر دستهای فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون
فتح از شاه بود ، از تردد کاری نه کشود ، هزار هزار بندوق
می انداختند و بیک نفر این طرف نمی رسید و از دست تفنگ
اندازان سهل مردان \cap کار آمده از کار می رفتند - چنانچه در اول \bullet

* سنگ چین دیوارهای خورد
+ آزار رسان \cap یعنی بجهد تمام \cap میدان کشیدن خود
را جمع کرده پس رفتن برای جستن \cap یعنی یکجا شده
 \cap بمعنی تیر باران کردن \cap بجهد و کد کردن کاری
II یعنی حریفان \cap پهلوانان زیر دست
III یعنی مقرر شدند \cap یعنی مردند
IV یعنی هلاک شدند \cap یعنی مردان که کار از دست
ایشان بر آید \bullet یعنی اول مرتبه

و هله تیر تفنگ بوسواس راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید
و بخاک و خون غلطید - می گویند که بهاؤ جوان غیورے بود
و داد مردانگی میداد، د می که این سانحه را بچشم خود دید،
بر زبان راند، حالا روی رفتن دکن نهاند، دل از جان برداشته
دندان بجگر افشرد، 'بو قاص سپاه زد - یعنی دیده و دانسته
خود را بکشتن داد: ملهار پیر گرگ بغل زن * بادوسه هزار
کس ازان مهلکه بیرون رفت و تمام لشکر غارت شد -
سردارانے که زنده بر آمده بودند، برهنه بحال فقیران
آواره شدند، واسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نموده
را ده ده زمیندار اطراف شهر گرفتند چه نویسم چه که روز
سیاه بر این قوم آمد، هزاران عریان + گریه کنان از هر راهی
که می گذشتند، باعث عبرت می گشتند - مردم دیهات
حیرت بریان کرده، بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنها را
بأحوال خود سنجیده، زبانها بشکر میکشادند - شکستی این چنین
کم اتفاق افتاده باشد، بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از
سردی هوا جان سپردند - فوجی را که در قلعه گذاشته رفته بودند،
از خورن دست اندازی مردان شاه هنگام شب گریخته رفت - جنس
کرورها بدست لشکریان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم
قسمت شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ و شتر و اسب
سوائے نقد و مجلس شجاع الدوله و غیره بیای خود گرفتند + -

* نوعی از گرگ که در دکن از زانوی آواز بر آید + (ن) هزاران

† بدیده، خود گرفتن

در انبان که فقیران محض بودند، سوار دولت گردیدند۔ با هر
 ۵۵ با شی صد شتر بار، بایک نفر دو خروار، دولت عظیمی دست
 بهم داد، هریک کلاه کج نهاد۔ شاه بعد ازین گونه فتحی که شاهان
 سلف را هم میسر نه آمده باشد، با کروفر تمام داخل شهر شده،
 رقصها بقام سرداران اطراف و جوانب نوشت که بیایند و نوکری
 نمایند۔ نوشته براجہ نیز رسید، ایشان بگمان آنکه شاه بادشاہ
 هندوستان شد و ازین ملک زرخیز نخواهد رفت و مارا نوکری
 باید کرد، رفتند۔ و نجیب الدولہ پیشوا آمده برد و ملازمت شاه
 بدست شارلی خان وزیر او نمودند۔ صحبت بآن دستور دانشور
 برآر شد۔ مهر خود حوالہ کرد و نیابت وزارت داد، چنانچه موجب
 رفاه امرائے عظام گشتند۔

وزیر یکبار گفت کہ پدر شجاع الدولہ با شہانہ دلی داشت + و این بابا طفلست و غیر بابا + کاری ندارد و نمی فهمد کہ	راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی وزیر درانی سے
--	---

این شاه است، بیک پشت چشم فاذک کردن * جہنی را بوباد
 میدهد، خبر شرطست، باد پرانی ○ اینگونه بسیار بدماغش
 میخورد ○ نظر بر رفاقت هیچ نمی گوید، لیکن برین غرہ نباید شد۔

بادشاهان و نکویان دو گروه عجبند

کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

بہتر آنست کہ شما و نجیب الدولہ رفتہ اورا معقول کنند،

* یعنی طالع ملد شدند + یعنی دوستی داشت + یعنی بلند پروازی

○ یعنی بیک ناز کردی ○ یعنی غرور ○ یعنی غرور ○ آزردہ کردن

و گرنہ فردا جرم از مانیست - رفتند و اورا با تیغ و کفن آوردند
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد + و کدورت بصفا
انجا مید - من در این سفر بایشان بودم -

<p>(حکایت) روزے پرست زدم + راہم برویرانہ قازہ شہر افتاد + برہر قدسی گریستم و عبوت گرفتم + و چون بیشتر رفتم + حیران تو شدم + مکانہارا نشاختم + دیاری</p>	<p>درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت گری کی پردرد داستان</p>
---	---

نیافتم + از عمارت آثار ندیدم + از ساکنان حیر نشنیدم -

از ہر کہ سخن کردم + گفتند کہ اینجا نیست

از ہر کہ نشان جست + گفتند کہ پیدا نیست

خانہا نشستہ * + دیوارہا شکستہ + خانقاہ بے صوفی + خرابات بے

مسست خرابہ بود + ازین دست تابان دست -

ہر کجا افتاد دیدم خشت در ویرانہ

بود فرد دفتر احوال صاحب خانہ

باوارہا کجا کہ بگویم + طفلان تہ بازار کجا + حسن کو کہ بپرسم +

یاران زرد و خسار کو + جوانان رعنا رفتند + پیران پارسا گذشتند +

محبہا خراب + کو چہ نایب + وحشت ہویدا + انس نا پیدا + رباعی

استادے پیام آمد -

افتاد گذارم چو بویرانہ طوس

دیدم چندے نشستہ بر جاے خروس

گفتم چہ خبر داری ازین وادہ ؟

گذا خبر اینست کہ افسوس افسوس !

* یعنی بعد از ہمار + موافق شد + سہر کردن * و ہران شدہ

ناگاه در محله رسیدم که آنجا میخاندیم، صحبت میداشتم، شعر میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گریستم، عشق باخوش قدان می باختیم، ایشان را بلند می انداختیم*، یا سلسله مویان می بودم، پرستش فکویان می نمودم، اگر دی بے ایشان می نشستم، تنها بر تنها می شکستم، بزم می آراستم، خوبان را می خواستم، مهمانی میکردم، زندگانی می کردم. دوست روی نیامد که باو نفس خورش برآرم، مخاطب صحیحی نیافتم. که صحبت دارم: باز از وحشت گاهی کوچه بصحرا راهی استادم و بهیتر دیدم: مکروه بسیار کشیدم، عهد کردم که باز نیایم، تابا شم قصد شهر نمایم —

(سانحه) هرگاه قرار یافت که شاولینخان باراجه برآید و ملک گیری نماید فوج شاه که از غنیمت مالا مال بود، بردرخانه هنگامه آرا شده گفتند که ما بوطن خود میرویم، اگر شاه خواسته باشد بماند: مدتست که برائی کار[△] برکار سواریم[○]، از زن و فرزند خبر نداریم. شاه چون فکر نمود، دید که بے فوج در ملک بیگانه نمی توانم بود، ناچار رفتن قندهار که دارالهاک او بود، مقرر گردانید. وزیر خیمه بر آمده را باز طلبید و از روئے سرداران اینجا خیالات کشید. در روز پیشتر شجاع الدوله و راجه را مرخص کرد، شهزاده جوان بخت را ولیعهد شاه عالم نمود و شهر را با اختیار نجیب الدوله گذاشته برخواستند، و در راه هوجدار سرهند زین خان نام افغانی [] را که از قوم و قبیلۀ آنها

* ستایش کردن + اشلا روی[△] (ن) او[○] بهای مقدربم □ سردار[□]

بودا کرده بلا هور رفتند۔ چوں غرور این قوم از حد گذشت
 غیرت الہی از دست سکھان کہ عبارت از نا کسان و شعر
 با فان و نه افان و بزازان و سمساران و بذالان + و نجاران و
 قزاقان و مزارعان و کم بغلان † و پاچناریان ‡ و کلل خسیان ¶ و
 بازاریان و بے تھان ☒ و بی مایگان و تہی دستان آن نواح باشد
 ذلیل ساخت: قریب چهل و پنجہ ہزار کس کرد آمدہ خود را
 بر روئے آن لشکر گران کشیدند۔ گاہی برنگی چہرہ △ می شدند
 کہ زخمہا بر میداشتند و رونہی گردانیدند و گاہی طرف شدہ
 با طرات پریشان گردیدہ) (صد و صد را بدلبال می بردند و
 می کشتند۔ ہر صبح گرد فتنہ می انگیزختند ہر شام از چارسو
 مہر ریختند لشکریان را سکان روی یخ ساختہ بودند II یخ بسیار
 آب می گشت ☉ تا فرار می نمودند۔ گاہے سفید □ می شدند و بر
 بہیرو نہہ می افتادند گاہی سیاہی می نمودند و می استاندند
 و بشہر می ریختند و سنگ بسنگ میزدند ●۔ مو پریشان و
 سر پیچدار در اردو می شدند شب شر و شور روز عروکورو ☊
 پیادہ آنها شمشیر بر سوار زدی و قدح زین را خون ریز کردی
 دست کش ♂ شان قدر انداز ♀ را گرفته بردی و شست آویز ☋
 نمودی غرض کہ این بے نا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

• بذالان + ای بذالان † کم مایگان ‡ یعنی مفلسان ¶ یعنی
 کسانیکہ در گلخن می خرابند ☒ یعنی بے حوصلہ گان △ ای
 مقابل × (ن) نہ گردیدہ II ای مضطرب کردہ بودند ☉ یعنی رنج
 بسیار می کشیدند □ نمودار ● یعنی خراب می کردند ☊ یعنی آواز
 فریاد نامعقول و ہرزہ و طمطراق بے جا ♂ یعنی خادم
 ♀ یعنی قادر انداز ☋ شست آویز نوعی از تہذیب

رسوا ساختند که سرداران اطراف این صعبت را شنیده، از نظرها
انداختند. مقا و مت بواقعی نتوانستند، سلامت رفتن خود
غنیمت دانستند، آخر سرپائی نظامت آنشهر به هندوی داده راه
پیش گرفتند. این انبوه دنباله گردان، غارت کنان، سر کله
زنان،[†] تا آب آتک رفت و شست و شویی خوبی داده متصرف
آن صوبه که دو کروڑ روپیہ حاصل داشت، شد. بعد از چندی
آن هندوی خون گرفته، شهر نشین را کشته مالک گشتند. چون
وارثے در میان نبود، آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت
نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشودند، یعنی آگاه رسم ملک
داری نبودند، پرچہ مزارعان دست برداشته دادند، مفت خود
شهره گرفتند —

(سائعه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است،
آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده
اند، در حالتی که خبر بود، راهداری مابین اکبرآباد و شاهجهان
آباد باو تعلق داشت. در این ایام از سستی رؤسای اسلام
سری کشید و متصرف اکثر محالات گردید. بسبب حرام توشگئی
قلعه دار سیہ روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت: شاه عالم
بتحریک شجاع الدوله که حالا وزیر اوست، با لشکر بیشمار حرکت کرد،
زبان زد خلق شد که برای اخراج سورج مل سی آید، زمیندار
مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور، از قلعه جات خود
رفته به اراده پرخاش نشست و به راجه نوش که آمدن شما

• بهمنی خلعت † ای دعوی کدان ‡ تنبیه خوب کرده
 به خون گرفته، اجل رسیده

ملاسب تراست ایشان که آشنا از چوب خشک میتراشیدند میان
دار فرستاده، آن انبوه را باز گردانیدند۔

میر صاحب کا آگرے جانا | من به این تقریب بعد سی سال
باکبر آباد رقتم و زیارات مزارات

پدر و عم بزرگوار کردم - شعرات آن جا سرا سر آمد این فن
دانسته، اثر ملاقات می کردند۔

(حکایت) اوازۃ عالمی شنیدم، رقتم و دیدم، ملاے قشری +
برآمد، یعنی بمغز - من نمی رسید، هنوز نفس درست
نکرده بودم، که از بے قہی سخن سر کرد کہ اکثر جوانان این
عہد رافضی می باشند، و در حق بزرگان از سقیفہ سازی چہا
کہ نمی تراشتند +۔ این تسبیح خاک امام شہا کہ موجب غبار
خاطر ما صفا پیشگاہست دلیل است کہ شہا میل برفض دارید،
اگر در واقع چنین است، سرا بحال من وا گذارید - گفتم کہ
سرا نیز ہمیں تردد ہوں، العہد الملکہ کہ صاحب سنی برآمدند -
مغز ذر خوردہ ؟ کنایہ نفہمید و بسیار خوش گردید - چون سرا
موافق یافت، پرو پوچ چندے یافت بیمزہ تر شدم و
برخاستہ آمدم۔

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا، بسیار بخوبی
واقع است، آفطرت باغات و این طرف قلعه و حویلیہاے امراے
عظام، گوئی کہ نہر بہشتی است، میروقتم و چشم آب میدم +۔

* ای مختصر آشنائی بودن + یعنی بے مغز
+ بمعنی حرف دروغ بستن !! یعنی احقری و یعنی نماشا کردم

شور بکر قراشی من * آفاق را گرفته بود ، بکر نگاهان ، مژگان
 سیاهان ، خوش ترکیبان ، جامہ زیبان ، پاکیزہ طینتان ، موزون
 طبعتان مرا نہی گذاشتند و بعزت میداشتند - دو سہ بار
 سراسر شہر رفتیم ؛ علما ، فقرا ، شعرا ، آنجا را دیدیم ، مخاطبے
 کہ ازو دل بیتاب تسلی شود ، نیافتیم - گفتیم ، سبحان اللہ این
 آن شہریست کہ ہر برزن او † عارف ، کاملے ، فاضلے ، شاعرے ،
 منشیے ، دانشمندے ، فقیہے ، متکلمے ، حکیمے ، صوفیے ، محدثے ،
 مدرسے ، درویشے متوکلے ، شیخے ، ملائے ، حافظے ، قاریئے ، امامے ،
 موزئے ، مدرسۂ مسجدے ، خانقاہے ، تکیۂ مہمان سواے ، مکانے ،
 باغے داشت ؛ اکذون جاے نہی بینم کہ درو شاد کام نشینم ؛
 آدمی ہم نہی رسد کہ بار صحبت گزینم ؛ خوابہ وحشت ناکی
 دیدم ، رنجے کشیدم و بر گودیدم - مدت چار ماہ ازین قرار △
 در وطن مالوت گذرانیدہ ، وقت رفتن آب حسرت بچشم
 گردانیدم و بقلعجات سورج مل رسیدم -

(سانحہ) آنجا آمدہ شتیدم کہ با قاسم علی خان ناظم بنگالہ و نصرانیان تجارت پیشہ کہ آنجا از مدت سکونت داشتند جنگ واقع شد - رعایا	قاسم علی خان ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ کی بد عہدی
---	--

و زمینداران آن ملک از ستم بے نہایتش بچان آمدہ بودند ،
 جانب او نگرقتند - پایان کار ہزیمت خوردہ ، با لشکر شکستہ و
 زر و جواہر واقمشہ و امتعہ بسیار ، بہ عظیم آباد کہ این صوبہ ہم

* یعنی معنی تازہ پیدا کردن + یعنی خربان شرمکھن

† ای ہر کوچہ او △ باہن طور

باو بود آمد - فرنگیان نیز در رسیدند، خواست که شهر بند
 شود و ببنگد؛ لشکرش پشت داد، باز شکست افتاد، مال و
 اسباب خود را بار نهوده، بانه، ده هزار کس بسرحد
 شجاع الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش
 گذاشتند - وقتی که متصل بنارس رسید، خیمه کرده، بوزیر
 نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سردستی بمن
 بگیرند و ببنگ نصرانیان مخالف مذهب در آیند، خرج
 سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند - ایشان
 نوشتند که اول شما بیایید و ملازمت بادشاه نمائید، آنچه
 بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد -
 آن فلک کرده * آسمان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و
 آلات و پانصد فیل، باعتقاد خام داستان † چند که واسطه
 بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است
 گذشته داخل اشکر شد و دائره کرد - نظر تنگ چشمان این
 طرت نظر بر اسباب بادشاه، نه او افتاد، چشم سپاه کردند
 و کهنه فعله چند ‡ فرستاده، بغریب و عذر معبودش ساختند -
 بعد از دو سه روز از زر بسته § و خرده و جواهر و اجناس
 دیگر و اسب فیل و گاؤ و شتر ¶ و خیمه و فرش هر چه داشت
 وزیر بگفته نا مال اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان
 که در میان بودند، نظر به عهد نامه نداشتند، چون خامه سیه

* فلک کردن نوعی از عذاب کردن آن واژه آویختن است -

† اے خام طمعان ‡ یعنی مکار و محیل و تاجر به کار

§ زر بسته، مقابل خورده § (ن) استر

رودندان بهر خود گذاشتند * آمد بود که کسے دست او خواهد گرفت ، این حا انگشتر + باشد ، چون انگشت از ستم روزگار بر آورد † ، حلقه بر در وزیر زد ، یومیه از سرکار بیگم که عبارت از نام شجاع الدوله باشد ، برآی او مقرر شد ، باقی داستان بفردا شب میگذارم که افسانه دیگر بر زبان دارم -

(سافحه) جواهر سنگه پسر کلان سورج مل که سردار جگر داریست ‡ ، از مدت خیال ریاست در سر دارد ؛ چنانچه پیش ازین با پدر در آویخته ، خون بسیاری ریخته بود و دو سه	جواهر سنگه کی دست درازی اور نجیب الدوله کی گوشمالی
--	--

زخم دامن دار برداشت - در این ایام بفرخ نگر که سه منزلی شاهجهان آباد ، شهریست ، بسمت مغرب ، و سرحد آن بسرحد ملک پدر از پیوسته است ، رفت - و با زمیندار آنجا ، پدرش فرجداری گرد شهر دهلی میکرد ، آویزشی نمود و طول داد - از نیز سر فرود نیارده در افتاد ؛ چون دو ماه برین گذشت ، سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرف نمود - بخانه راجه برای رخصت آمد ، ایشان گفتند که شما زینهار فروید ، مبادا باعث قتل و هنگامه شوید ، آنجا نجیب الدوله هم قریب است - اگر میراعات اسلام کند ، جنگ بهمان آید ، معذا طرف ثانی قلعه دارد و صاحب الوس است ، اگر سهاجت نماید و دیر شود ،

* اے برگفته خود ثابت نبو دن

† کنایه از چیزے مختصر ‡ اے پناه خواستی

§ یعنی مرد جری

عظیم‌شان شهنشاند - در آداب ریاست نوشته اند که فاکار از
تقریر آید، باید که سردار به پسر فرماید، و تا از پسر شود،
خود نرود - خاصه آنست که چون وعده قریب می شود،
حرف معقول نمی شنود - گوش بر حرف ایشان مینداخت، رفت
و رئیس آنهارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز
نموده، خانهای شرفائی آنهارا بغارت بردند - برادرانش که
با نجیب‌الدوله بودند، دستارها بر زمین زدند و له طاقتی
نمودند - او برائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی
کرده خود رسیدند، اکنون از سر تصویر باید گذشت، نشیند
و دلیرانه شاهجهان آباد رفت - او بدر تغافل زده دروازه هائی
شهر را بند نمود و سر بر فکر؛ این بر خود چیده، متکبر
از آب دریا گذشته، بر سرش دوید و موجب آشوب گردید -
در آدسی گپوی او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما
سر پر خاش ندارم، لهذا فوج خود را بر منم آرام، غوبائی شهر
تصدیع می کشند، دایره کردن اینجا مناسب نیست، یک جواب
آدمیانه نداد، بسفاهت گفته فرستاد که من فوج فواب را دیده
خواهم رفت؛ اگر زود برایند، احسان است که کارهای دیگر
در پیش دارم، وگرنه فوجی که در اختیار من نیست صبح
و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برمی
آیم و سان * فوج + خود می فهمیم -
(نقل) شخصی که در میان بود بهم می گفت که دل شب

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود را کشید. و بعد از ساعتی چشم کشاد، و گفت که عجب واقع * دیدم. گفتند چه طور است؟ گفت، کلاغی بر درختی نشسته است و زاغان بسیار بر و گرد آمده، شوری دارند. منکه ازان راه گذشتم، بیک تیرش بر خاک انداختم. زاغان کشته او را دیده، همه یکبارگی پریدند. غالب که فتم از من است، انشاءالله صبح سوار میشوم، و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح رسید، آسمان تیغ حادثه بچرخ کشید†، جار چیان جار زدند، خود بر فیل نشسته، از آب گذشت و باستقلال تمام مقابل گشت. حریف چون گاؤ چهار پهلوی بر خود شکسته و خر خود را ۱) دراز بسته ۲) صفوت فوج بر روئے ایشان کشید تفنگ چیان گوم انداختن تفنگ، آزموده کاران نظر بر اسلوب جنگ؛ سردار این طرف آمده کین استاده بود و پا از وضع خود بیرون نمی گذاشت. رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی ۳) می نمود و دست از شوخی بر نمیداشت —

هر گاه رویله ها سرگرم دوتیغه بازی شدند، او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته، غافل از این که اجل چیره دست ۴) در کمین است، بر سپاهی که بسمت شهر بود، زد.

* واقع عجبی † یعنی تیز کرد ‡ اے فر به

۱) اے مغرور ۲) کفایه از با مائی کردن

۳) اے جهد بلینغ ۴) یعنی تیز دست

هورے برخاست ، رو داران قلب بھد آنہا شتافتمہ این بلا
 را بر چیدند * - در همان گرد و غبار آن اجل رسیدہ زخمی
 برداشت کہ از اسپ برخاک افتاد و جامہ گزاشت + - اما کسی
 ندانست کہ این سورج مل است باہم می گفتند و قتیکہ او سوند
 را جلو خواہد داد ، قیامت در جلو او خواہد بود - ندانستند
 کہ جماعت دراز است از پیش جنگی خرد را بکشتن دادہ
 است - از آن وقت تا شام باز جنگ بہیمان نیامد ، آن جا کار
 تمام شد و این جا ہرا - ان کہ شب افتادہ است ، مبادا
 شبخون زند ، و مارا برخاک ہلاک افکند - بعد شام فوج
 روئو شدہ بود ، پراکنده شد و رفت ؛ تا نصف شب مہیائے
 کار براسپ و فیل سوار استادہ ماندند - اما ہمہ متامل کہ چہ
 بلاست از آن طرف صدای بر نمی خیزد ، نشود کہ فوج حریف غافل
 بریزد و قیامت برانگیزد - جاسوسان از لشکر بر آمدہ دوسہ .
 کروزہ این طرف آن طرف کافتند ، احدی را نہ یافتند - قریب
 بشکستن شب + آمدہ گفتند کہ از مردم دیہات شنیدہ شد کہ
 جماعتی بسرا - یمگی میرفت و میگفت ، افسوس سردارے
 چون سورج مل گشتہ شود و ما بیہر و تان لاش اورا برخاک
 میدان گذاشتہ از ترس جان برویم - ازین جا بہ ظہور می
 پیوندد کہ او در شورش آخر روز کہ بفوج التمش ° بود ، شتہ
 شد و لشکرش گریختہ رفت —

* یعنی در گردند + یعنی مرد

‡ یعنی قریب آخر شدن شب ° یعنی چلد اول

در این گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست بریده آورد و گفت که این دست آن دست خشک شده اوست که جراحت داشت؛ دیگران نیز شناختند و کوس شادی فواختند؛ و چون به یقین پیوست، قدم بتعاقب گشادند و دنبال گریختگان افتادند؛ اگر از دریا می گذشتند، باعث خرابی جهای می گشتند. اما راجه نوشت که نواب این دولت را که عبارت از چنین فتح است از صحرا یافته باید که غنیمت بدانند و عذر بگردانند. این جا انبوه بسیار است، اگر اُستادگی نهابند، باز کار دشوار است. رای در ستی و قلب سلیمه داشت، فوشته ایشان را دید و بر گردید —

جواهر سنگه که از استماع این خبر جان در تن نداشت و بظاهر خود را بمسما درخته قایم بود، آمد و تبر مسند ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد — در همت و شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خود بهتر است —
دولت ندهد خدای کس را بغلط

— (حقیقت حال لشکر بادشاه و وزیر) —

(سافعه) حالانکه شجاع الدوله بگفته نا کسان و نا تجربہ کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند، بطوح صوبه عظیم آباد که اگر به یک ننگ نگی پا بدست بیاید مفت است، شاه عالم را با خود گرفته بشکر بآنصوب کشید - کشیش /

* یعلی ناسور ۱ از صحرا یافتن منبت یافتن
۱ (ن) ننگ و دو ۲ این معرب قسم است یعلی
رنهس و راهب —

عیسائی‌ان یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کرده، فوشت که سر بر سر کسیکه داشتیم * او را زدیم و ازین ملک برآوردیم، با نواب و بادشاه کارے نداریم، سبب این حرکت معلوم نمی شود که چیست و محرک سلسله فتنه و فساد کیست؟ اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم، حاجب بکشیدن این رنج بیفائده نیست، زگر استیصال ما بگفته نو کیسه گان انا فهم مقصود است، گذر نداریم ا: مزاج بزرگان حکم سیل تند دارد، بهر جانب که رو می آرد می آرد، ما خسانرا چه سرو سامان که سد راه تولدیم شد، طبیعت سرداران را بباد صرصر نسبت میکنند، ما که مشت خاکیم، چه ساز و برگ داریم، که راه بر توافیم گرفت - ما معامله فهمان حضور که بی بهره از شعور بودند، درشتن باه مکرے آنها را محمول بر بد دلی نمود، باصرار باعث کوچ شدند —

هر گاه تلاقی فریقین در ظاهر آن شهر دست بهم داد، فرنگیان بندوقها گرفته در آویختند، مغلان غیور بهرام بر خزانه آقا ریختند، نصرانیان قدم جرات پیش گذاشتند - عیسوی نام چیله نواب جسارتے ۹۹ کرد و جان داد، بادشاه چون تهاشائی‌ان ایستاده ماند، شکست افتاد - نواب که بطرفی از اطراف ۱۰۰ می جنگید توقف مصلحت ندیده، با معزودے راه صوبه پیش گرفت، مسافت بعید را بیک نیم روزه طے نموده،

* یعنی کوله کسیکه داشتیم + اے نو دولتان

† یعنی چاره نداریم Δ اے فامردی ☺ دلجوی

● (ن) شهر

بمقرر خود رسیدند. از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت برآوردند و روانه فرخ آباد شد —

اگر چه این عالم دارالجزا نیست، اما گاهی چنین هم اتفاق می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کیفر آن بود که بقاسم علی خان کرده بودند —

آنجا نصرانیان متصرف خیمه ها و آلات حرب و غیره گشته، پادشاه را با خود گرفتند و بآرمیدگی عازم این طرف شدند. در عرصه هشت هفت روز باو ده که دارالقرار شجاع الدوله باشد، آمده شکرانه این فتح که فوق تصور آنها بود، مجوز ازار احدی نگشتند. بعد از هفته پادشاه را دو لک روپیه ماهیانه کرده به آله آهای رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند ما را نایم و ملگ --

(سانحه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار او ملهار که احوال او فوشته آمد، بدعوی خون پدر، بر فحش الدوله رفته، به دلی چسبیده بود. خلقی از گرانی غله بجان آمد، قتل و قتال، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند. عمارالملک که در فکر کناره گردن بود، معه قاموس از قلعه بهرت پور برآمده، مردمان زاید را بفرخ آباد فرستاد و خود شریک جواهر سنگهه شد —

آخر از آمد آمد شاه که در این سال قاشاه آباد آمد و از تشویش سکهان به سر و پا برگشت، مسوده ها همه باطل شدند و آن جنگ بصلح انجامید. عمارالملک با ملهار، پیش عهد خان بلکش که ربط دوستی داشت رفت؛ و جواهر سنگهه

بهاگ خود آمده بکارهای دیگر پرداخت - سرداران عهد پدر .
 که بخاطرش نمی آوردند، بعضی را کشت و بعضی را مفید
 ساخت -

نواب عمادالملک باین سن یگانۀ عصراست، اوصاف و بسیار
 دارد، چنانچه پنج شش خط بخوبی می نویسد، شعر ریخته،
 فارسی، هر دو باسزه می گوید - بهال فقیر عنایتی بیش
 از بیش می کند؛ هرگاه بخدمت شریف او حاضر شده ام،
 خطی برداشته -

(سانه) تبیین مقال احوال شعاع الدوله آنکه بامید حمایت
 کسان که به فرخ آباد رحل اقامت افکنده بود، از آنها غیر
 شهادت و به مروتی ندید - ناچار باسلهار که احوال او سبق
 مذکور شد، طرح سلوک انداخته انبوهی گرد آورد، و بجنگ
 فرنگیان برد، چون مقابله فتنین شد، بدلیچها از طرفین
 انداختند، گرفتند، دسته های فوج دکن، برائے نهود جرأت
 خود، بروی توپخانه رفته نیزه بازی نهودند و دست خونریز
 کشودند - عیسائیان از سنکر باهستگی برآمده توپ اندازان
 بوضع در آمدند که چشم دکنیان ترسید و ترکی تمام گردید -
 آنچنان دست و پاگم کرده گریختند که کوئی درمیان
 نبودند - در دو سه روز بگوالیار که سه منزلی اکبرآباد،
 شهرست حاکم نشین و در تصرف آنها بود، رسیدند و حال
 شکستۀ خود را در چند روز درست کرده آماده جنگ

جواهر سنگهه شدند- آنجا دعوی شجاع الدوله قطع شد راضی بهرگ بود ، تن تنها پیش فرنگیان رفت - آنها رو ازو گرفتند دست از همه چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته به عظیم آباد رفتند —

هر گاه رفع حجاب شد ، باز خلعت وزارت پوشیده ، خلع العذار بدارالقرار خود که اوده باشد آمد و نشست -

<p>(سافحه) این جا دکنیان تیره روزگار با فوج بسیار بسوحد جواهر سنگهه آمده ، اکثر دیهات را تاختند و خراب ساختند - جواهر سنگهه که دلاور مقرریست ، از قاعجات برآمده هشت</p>	<p>دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار واؤ کا شکستہ دل ہوکر وفات پانا</p>
---	--

نه هزار سوار سكهان كه دران ايام دران ضاح آمده بودند ، نوكر كرده رفت و چهره شد † - هنگا-يكه جنگ بهم پیوست ، آن مدبران روباختند و ایشان باسر و نهیب پرداختند - چنانچه قریب پانصد كس با سردارے اسیر كرده آوردند و عرض سپاهگیری آن ها بر دند - چون ملهار رد رودارے بود ، شكست بر شكست خورد ، از فرط اندوه و غم سه چار منزل رفته مرد —

• یعنی ار و شرم كرده — + (ن) بادشاه و وزیر --

‡ ای مقابل —

دکلیوں اور جواہر سنگھ | بدھمین نزدیکی رگھناتھ راؤ کدسردار
 کی لشکر آرائی۔ شاہ | مقرری دکھنیاں است، بافوج کٹھر
 درانی کی آمد کی خبر | رسیدہ، بیکی از زمینداران آنطرت
 سنکر دشمنوں کا صلح | سرحد جواہر سنگھ چسپید و موجب
 کر کے بھاگ جانا | فتنہ آن ملک گردید۔ زمیندار مذکور
 | بایشان رفتگی داشت، نوشت کہ اگر

دکھنیاں مرا پایمال ساختند، یقین خاطر باشد کہ بھلک
 شہا ہم دست تصرف دراز خواهند کرد: آمدن بسرحد
 خود من از واجبات است و صرفہ من نیز درین است۔
 این جوان فراخ دامن با لشکر بے پایان رفتہ،
 این طرف چذبل کہ رود خانہ مشہور است، دایرہ کرد۔
 دکھنیاں دودلہ شدہ، طرح بکدلی انداختند۔ هنوز ہر دو
 لشکر محاذی بودند کہ خبر آمدن شاہ شایع گشت۔
 سران* دکن کہ از نام او آب می تاختند، جگر درباختہ
 رہگراے او طان خود گشتند و بشکستن قید اساری کہ در
 جنگ ملہار بگیری آمدہ بودند، صلح نمودند۔ این عزیز
 بعضی نہک بحرامان را کہ بادکھنیاں در ساختہ، چہا کہ
 نمی گفتند، گوشمال بواجبی دادہ باکموآباد آمد۔

راجہ از قلعجات، برائے ملاقات او رفت، مرا زیارت
 مشت خاک پدر و عم بزرگوار باین تقریر باز میسر آمد:
 ہمگی پانزدہ روز آنجا ماندہ عدان آن طرت بگر داند۔

این بار ہم شاہ درانی تا این طرف
ستلج کہ رود معروف است ، از
دست سکھان پا درخوا خرابیہا کشید
و برگشت —

شاہ درانی کا ستلج کے
اس طرف تک آنا اور
سکھوں کے ہاتھوں سے
تنگ آکر واپس جانا

(سانحہ) درین ولا جواہر سنگہ را
باراجہ مادھو سنگہ پسر جے سنگہ
برائے از امورات زمینداری
فاخوشی شد و رفتہ رفتہ بغز کشید.

جواہر سنگھ راجہ
مادھو راؤ میں تذازع
اور جنگ —

این جوان جرّی بخرابی ملک او کھر بستہ در ظاهر
بدہانہ ملاقات راجہ بجے سنگہ پسر بخت سنگہ کہ احوال
او رقمزدہ کلک سحر طراز گردیدہ ، بر پھکر کہ آبگیر
کلانیست ، غیرت بحیرہ * ، و ہنودان غسل آن جا را عبادت
مہدانہ ، رفت و در راہ اکثر قریات را بخاک برابر ساخت
بجے سنگہ اگرچہ جوان بد لیکن رائے صایدیے داشت ،
آمدہ بر خورد و واسطہ صلح شد عہد پیمان بمیان آمد
چون جواہر سنگہ برگشت ، سرداران راجہ مادھو سنگہ
نقص عہد نمودہ آمادہ پیکار شدند ، تا در پھر جنگ نیرو تغذک
ماند ، آخر راجپوتان جہالت کپش از اسپان فروہ آمدہ ،
دست بشمشیر ہا زدند ، پائے ثبات اثر از جا رفت .

* پہلے جوہل و تالاب (ن) رائے بہادر سنگہ
پسر کلان راجہ کہ جوان بجزاات و ہمت آشناست درین سفر
ابہ جواہر سنگہ بہ تقریب غسل آن آبگیر رفتہ بود چون
ازان جا برگشتہ

این جوان دلاور * داد جوانمردی داده ، این چنین بلائے صعب
را برچیده † چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست
افتاد آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و
رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید که از پرد
غیب چه ظهور میرسد —

<p>(سانحه) چون جواهر سنگه بقلعجات آمد و نشست ، فوج راجپوتان بغیرگی تھام دست تاراج بدیہات فواح دراز کردند ، و با ستظار ‡ دکھنیاں</p>	<p>راجہ مادھو راؤ کا بیمار ہو کر مرجانا اور لڑائی کا خاتمہ</p>
---	--

آبادیہا را خراب نمودند۔ درین ایام انبوهی از سکھان آنطرت آب
جون بود۔ رئیس این طرت بآنها مستظہر شدہ طرت گشت ، گشت
و خون بپیان آمد۔ عالمی تلف گشت ، آخر فوج حریف را از
ملک خود بدر کردہ ، سرداران سکھان را بر روئے آنها دوانید II
و رفتن خود مصلحت ندید۔ این قوم دغل بآنها در ساخت و
باین سردار بد باخت۔ هر گاہ بد عہدی این بے سرو پایان دید ،
کار بسیار بہ بے مزگی کشید۔ در ہمین حال اقبال یاورى کرد
کہ راجہ مادھو سنگہ بسبب بیماری کہ داشت در گذشت ۔
سرکردگان آن فوج ناچار سر بسر کردہ برگشتند و سکھان
بے تہ از ہمان راہ گذشتند —

* (ن) جواهر سنگہ و راے بہادر سنگہ † (ن) چہندند
‡ پھت کر می II (ن) کشید م صلح

<p>(سافہ عظیمہ) آنکہ درین نزدیکی جواهر سنگہ باکبر آباد رفت و از دست فاکسے بہ یک زخم شمشیر جہان فانی را پدرود نمود۔ ریاست بہ راؤ سنگہ رتن سنگہ برادر او</p>	<p>جواہر سنگہ کا قتل اُسکے بیٹے کی جانیشینی اور مارا جافا۔ کھیری سنگہ کا جانشین ہونا ابتوری اور خانہ جنگی</p>
--	---

رسید۔ این سیمہ کار مدام شراب میخورد و بر خلق خدا جفا
از حد می برد، چنانچہ در ریاست دہ ماہ باکس و فاکس
بد باخت، آخر مہوسے بزخم کارڈ کار او ساخت۔ سردارے
بنام پسر او کھیری سنگہ مقرر شد، اختیار بدست نوکران
اقتاد، کار ابتر شد۔

اکنون کار پردازان، نول سنگہ پسر چار سین سورج مل را
کہ در عرصہ نبود، بہ نیابت آن طفل برداشتمہ اند، اگر از آب
خوب بر می آید خوبست وگرنہ کار بسیار بے اسلوب است۔
وقتیکہ نفاق این قوم بہ طول کشید و نوبت کار پردازی ملک
بہ سفہا رسید، نول سنگہ و بوادر خورد رنجیت سنگہ کہ
قلعہ کھیر باو تعلق دارد، ہر دو بہجنگ ہر خواستند، قریب
پانزدہ شبانروز جنگ توپ و بان و تیرو تفتنگ درمیان ماند۔
چون قلعہ استحکام واقعی داشت، ناچار نول سنگہ بدر صلح
زد و گذاشت۔ ہر چند درمیان ہر دو برادر بظاہر صلح و صفا
شد، اما کینہ باطنی را چہ علاج؟۔ جیا رام کہ سر کردہ فوج
رنجیت سنگہ و مدارالمہام بود، در لشکر دہنیان، کہ در آن
ایام چار پنچ منزل آن طرف سی گشتند، رفت: سرداران را
ترغیب نمود، در ملک خود راہ داد۔ ہمیں ہا کہ حالا کلہ گوشہ

به آسمان می ساینند، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعه
 کھیر دایره کردند. آن قدر دل باخته بودند که از هر کس
 می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگد.
 اگر نول سنگه از جاے خود حرکت نمی کرد، کار او باین
 خرابی نمی کشید و دکھنیاں هم بطریق ضیافت چیزے گرفته
 میرفتند. چنانچه حرکت بجانب متھرا کرده بودند که هنگام
 شب نا آزموده کاران نول سنگه قریب گوردھن که آن هم معبد
 هندوانست، آمده پریشان جنگیدند. صد این جا و دو صد آنجا
 هزاری این جا و پانصدی آنجا از این جهت هر که هر جا بود،
 همان تنها بود، کسے بداد کسے نرسید، نسیم فتح و ظفر
 بر پرچم علمھای دکھنیاں وزید. اسپان و فیلان و شتران
 و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلعچیان آنطرف افتاد.
 بر چنین شکست هم نتوانستند که بقلعجات نول سنگه
 بچسپند، غنیمت شمرده از رود خانه جون گذشتند و میان
 دو آب را خیمه را ساختند. چون اقامت ایشان بامتداد کشید،
 فجیب الدوله از حزم بهرہ وافی داشت، با خود سنجید که این
 بلا بالا بالا نخواهد رفت، مبادا که آسیبے بشهر رسد، با پسر
 و برادر و فوجے که همراه بود، توکل کرده پیش سرداران
 آمد، تا جان در تن داشت نگذاشت که دکھنیاں رو بسوی
 شهر کنند. و قتیکه او از موض مزمنے که داشت، از میان رفت،
 سرداران بر امورے * از امورات سهل نا خوشی بضابطه خان

پسر او در میان آوردند - آخر الامر او واسوخته بسکرتال رفت،
ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند —

چون بد پردازی و ناسازی جاتان از حد گذشت و لطف
باهی و بود بالکلیه رفت، راجه ناگرم با بست هزار خانه *
که بسبب این مرد آباد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن
دولت این داشتند، برخاستن مقرر کرد، و اجازت از سرداران
آنجا خواست، که آن بے چشم و رویان که هنوز در کمین آزار
مردمان اند، بلیت و لعل گذرانیده، خواستند که در بنای
عزم این سر کرده خلل انداز شوند، و باهستگی دست تطاول
کشانید - هر گاه بیقین پیوست که اینها نمی گذارند، بلکه
سد راه می شوند، راجه نظر بر خدا کرد، آنچه لازمه
سرداریست، بکار برده، با هر دو پسر بجزأت تمام سوار شد
و بیرون قلعه آمده، چنان همت بامداد غربا گهاشت که ناموس
نفری هم آنجا نگذاشت - از لطف دادار بیهمال و بیهمی نیت
خوب در دو سه روز معه این قافله گران داخل کامان که شهر
سرحدی راجه پرتھی سنگھ پسر مادھو سنگھ است که
حالا رئیس او را قرار داده اند، گشت - ما تلخ کامان نیز
بسبب علاقه نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و
می بینم که آبخور⁺ چندی اینجا نگاه میدارد، یا جائے دیگر
می برد —

* (ن) مردم دهلی

⁺ بمعنی قسمت

(سانھہ) درین ایام مشہور است*
 کہ رایات اقبال بادشاہی، بغورخ آباد
 سایہ افکن گشت؛ راجہ مرا پیش
 حسام الدین خان کہ در مزاج بادشاہ
 تصرف داشت، فرستاد، رفتم و عہد
 راجہ سے شکر رنجی

و پیمان درست کردہ ام - این جا پسر خورد او کہ با من خوب
 نبود، از آن سبب کہ من با برادران کلانش ربط گونه داشتم،
 علی الزعم بہ پدر فہمائید کہ پیش دکھنیاں رفتن اولی است -
 چنانچہ بلشکر بادشاہ نہ رفتند و عازم شہر گشتند - ناچار من
 نیز معہ لواحقان خود برسوائے تمام با ایشان شدم؛ چون بشہر
 رسیدم، زن و فرزند را در سوائے عرب گذاشتہ، از ایشان
 برخاستم† —

در این ولا سندھیا کہ یکے از سرداران
 کلان دکھن است پیشوا رفتہ، بادشاہ
 را با خود آورد و داخل شہر کرد -

چندین برین فرستہ بود کہ سرداران باہم قرار دادند کہ
 بادشاہ را با خرد گرفتہ، بر ضابطہ خان پسر نجیب الدولہ
 مرحوم باید رفت - ہر چند بادشاہ تملل بہیمان آورد، فائدہ
 نکرد، باین تقریب من ہم† ہمزاد لشکر بادشاہ روانہ آنطرف

*(ن) شد

۱ (ن) بعد از دو سہ روز با راے بہادر سنگھہ بر خوردہ
 حقیقت حال ہمہ بیان نمودند - او با ما موافق مقدور خود در
 پرداخت احوال شکستہ تقصیرے نکرد —

† (ن) با راے بہادر سنگھہ

گشتم - رفتند و ضابطہ خان را بے جنگ گریزانیده، اسواں و اسباب و خانہ و ناموس او بتصرف در آوردند۔ بادشاہ را غیر از دو صد اسپان لاغر و چند خیمہ کهنہ نہ دادند۔ بادشاہ ازین حرکت بسیار بے مزہ ماند، اما چہ فائدہ کہ ناکہنیاں مغتر و این جا زر نہ زر؛ چون زور بآنها فرسید، تصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزہ این جا پرداختند و بسا عزیزان را ذلیل و خوار ساختند —

من * بگدائی برخاستہ بردر ہر سرکردہ لشکر شاہی رفتم، چون بسبب شعر، شہرت من بسیار بود، مردمان رعایت گوئہ بحال من مبذول داشتند۔

میر صاحب، لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس دانا اور مایوس ہونا

بارے بحال سگ و گربہ زندہ ماندم، و با وجیہ الدین خان، برادر خورد حسام الدولہ ملاقات نمودم آن مرد نظر بر شہرت من و اہلیت خود، قدرے قلبیہ معین کرد و دلدہی بسیار نہود —

القصہ چون بادشاہ از سر کشئی رئیسین دکن دل خوشی† فداشت، بے مرضی آنها روانہ شہر شدہ، داخل قلعہ گشت۔ ابن جا آمدہ نجف خان

بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑانا اور ناکام رہنا

کہ خود را در اشکر بادشاہی سپاہی می گرفت، بادشاہ را فاسنجیدہ و فاقہ میدہ برین پاہ آورد نہ محالات متعینہ جات را متصرف باید شد۔ آخر باصرار تہام اجازت ابن امر عظیم،

* (ن) ازین جہت راے بہادر سنگھ را نیز دستے نہاند —

† (ن) وجیہ الدولہ — (ن) دل پرے داشت —

جے مشورت حسام الدولہ کہ با سرداران دکن ربط قہام داشت ،
گرفته ده پانزدہ ہزار مردم مغلوک شہر و بیرونجات گرد
آورد و شروع در آن مہم نمودہ ، دوازدہ محالات نزدیک
شہر را متصرف شدہ طرط کلاہ بر شکست - چون کم سن و نا
دیدہ روزگار بود ، بگفتہ سفیہان نا مآل اندیش از جائے رفتہ ،
مستعد حرب دکھنیاں شد - آنها مشورہ کردند کہ هنوز بادشاہ
مانا بگداست ، باین زور و طاقت اوادۂ مقابلۂ ما کردہ است ،
اگر زور واقعی بہم خواہد رسانید ، کار بر ماتنگ خواہد کرد ،
بہتر آنست کہ دوآبہ کوچ بطرط شہر نہایم و فرصت ندادہ
کار او بسازیم - اگر در جنگ از میان بروں ، رقتہ باشد
وگرنہ سر جنبی زدہ انبویہ کذائی را پرا گندہ سازیم و خودش
را بحال فقیران نگاہ داریم ، کہ بنان و نمک معاش می کردہ
باشد و دست نگر ما باشد —

شہر کا سلامت رہنا | ہرگاہ این مشورہ قرار یافت ، ضابطہ
خانراہ بوعدۂ بخشی گری وسہارنپور
کہ از تصرف او بر آوردہ ببادشاہ دادہ بودند ، خوشدل ساختہ ،
رفیق نمودند - فوج جات را نیز برین منوال ہمراہ گرفتہ ،
از میان دوآب بتری ہائے قہام † برابر در عرصۂ یک ہفتہ ،
برابر فریدآباد آمدہ ، عبور دریا پایاب کردند - دوسہ روز
زود خوردی ماند - آخر روزی جنگ بہیان آمد ، از این طرط
ہم نجف خان دیلوچان و موسی مدک فرنگی کہ باغوالے

* (ن) پسر نجیب الدولہ — † اے بشوخمہائے —

† (ن) کہ نہ نوشتہ بہ اسمی —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ، ملحق این فوج
فلک زده گشته بودند ، پائے جلالت به میدان معرکه فشردند -
چون سیاهی فوج دکهنیان دیدند ، مغلان حرام توشه پشت
داد ، روسیاهی گزیدند - اجل رسیدگان چند کے جامہ هم سرتن
نداشتند ، مفت زخم هائے دامن دار برداشته ، بوادعی عدم
شتافتند - دستہ آن طرط میدان را خالی یافته بے محابه به شهر
در آمد - فیلان بادشاهی ویراق بسیاری را بر سر گریخته گان
گذاشته ، باخود برد - پریشانے چند که جمع شده بودند ، بیک
چشمک زدن از میان رفتند - تا یکپاس شب گذشته ، حسام الدین
خان بامعدودے چند در ریتی استاده ماند و باز برخاسته پیش
بادشاه رفت ، قریب نصف شب نجف خان نیز مظلومان چند
را بکشتن داده ، داخل حویلی خود شد - شهر کهنه که بسته
جسته آبادی داشت ، در این سانه از سر نو بغارت رفت ماغریبا
را حافظ حقیقی در حفظ خود نگهداشت ، صبح جراران این
طرت تاب مقاومت نداشتند که بهمیدان برآیند ، مورچال برابر
دیوار شهر پناه درست کرده ، بجنگ بادلچها آن روز
گذرانیدند - اقبال بادشاهی کار کرد ، وگرنه قلعه مبارک را هم
می پراپیدند - سلیقه جنگ و استعداد این طرت همان روز
معلوم شده بود که چون آمد آمد فوج دکهنیان شد ، هوش اکثرے
رفت و مردم توپ خانه برائے تیاری آلات حرب مثل توپ و
رهکله و جزایر افتاده و سرب و باروت و بان و غیره ، عرضی
بعضور اقدس کردند ، متصدیان صد روپیہ به میر آتش که از
برخ خنک تر است ، تندخواه کردند - هتیمت او و سلامت او اگر بینی

دانی که مردمان چلین می باشند - آنچنان در کنج خزی که تا جنگ در میان بود - اورا کسی ندید - آخر روز سوم حسام الدوله سوار شده رفت و صلح داخواه آنها کرده آمد - بارے شهر نو سلامت ماند ، کنون باشاء مختار * دکهنیان در پے بر آوردن نجف خان و مغلان حرام کوزه † اند ، به بینم که چنان صورت میگردن ، این ادبار زدگان چه طور از شهر برسی آیند و بکجا میروند —

القصة سندھیا کہ سردار سیو مین دکهنیان بود ، بطرت چه پور رفت - سرداران دیگر اراده آن طرت آب دارند ، غالب کہ از راه فرخ آباد بجهانسی بروند ، از آن جاسب آشوب ملک شجاع الدوله شوند —

(سافعد) چون زبان زد مردم شهر بود	مغلون کاشهر بدره و فو اور دکهنیوں پاس چلے جانا
کہ نجف خان وغیرہ سرداران و	
مغلان شورش پشت دعویٰ تنخواہ در	
سر دارند ، ہر گاہ دکهنیان کوچیدہ	

میروند ، این جم غفیر ‡ بر در بادشہ نشستہ ، متصدیان را تنگ کردہ زر طالب خود خواهند خواست - لہذا حسام الدولہ بدکنیان گفت کہ این ہا نمک بحرام و ہنگامہ پردازند ، بہر طوریکہ دانید ، ہمت بر اخراج ایشان بر گھارید - حالا حسب الاشارہ □ او سرداران جنوب در پے آند کہ آن قوم را از

* (ن) نواب موصوف
† بمعنی جماعت کثیر
□ (ن) الارشاد نواب مذکور
‡ (ن) سیدہ رو
○ (ن) کہ مختار بودند

شهر بر آرند، چنانچه قدغن است که مغلی در شهر نهاند -
 وقتی که این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قلعه
 رفته نشستند و مردم شهر را بند کردند - در ظاهر آن گروه
 بے شکوه تا لاهوری دروازه ملچارها بسته، آتش فتنه و فساد
 بر کردند و بباطن با دکنیان بالقوه رو کشی آنها نداشتند،
 در ساختند - چون از هنگامه آرائی کار پیش رفت و دیدند
 که در استادگی کشته خواهیم شد، ناچار مهیای بر آمدن شده،
 با جنوبیان عهد و پیمان نمودند - بعد از دو سه روز نجف خان
 و دیگر سرکردهائی مغلان با همه یاران خود در لشکر آنها
 رفته، اهل دکن که صاحب سلوک اند، و مراعات ظاهر را در
 هیچ وقت نمی گذارند، در عزت این ازدحام نافرجام تقصیر
 نکردند - اما آن عزت که در نوکری پادشاه بود، معلوم - در
 چند روز این جماعت بے حقیقت پراکنده می شود، هر کس
 بطرفی خواهد رفت - و همین مشهور است که بالفعل دکنیان
 این همتی معجوعی را تا اکبر آباد باخود می برند و
 از آنجا اجازت خواهند داد که هر کس هر جا که خواسته
 باشد برود -

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد، قریب
 است که بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با
 دو سه معرر در قلعه مبارک بے تشویش آیند و رونده
 تشریف دارند - اگر روزی صد بار بر کنگره کنگره حصار جهت
 سیر بر آیند، کیست که حجاب او مانع شود، و گر به بازار
 پیاده یا بر ایند حاجب کو که دور باشی نهاید - اسلوب چنین

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصیرا زننه و سپاهی
پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسے راه خود گیرد، شهر
روفق بسیار پذیرد -

<p>(سافعه) تازه آنکه چون جنوبیان نجف خان را همراه گرفته، رو بآن روے آب آوردند، وزیر حال از صوبه خود باستظهار نصرانیان یاغار کرده،</p>	<p>بادشاه کا حسام الدین خان کا غلوں کے حوالہ کر دینا</p>
---	--

به فرخ آباد رسید، و روکش گردید - چون سرداران جنوب
خون را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند، قریب سه ماه
به قیل و قال گذرانده، خواهان صلح شدند - چون وزیر هم
دلاور مقررے بود، غنیمت دانسته، قبول این معنی نمود -
آخر الامر نجف خان را مختار کار حضور کرده روانه صوبه خود
شد - دکهانیان و شرقیان هم جزاب و سوال خود باو سپرده
به مکان های متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید،
رنگ از روے حسام الدوله پرید، دو سه روز درخانه نشست،
بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشتد، کاغذ حساب چند ساله
خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجدالدوله
عبدالاحد خان پسر عبدالعجید خان مغفور که از کار پردازان
مقررے پادشاهے بود، از تغیر راجه ناگرم، خلعت دیوانی
خالصه پوشید و بکار پادشاهی پرداخت - آخر کار بادشاه
حسام الدین خان را که مختارالهلک بود، مجبور ساخته بابت

زیر پادشاهی و تلخوای مغلان بموضع هشت صد لک روپیہ حوالہ
 فتح خان درانی وغیرہ نمود، او را از قلعہ بخانہ خود برد۔
 حالا مغلان مختار اند خواہ بکشند و خواہ بگذارند :
 این شامت اعمال قیامت بسر آورد

(سائعه) عبدالاحد خان کہ دیوان
 خالصہ شدہ بود، و در مزاج بادشاہ
 دخل تہامی کرد، مختار گشت، و ہرچہ
 می خواست، میکرد؛ کسے را یارے
 دم زدن نبود فوج پادشاهی باحال تباہ

نجف خان کا بادشاہ
 کی رائے سے جاتوں پر
 حملہ کرنا اور کامیاب
 ہونا

بادشاہ بیدستگاہ، بر سایر شہر و چند دہ گذران معلوم،
 جات کہ عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاہ حضرت خواجہ
 قطب الدین بختار کاکلی کہ از شہر سہ چہار کروہ است،
 متصرف بود۔ نجف خان پیش بادشاہ عرض می کرد کہ
 حضرت زندگانی باین قسم ظاہر است، اگر این ملکہ کہ
 در تصرف جات است بدست بیابد، نصف دل خوش بسر
 می توان کرد۔ بادشاہ می گفت ”مگر خواب می بینید،
 سخن کہ از دهن خود زیادہ باشد، چرا باید گفت۔“
 او می گفت ”گر چنین اتفاق شود، حضرت مرا چہ میدهند۔“
 بادشاہ گفت ”سوم حصہ از ملک من بگیرم، باقی بخش
 شماست۔“ چون ادبار آن قوم نزدیک شد، روزے فوج آنها
 بمیدان کرہی کہ قریب درگاہ خواجہ مسطور علیہ الرحمہ
 است، آمد و آغاز شوخی کرد، نجف خان با سردمی کہ

عراقی هم نداشتند، حرکت مذبوحی کرده، بروی آنها دوید -
 آنها که مغرور بودند، بخاطر نیاورده زود برپا نمودند -
 چون جنگ بهمیان آمد صورتی که متصور نبود، جلو گرفتند -
 یعنی تا شام آن جنگ زدند، مردمان پادشاه شب بزراعت
 خام معاش کرده هم آن جا اقامت انداختند و کوس شادی
 نواختند - صبح آن قدم پیش گذاشته، به بلم گده که حصار
 مضبوط آنها بود، بفاصله دوازده کرده از شهر رفته چسپیدند -
 چند روز جنگ توپ و رهکله درمیان ماند، سردار آنجا
 گفت از گرفتن حصار جنگ جاتان تمام نمی شود، بیشتر
 بروید، جنگی که با سردارانست، آن جنگ را بزنید، این حصار
 را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد - نجف خان باین
 سن کم سردار سخن شنو بود، دست از آن حصار برداشته،
 همان سردار را آنجا گذاشته اراده بیشتر نمود - چون قریب
 هوزل که قصبه متصرفه جاتان بود، رسید، کار بدشواری
 کشید - یعنی فوج سنگین از آن طرف آمده، بر رو استاد،
 کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاتان که نول سنگه نام داشت،
 بالشکر گران و توپخانه بسیار آمد و چهره شد * هنگامه
 جنگ گردید، فلک جامه هائی بسا کس بخون کشید + رفته
 رفته زمین به تنگی گرائید، پرخاش به عراق کوتاه آنجا میزد
 مردمان پادشاهی، از کثرت فاقها تباهی، دست از جانها
 برداشته، پائے ثبات افشردند، و سخت خوردند، و مردند -

چون فتح باد بار آن قوم بود . سرداران پیاده شده کار
 را پیش بردند - آن فوج گران هزیمت خورده برگشت -
 سهرورد نام فرنگی که توپ و رهکله آن طرت بجزأت تمام
 دیوی ایستاده ماند ، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد ؛ نجف
 حان که این کار بزرگ بسررداری او سرانجام یافت ، کلاه
 کج کرد - هر که این ماجرا شنید ، خیل متعجب گردید -
 سردار جاثان بعصار خود رفت و بر بستر افتاد - این جا
 بر نجف خان مردم بسیار گرد آمدند ، رئیس کلانے شد -
 چون زر پیش خود نداشت ، مردمان را بزبان نگاهداشته ؛
 هر کس که می آمد ، نوکر میشد - در چند روز لشکر حکم
 دریائے به کران پیدا کرد - اگرچه کنار خشک داشت ،
 اما بتر زبانی کار خود می کرد - چون دید که بسخن هائے
 دروغ فوج نمی ماند ، جگر کرد و سرداران را به محاللات
 حات فرستادن آغاز کرد - آخر این نقش درست بنشست ،
 خودش رفته بعصار دیک که از آن جا دوازده کروه ، بود
 چسپید - سردار آن طرت که بیمار بود ، قضارا در گزشت ،
 آنها رنجیت پسر چهارم سورج سل را برداشته ، همت بر جنگ
 گماشتند - داروغه توپخانه آن قلعه بسراران این طرت سازشے
 کرده ، راه درآمد ، حصار نشان داد ، مردمان یورش نموده
 در آمدند ، و بغارت شهر منتفع شدند - هر کم بغل دو بغل
 تاس بادله آورد ، اسباب بسیار و توپخانه بیشمار ، بدست

نجف خان هم آمد - قلعه‌چیان این فوج مالدار شدند ، بعد غارت هفت هشت روز ، آن قلعه را حواله سردارے کرد ، قدم پیش کشاد - کهمیر که حصار دیگرش بود ، قصد آنجا نمود ، رنجیت که سردار آن قوم شده بود ، آن قلعه را خالی گذاشته ، و آلات جنگ یکشاخ * افکنده ، به بهرت پور که حصار محکم‌یست ، رفت - ایشان متصرف این شهر نیز شدند و مال بسیارے بدست سپاهیان آمد - ناچار جاتان پیغام صلح دادند و کشوری که مادر رنجیت باشد ، و از شعور بهره داشت ، آمد و آشتی خواست - نجف خان بهرت پور را باینها داده و کار بر وقت دیگر گذاشته ، باکبرآباد که دارالسلطنت مقرر یست و جاتان متصرف بودند ، رفته ، مهیای جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود ، در اندک فرصت نقب داده بدست آورد - سرداریکه از طرف جاتان دران تهن داشت ، بوعده و وعید بدر کرد - با سردمان آنجا سر کرد † و تمام آن صوبه را متصرف گشت - بهر که میخواست ، محلات آنجا تنخواه می کرد ، در چندے مالک تمام آن ملک شد - راجها و زمینداران همه سر حساب شدند - اگر جاتان حرکت مذبوحی می کردند ، بیک سیلی زدن ناز روے اینطورت نمی آوردند -

حسب وعده نجف خان	هر گاه نجف خان مالک این همه
بادشاه ملک کا	ملک شد و کار او بالا گرفت و در
تیسرا حصہ دینے پر	حضور عبدالاحد خان لکد برابر زد † ،
مجبور ہوا	یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت -
	بادشاه از نجف خان ، موافق وعده

* اے یکطرف † اے سلوک کرد ‡ فخر کردن و سر بفلک رسانیدن

سوال سوم حصہ ملک نمود، او در حضور آمدہ گفت کہ این ہمہ فوج کہ بامن است ملک تنخواہ مردمان کردہ دادہ ام، حضرت زر سوم حصہ ملک از من می گرفتہ باشند۔ بادشاہ از زبان زیر زبان *داشتن او اطمینان نداشت، گفت :- این قدر ملک باید گذاشت، کش زدن + مردانہ او پیش زور آوری عبدالاحد خان پیش رفت نشد، ناچار محالات سوم حصہ ملک بطور مختار جدا کردہ داد، و خلعت میر بخشگیری عطا شد، امیرالامرا شد۔ بعد از چندے از حضور رخصت خواستہ، باکرآباد رفت —

عبدالاحد خان سکھوں سے	این جا عبدالاحد خان سکھان را از
مل کو راجہ پتیالہ پر	خود کردہ، ہر چہ بالقوہ داشت،
حملہ کرتا ہے اور پھر	بآنها داد۔ باعتبار آن جم غفیر
صلح کر لیتا ہے	بادشاہزادہ فرخندہ اختر را گرفتہ
	براجہ پتیالہ لشکر کشید۔ نہ دلش

این کہ اگر اتفاق شود، سکھان را بروے نجف خان باید روانید۔ آن طوط میرفت، و خیال این طوط داشت۔ رقتہ رقتہ کار بانجا کشید کہ مردم بسیاری از لشکر امیرالامرا جدا شدہ، ملازم مختار گردیدند۔ چون ملک دار نمود، و تدبیر ریاست خوب نمیدانست، کارها را نا تمام میگذاشت۔ چندے بسر کرد و بمشورت سکھان با راجہ سربسر کرد +۔ زریکہ داشت، بخروج آمد، چیزے از بادشاہ خواست۔ شاہ از طلب کردن زر بے مزہ شد

* اے از وعدہ ہائے دروغ او۔
- دست درگدن حریف انداختہ آویختن۔
+ اے صلح کرد۔

و نوشت کہ بہر طوریکہ باشد، آنجا باشد، من زور ندارم۔
 نواب شجاع الدولہ تنہا | (سانحہ) وزیر اعظم امیر معظم نواب
 فرنگیوں کے پاس جاتا ہے | شجاع الدولہ کہ سر بفلک داشت،
 اور وہ از روے مروت | بجنگ حافظ رحمت روہیلہ کہ باو
 کڑہ و الہ آباد واپس | دم ہمسری میزد و خصومت می کرد،
 دے دیتے ہیں | برآمد۔ حریف از راہ خصومت،

بفرنگیان می فرشت۔ وزیر کہ این ہمہ فوج نگہ می دارد،
 سر بر سر شما دارد۔ چنانچہ گورنر بہادر کہ صاحب است
 بارادہ پرخاص پیشتر آمدہ بود، نواب وزیر کہ مراعات این
 قوم، غالب بیش از بیش می نمود، تنہا پیش آنها رفت و گفت
 من پاس شما می کنم و از کسی دیگر فروتنی نخواہم کشید۔
 درین ہر چہ خواستہ باشد، بشود۔ یا مرا ہمارا بہ کاکتہ
 ببرند، یا ملک را بطور من گذارند۔ فرنگیان سکوک وزیر
 دیدہ دست از ہمہ چیز کشیدہ، کڑہ و الہ آباد را ہم حوالہ
 کردہ، رفتند۔ سپہر کاسد باز، چرخ زدن آغاز کرد و زمانہ
 دیگر گشت۔

شجاع الدولہ انگریزوں | ہر گاہ وزیر از آنجا برگشت اکثرے
 کی مدد سے روہیلوں | از فرنگیان مقدمہ الجیش وزیر شدہ،
 پر حملہ کرتا ہے اور | جنگ را بطور خود مقرر کردند
 فتح پاتا ہے | و چون چشم روہیاء ہا ازین لشکران
 کہ حکم دریائے بیکران داشت،

ترسیدہ بود، ضابطہ خان و سرداران چند بہ جمعیت دہ دواؤدہ

هزار کس الف بر زمین کشیده* اظهار این معنی نمودند که ما مردم دولت خواهانیم، سرتابی نمی توانیم کرد. وزیر اعظم نظر بر فضل نامتناهی الهی گفت که پس پشت فوج استاده باشند، اگر چه بعضی از سرکرده ها گفتند که این قوم غدار است رو نبید داد، مبادا در وقت جنگ موجب تشویش شوند، و چون وزیر جگر دار واقعی بود، پشت چشمی نازک کرده گفت که "زور اینها را در نظر دارم، به یک تگ تگ بابخاک در آرم -

صاحبزاده آصف الدوله بهادر که حالا دژبر اعظم است، در تردد کارزار، سر گرم بسیار، بهر طرف که رومی آورد، گرد می انگیزت، زنجیره توپ خانه بزور تیغ می گسیخت - و قتیکه هنگام جنگ گرم ترشد، حریف که غرق آهن بود، از مرم نرم ترشد. گوله ها به این بسیاری می رسیدند که بسیاری را بخاک و خون می کشیدند - چون زمین تنگ شد، حریف دید که گذر و گریز نیست، ناچار جگر از سنگ کوده، در میدان باستان و دل از جهان برداشته، تن بهردن داد - زود بر روی بهمان آمده، انبوه آن طرف بهان آمد، هوش از سر دلوران پرید، گوله بسینه اش رسید، صغوفها درهم خوردند، سر دشمن چون گوئی بردند - هرگاه در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند و وهیله ها زبان به تصدیق کشودند، که هر عمل را جزای، و هر کرده را سزائی است - چون یقین شد که او کشته افتاد، شکرانه این فتح وزیر سر بسجده نهاد - لشکرش

بغارت رفت و فاموس بگیر آمد* ، ملک سیر حاصل او همه در
تصرت وزیر آمد -

نصف خان که در این جنگ از اکبر آباد آمده ، ملحق لشکر
وزیر شده بود ، رخصت شده باز باکر آباد رفت -

میر صاحب کی خانه نشین	فقیر در آن ایام خانه نشین بود ، بادشاه انحر تکلیف کرد ، نرفتم . ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکت خان
--------------------------	---

که صوبه دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان معتبار است ،
مرعات گونه بکار می برد ، گاه گاه بار ملاقات می شد ، گاه
بادشاه هم چیزه به چیزه می فرستاد :

مصرعه گاه گاه می گویم

کار دنیا ئی من همین قدر است

وفات شجاع الدوله	بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ، امیر معظم ، بشکوه تمام ، داخل صوبه *
------------------	--

شد - چون چشم سپهر بدنبال + اهل روزگار می باشد ، گوئی
که چشمه + باین انبوه پر شکوه رسید - یعنی دستور جگر دار ،
کلان کار ، بسبب آب گردش Δ بیماری بهمرسانید که تدارکش
دشوار به نظر می آمد - هر چند اطبا و فرنگیان بمعالجه سعی
نمودند ، اما فایده مترتب نشد - از هشیار سری چون دید که
بیماری بطول کشید ، خاف الصدق نصف الدوله بهادر را که

* اے بقید آمد + دریغ خرابی کسے شدن

+ چشم رسیدن - به بلائے عین الکمال گرفتار شدن

Δ یعنی تفرات آب و هوا

شایستہ کار و جرار و عالم مدار و مدوارہ فیض و احسان است،
بر مسند وزارت نشاندہ، و از جهان فانی داسن افشاند۔ در
ماقم آن امیر بزرگ عالمی سیاه پوش گردید، عجب سانحہ
بظہور رسید اگر ہزار سال چرخ چرخ میزند، تا این چنین جوان
سردارے ہمہ تن جرأت، سراپا مروت، بہم می رسد —

وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خان کی نیابت	بعد از چندے مختار الدولہ کہ اختیار کاروبار وزارت و صوبہ داری داشت، زمانہ اش فرصت نداد و نگذاشت،
---	---

از دست خواجہ سرائے بسنت نام کشتہ افتاد، و سر بوادئی
عدم نہاد۔ نویت نیابت بہ حسن رضا خان سرفراز الدولہ بہادر
رسید۔ و این سرداریست با تمکین، متواضع، متصف بہ حسن
خلق، صفت کرم، بر صفت ہائے حمیدہ اش غالب، دلجوئی
وضیع و شریف را بہ حسن سلوک طالب، الطاف ہمیش مراجعہ
اکثرے را در می یابد، خداش سلامت دارد۔

(سانحہ) بادشاہ از طلب کردن زر مختار بے مزہ شدہ، بہ نجف خان ذوالفقار الدولہ نوشت کہ خود را بہر طور یکہ داند، اینجا رساند او بایہائے بادشاہ شیرافہ و دلیرانہ روانہ حضور	بادشاہ کی طلبی پر نجف خان کا آنا اور عبدالاحد خان کا گرفتار کونا اور اس کا مرض سل میں مبتلا ہونا
---	--

گردید۔ از اجتماع ابن خبر کہ امیرالامرا می آید، سرکن پرکن،
با بنوہ، کچان معہ بادشاہ زادہ عبدالاحد خان باہو سوار شدہ،†

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت و در قلعه بندوبست کرده نشست - شوره برخاست که ذوالفقارالقولہ آمد، بادشاہ ہمین مختار را برائے پذیرا شدن * گفت، بتزک تمام رفت و ملاقات کرد - وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند، نجف خان عبدالاحد خان را دو رو منافق دانسته، بزبان داشته، تا دروازه قلعه بنرمی تمام آمد - ازین جا اشارتے بہ مردمان خود کرد کہ توپ رھکلہ و فوج من بلا تھاشا اندرون قلعه بروند و جا بجای ایستادہ شوند - ہر چند تفاوت میان ہر دو یک پشت کارن بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت، اما نظر بر بندگی بادشاہ کہ این ہم بندہ است، مرضی بادشاہ را اول دریافت کنم، بعد ازان ہرچہ خواہد شد - خواہد شد چون با ین ہنگامہ پیش بادشاہ آمد، و ملازمت گردید، آقا دل پری دارد، می خواہد کہ این را نگذارد - از آن جا برگشتہ در میان بازار ایستاد و عرضی فرستاد کہ من از لحاظ حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عبدالاحد خان را باخود نبرم، نخواہم رفت - بادشاہ در ظاہر گفت و شنود ہمیان آورد، و بہاطن گفت کہ بہر طوریکہ باشد این را باید برد - چون مردمان مختار مجبور شدہ رقتہ بودند و سکھان یکسو شدند - ناچار قول و قسم ہمیان آوردہ کہ نجف خان بامن بد نکند و خواہان عزت من نہاشد - بادشاہ گفت : من ضامن شہا، بے اندیشہ بروید - چون چارہ ندید و زمانہ را بطور دیگر یافت، آخر روز بر یک فیل سوار شدہ از

قلعه بر آمد - امیرالاسرا که در بازار انتظار می کشید ،
 خود ، هم سوار شده ، فیل امین را برابر فیل خود کرده بخانه
 برد و آن جا نگهداشت - چند روز به ایت و لعل گذرانید
 که امروز پیش بادشاه میروم ، فردا می بوم ، بعد ازان گفته
 که آن جا رفته چه خواهند کرد ، بهتر اینست که پیش
 من باشند - لیکن بر مال و اسوال او دست انداز نشد -
 بیست روپیه روز از خانه خود کرده و چند خدمتگار پیش او
 گذاشته ، خود باسورات ملکی و مالی حضور مشغول شد -
 رفته رفته کار بجای کشید که سر بفلک رسانید - بسبب
 مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مجرا بدست نمی
 آمد - روزی که بحضور می آمد ، در بار می شد ، و گرفته
 بادشاه باچند مصاحب بسر می کرد - چون جوان بود و
 شاهجهان آباد طلسم خانه یاران بعیش عشرتش مایل کردند ،
 باستعمال منهیات و تماشائی زنان ، چنان پرداخت که قوت
 از بدن زایل شد ، آخر بهرض سل گرفتار شد - اطبا کوشش
 بسیاری در علاج او بکار بردند اما فایده قرتب نشد -
 چون مایوس شد ، بهسرت می گفت که :- من هیچ نمی
 خواهم ، جز این قدر که زنده بهانم - در بیجاری او زمانه
 رنگ دیگر گرفت -

آصف الدوله کا میر صاحب کو طلب کرنا فقیر کہ خانہ نشین بود ، حواست کہ از شهر بدر زند ، از جهت بے اسبابی حرکت متعذر بود - برائے	
--	--

نگهداشتن عزت من ، در خاطر نواب وزیرالممالک آصف الدوله

بہادر آصف الہلک گذشت کہ میر پیش منی نیاید - بطلمس
 نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن الدولہ و برادر خورد
 نواب اسحاق خان نجم الدولہ کہ خالوے وزیر اعظم
 منی شوند ، نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود
 گفتند ” اگر نواب صاحب از راہ عنایت ، جہت زادراہ
 چیزے عنایت نہایند ، میر البتہ بیاید - اشارتے رفت کہ
 چنین باشد ایشان چیزے از سرکار گرفتہ ، خطے بمن بنوشتند
 کہ ”نواب والا جناب شہارا منی خواہد ، باید کہ بہر طوریکہ
 دانہد ، خود را از این جابر ساند “ - من کہ دل برداشتہ فشستہ
 بردم ، بمجرد دیدن خط برخاستم و روانہ لکھنؤ شدم -
 چون ارادہ الہی متعلق بود ، بے یار و یاور و بے قافلہ و
 رہبر ، در چند روز از راہ فرخ آباد ، گذر افتاد —

- مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود ، ہر چند خواست
 کہ چندے پیش من بہانند ، دل من آن جا آب نخورد -
 بعد از یک دو روز روانہ گردیدہ بمنزل مقصود رسیدم -
 اہل دخانہ سالار جنگ رفتم ، ایشان را خدا سلامت دارد ،
 عزت بسیاری نمودند - و آن چہ منی بایست بجناب بندگان
 عالی گفتہ فرستادند —

پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب	نواب آصف الدولہ سے ملاقات
عالی جناب ، بتقریب جنگا نیدن	
خروس ، تشریف آوردند ، منکہ آن جا	

بودم ، ملازمت حاصل نمودم - از فراست دریافتہ فرمودند
 کہ میر محمد تقی است ! بعنایت تہام بغل گیر شدہ ، باخود

در نشیمنه * بردند ، و شعر هائے خود مخاطب نموده خواندند۔
 گفتیم ” سبحان الله کلام الملوک ملک الکلام “۔ از فرط مهربانی
 مکلف من هم گردیدند ، آذرو ز چند شعر غزل التماس نمودم۔
 وقت برخاستن فواب ، سالار جنگ گفتند که ” حالا میر
 حسب الطلب آمده است ، بندگان عالی مختار اند ، جائے برای
 ایشان نمایند و هر وقتیکه خواسته باشد ، طلب داشته صحبت
 دارند “۔ فرمودند ” من چیزے معین کرده ، پیش صاحب
 می فرستم “۔ بعد از دو سه روز یاد فرمودند ۔ حاضر شدم ، و
 قصیده که در مدح گفته بودم ، خواندم ۔ شنیدند و بلطف تہامم
 در سالک بندگان منسلک گردانیدند و عنایت و مهربانی بحال
 من مبذول دارند —

دلی میں نجف خان کا انتقال اور مرزا شفیح کی وزارت	بعد از آمدن من این طرت آنجا که نجف خان بر بستر افتاده بود ، فوت کرد ۔ کاروبار حضور در همی پذیرفت ، غلامان او مثل نجف قلی
--	---

خان ، و افراسیاب خان و دیگر سرداران ، هر کسے بطرت
 خود کشید ۔ چندے کشاکش درمیان ماند ، آخر مرزا شفیح که
 از برادران او بهد ، برای تنبیه سکهان فوج کشی می کرد ،
 بشارت حضور حاضر شد و عبدالاحد خان را عہوی خود
 قرار داده ، از قید رها کرد ۔ و دیوانی خالصہ دہانید ، و خود
 بر مسند ریاست نشست —

(سانحه) چون سفاک و جرار بود ، هر یکے ازو خطر مند

می ماند. از سرکشی غلامان نجف خان بے مژه شد، در شهر طرح جنگ انداخت، و نجف قلی خان را اسیر ساخت. افراسیاب خان آمده، در ظاهر به سرزای مذکور پیوست. چون دولت این بابا مستعجل بود، چند روز نکشید که "لطافت" خواجه سرائیکه از طرف وزیر الممالک بحضور می بود، و فی الجمله روزی همداشت و فرنگی از اقربای سمرقند فرنگی باهم ساخته هیچگاه او را یافتند درد از بر نافتند. بادشاه را نیز فهمانیدند که این عزیز بے تمیز است. چون آه او پختند، و او هم خبر شد، یک آه پختن صبر نکرد از شهر بدر زد، و عبدالاحد خان را با خود برد. با خبردار شدند، خبر او نیافتند. بادشه شقه ها به مردمان شهر و اطراف نوشت که هر جا که بیابند، نگذارند، و بحضور بیارند. نوشته بسر دار. بلم کهز نیز رسید. اتفاقاً این آنجا رفته فرود آمده بود، سردارے آن قلعه نوشته را نمود، مضطرب گردید. عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راه گریز اختیار کرد. یک منزل دو منزل پیش رفته، متوقف گشت. در اکبر آباد که احمد بیگ همدانی تسلط داشت، باو عهد و پیمان درست نمود، بجنگ یاران حضور مستعد ساخت. او با بست هزار کس همراه او شده روانه گشت. این جا فرنگی و خواجه سرا و دیگر اعز بادشاه را از شهر بر آورد، خیمه برلب دریا استاده کردند. غافل از ریسمان + تابیدن او که تا قتل

همراه است، بطمنطنه تهاام قریب رسیدند- بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سرای و فرنگی را برای آوردن او پیش فرستاد- آنها دویدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند- بادشاه بجرأت تهاام خود را نگهداشت، زور آنها نیز پیش نرفت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را به وعده و وعید از خود ساختند- هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را درمیان داد، قول قسم بکار بردند، و اظهار رسوخ و بندگی نمود، از خیمه بقلعه آوردند- نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند- با همدانی که سرزا شفیع وعده و وعید داشت، هیچ نداد- او چند توپ و رهکله گرفته، روانه اکبرآباد گودید- این جا بعد چند روز افراسیاب خان به معالات خود رفت و سرزای مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، او را بدست آورد- پیش بیگم که همشیره نجف خان است، فرستاد و عبدالاحد خان از خانه خود آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد- بیگم مسطور شفیع شده، نجف قلی خان را و رها نید- و بجائے داد وردانه ساخت- رفته رفته تسلط سرزا شفیع خوب شد- بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیري گشت- چون همه ها ازو دلجمعی نداشتند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که سرزا برای دلدهی همدانی بهخیمه او بیایم، آوردند و بعد از او را کشتند- بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید- همدانی باز

ہمکنہاے خود رفت۔ ایشان در حضور امیرالامرا شدہ، بکار
بادشاہی مختار گشتند —

<p>(سانحہ) این جا وزیر اعظم، امیر مکرم، برائے پذیرہ شدن گذور فر بہادر، کہ از کلکتہ حسب الارشاد می آمد، و غالب این تہام ملک او بود، روانہ</p>	<p>گورنر کا لکھنؤ آنا، اس کا استقبال اور مہمانداری</p>
--	--

شدند۔ گرد فوج تا آسمان می رسید، این سفر تا الہ آباد
کشید۔ از آمد آمد صاحب مسطور، سرداران این ضلعہ ہمہ سر
حساب شدہ، مہدائے دیدن او شدند۔ یک منزل پیشتر، بانواب
گردون جناب، ملاقات شد۔ از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل
سکونت است، آوردند۔ و در ہر منزل ضیافتی جدائے اتفاق می
افتاد، و خیمہ ہائے نو و طعاسہائی خوب، و اسپان ترکی،
و تازی، و فیلان کوہ پیکر، کشتی ہائے پوشاک و جواہر،
بیش بہا، و شربتہائے خوشگوار، میوہ جات لاتحصی، تحفہ ہائے
فخر این جا، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی، و کمانہائے چاچی۔
ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند۔
فرہ بوقلمون ہر روز، در گوشہایش، طلایہ لعلخہ سوز،
اطرات مکان گلاب پاشیدہ، بستر خواب مالیدہ، لباس بوئے
خوش برداشتہ، فروہ مخمل پانگذاشتہ، دیوار ہاے سیم
گل کردہ، ایوانہائے مرتب بخچی و پردہ، بہار عنبر، طرفہ
بساطے گستردہ، مکان گرد از بہار بند بردہ + پستہ و بادام

بو داد * ، نقل فرنگی برائے تنقل نهاد ، شبها رقص زنان
 پری و هن ، نے نے از حوران بهشتی هم دلکش ، گلدانهای شیشه و
 چینی بسلیقه چیده ، طاقها پر از میوه های رسیده ، رقص
 فرنگچی ، تماشائے خوشی ، خانه جائے خوشی ، هوائی خوشی ،
 شام سیم بندی کرده + ، آتش بازی می آوردند - ستاره و
 هوائی سر بفلک میزدند ؛ تماشائے چراغان دل از دست
 ربودے ، مهتابی شب را روزی نمودی ، سائبان زر بفت بدین
 خوبی کشیده که دیده خورشید مثل اوندیدد - امیران سر گرم
 پاسداری ، راجه ها در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران
 سربوط ، جوانان مضبوط ، در هر خانه داریست خوب ، ظل
 مهدود و ماء مسکوب ، فرگسدانها برابر جلو پرداز ، چون
 باغ بنظر ‡ برت به از سیم مذاب § خوب بر آمد - از آب گلهاے
 فالوده الوان شربت آن شیر ، جان ، اقسام نان در وقت طعام نان ،
 بادام ، بنزاکت تمام ، شیرمال باقرخانی بر خورشید گرم
 نواخانی ● - ، نان جوان به آن گرمی و خوبی بود ، که پیر از
 حورد آن پیر افشانی می نمودند - نان ورقی چنان که اگر
 صفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی که ذایقه از درکش
 معطوظ تر شود ، انواع قلیه و دو پیاز ، درمیان نهاد ،
 نان مهمانان همه بروغن افتاده ، اقسام کباب بردستار خوان

* بریان کرده + یعنی چراغان کرده ‡ به علی پائین باغ —

§ گذاخته — ● کنایه کردن —

دل در پیری کار جوانان کردن —

کشیدہ، کباب گل* بخوبی و تازگی رسیدہ۔ کباب خوش نمک
 ہندی دلہارا از دست می برد۔ کباب قندھاری + امزجہ سوئے
 خود می آورد، کباب سنگ+ از سختی کشیدگان راہ کوفت زایل
 می کرد، کباب ورق عجب فسخۂ برشتہ بود کہ طبایع را
 مایل می کرد، کباب ہائے متعارف ہمہ با مزہ و با نمک۔
 قابادہ دہ گذاشتہ، پیش یک یک پلاوا انواع و آشہا اقسام،
 عجب آتش در کاسۂ سبحان ذی الجود والا کرام —

مہمانے باین وفور، میزبانے همچو دستور، مہمانے باین
 شوکت، میزبانے باین دوات، مہمانے باین حسن اخلاق، میزبانے
 باین ریاست آفاق، مہمانے باین خوبی و خوش معاشی،
 میزبانے چون خورشید بہ این زر پاشی۔ مہمانے باین عقل کامل
 میزبانے باین لطف شامل، چشم روزگار ندیدہ، و گوش عقلا
 نشنیدہ۔ بدین گونہ روز و شب تالش ماہ گفت و شنود، و باہم
 معاش و مشورت و صحبت بود —

ہر گاہ این خبر بحضور رسید، ہریکی از امرا یان آنجا بفکر خویش افتاد، عبدالاحد خان کسان را اینجا فرستاد	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا
--	---

با فرنگیان ساخت۔ افراسیاب خان وغیرہ را گمان شد کہ فونگی
 اینجا خراہد آمد۔ چون زبردست است، بادشاہ را بطور خود نگاہداشتہ
 آہی ماخواہد پخت — بہتر آنست کہ پادشاہ را باکبر آباد

* نوعی از کباب + قسمی از کباب

+ کبابی کہ بر سنگ گرم کنند —

○ آہی کسے پختن، در فکر کسے بودن

بهریم و مردمان را گرد آوریم و مرهتہ کہ ملصرت رانائی کوہد والہ است ، از آن خود کردہ ، پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ اتفاق افتد ، افتد ، و گرفتہ ازین دبدبہ همانجا باشند - چنانچہ بادشاہ را برآوردہ بہ اکبر آباد رفتند و در راہ عبدالاحد خان را محبوس ساختند -

(سانحہ) وقتیکہ بہ شہر مسطور رسیدند ، پادشاہزادہ جون بخت از آنجا گریختہ ، پیش نواب وزیر	شاهزادہ حواں بخت کا ذرا ب وزیر اور فونگی کے پاس آنا
--	---

و فرنگی آمد - مضطرب با مرهتہ عہد و پیہان درست کردند او جانب ایشان گرفتہ ، گفت و شنود فرستادن شہزادہ درمیان آوردند - این جافرنگی بزبان داشتہ کہ کار ملک خود کہ کلمکتہ باشد ، مد نظر داشت -

بعد چندے پادشاہزادہ را ہمراہ گرفتہ ، از وزیرالہماک رخصت شد و رفت - ہنگام وداع بہودمان	گورنر کا واپس کلمکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا
---	---

صاحب نواب والا جناب چنان انعام بی احما مبذول داشت کہ در قیاس نگذرد - بہر کس اسپ و فیل و قبای بہر بے سر و پا سراپائی+ -

چون صاحب از راہ دریا متوجہ شد و وزیر بدارالقرار خود آمد مرهتہ و افراسیاب خان با معہد بیگ ہمدانی ارادہ پر خاش کردند ، او ہم سر فروں نیاوردہ ، بعبیگ

ایفهان ایستان و در همین اثنا کس میر زین العابدین برادر
مرزا شایع خنجرے با فراسیاب خان حوالہ کرد . بعد از
دو چار روز مرد . حالا سرداری در حضور نیست ، بادشاہ
بے زور است . غالب کہ دور دور مرہتہ شود . بعد این
ساعت فوج مرہتہ و احمد بیگ ہمدانی با ہم جنگیدند ،
چون دلت بر او نیافتند ، عذر کردہ ہمدانی مذکور را
بگیر آوردند . - این جا صاحب کہ بادشاہزادہ را با خود
بردہ بود رخصت کرد ، چنانچہ برگشتہ آمدہ اند ، یا در
اطراف می مانند ، یا پیش بادشاہ می رسند . بالفعل سایہ
دولت فوب عالی جذب می گیرند ، آنچه ایشان می گویند ،
می پذیرند -

میر صاحب کا فراب	این جا فقیر با فراب عالی منزلت
وزیر کے ساتھ شکار	است در دعا کوئی ایشان بسوئی
میں جانا اور شکار نامہ	کند . بندگان عالی برائے شکار قا
موڑوں کرنا	بہرائیچ رفتند ، سن در رکاب بودم ،

شکار نامہ موڑوں نمودم . بارے دیگر باز برائے شکار
سوار شدند ، تا دامن کوہ شہالی تشریف بردند . اگرچہ مردمان
از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت خوردند ، لیکن
شکار چنین و فضائی چنین و هوائی چنین ندیدہ بودند . بعد
از سه ماہ بدارالقرار خود آمدند . فقیرے شکار نامہ دیگر
گفتہ بحضور خواند ، دو غزل از غزلہائے شکار نامہ انتخاب
زدہ ، خود بدولت مخمس کردند . بخوبی کہ می بایست ،

و در زمین غزل پسند افتاده، غزل دیگر فرمایش نمودند.
آنها از فضل الهی گفته شد، زبان مبارک به تحسین کشادند،
و داد سخنوری دادند.

درین ایام بسبب آبگروشی بعد عشره مهرم الحرام
در مزاج عالی شد، استعلاج نمودند، نصیب اعدا بطول کشید.
عالیه از خیر و خیرات بهره اندوز شد، و هر کس دست
بدعا افراشت. حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد، بر ما
و بر عالمان ملت نهاد، ع:-

الهی تا جهان باشد تو باشی

مرهتوں کا تسلط	(سانحه) چون در حضور بادشاه از غلامان نجف خان که مسلط بودند.
----------------	--

کسی نهاند، مرهته که قریب بود، تسلط بهمرسایند، کوس
لن الملک زد. بادشاه مرهته را مختار ساخت، و روهائی
مردمان نجف خانی بخاک انداخت: اکثر مشوره باو دارند
و امورات رابطور او می گذارند. فوج مرهته به شاهجهان آباد
هم رفت: زبان زد است که تسلط یافت. سکهان کے اطراف
شهر را می تاختند، حالا سر حساب شده اند، چراکه
کمان دکهنیاں نمی توانند کشید و بگرد میدان داری ایقان
نخواهند رسید بادشاه بیرون شهر اکبرآباد خیمه داشت،
پس از چند روز روانه دہلی شدند. عبدالاحد خان را در
عالی گده که در قصر همشیره نجف خانست، اکثر مردمان
نجف خان در آن قلعه جمع اند، فرستاده: مفید ساختند.
مرهته مالک الملک است، هر چه می خواهد می کند، بادشاه

را چیزے دست برداشته میدهد و هر جا که می خواهد،
 می برد - چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گده برد،
 ده پانزده روز بجنگ کشید، آخر بعهد پیمان بیگم را
 برآورد، ازو چیزے از مال نجف خان گرفت و گذاشت -
 از آنجا بادشاه را راجپوتان برد، آنها استادگی کرده اند،
 بعد از چند روز صالح از راجپوتان نهوده، بادشاه بشهر دهلی
 آمد و مرهته در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان
 در سر داشت، باز فوج کشی کرده به آن طرف رفت - راجه ها
 همدانی را که سردار نجف خانی بود، طلب داشته رفیق خود
 کردند - جنگ بمیان آمد، همدانی جرأت نهود و گشته شد -
 سرداری بجای او مرزا اسمعیل که همشیره زاده او بود،
 یافت - این بابا بجسارت تهاجم جنگید، بلاے مرهته را بر چید،
 شکست فاحشی شد، آلات جنگ و اسباب مرهته بالکل رفت -
 جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا
 هم مرزا اسمعیل رسیده، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود
 چسپید - جنگ قاعه بطول کشید، مرهته صرفه خود بطرف دیگر
 دید، بادشاه از شهر بر آمده، به نجف قلی خان که جانب
 حصار بود، رفت - آنجا جنگ بسیار شد، آخر الامر از نجف قلی
 جان چیزے گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که
 غلام قادر نام داشت، بعد از پدر خود متصرف سهارنپور و غیره
 بود - زورے بهمرسانیده و فوج سکھان را همراه گرفته آمد -
 اکثر محالات پادشاهی که میان دو آبه بودند، ضبط کرد، قریب
 رسیده، از بادشاه چیزے خواست - بادشاه جواب داد - او

آفریو آب مورچال بسته، مہیائے جنگ شد۔ چنانچہ یک ماہ کسرے زیادہ جنگید۔ بادشاہ اگرچہ فوج و زورے نداشت، بہ دفنان چسپیدہ، آن بلا را بر چید۔ آن از آنجا برخواستہ، قاگرد اکبر آباد تسلط کرد۔ این جا کہ مرزا اسمعیل بیگ در شہر بقلعہ چسپیدہ بود، روز آن را دیدہ، دستار بدل شد و عہد و پیمان ہمیان آمد کہ با مرہتہ ما و شما بالانفاق خواہیم جنگید۔ بعد از چند روز مرہتہ کہ ارادہ آن طرت چنبل داشت، یلغار کردہ رسید۔ درین روزها این جا شاہزادہ صاحب عالم بود، لیکن تغافل کرد، تنہا جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد، آن بابا پائے جسارت افشردہ، این جنگ را ہم زد۔ مرہتہ گریختہ آن طرت گوالیار کہ در تصرف او بود، اقامت کرد۔ بعد از چندے فوج دیگر طلبداشتہ، سرگرم پرخاش شد۔ دہ پانزدہ روز در ظاہر اکبر آباد جنگ شد، آخر شکست مرزا اسمعیل اتفاق افتاد۔ غلام قادر خان تماشائی ماند، مرزائے مذکور فرار کردہ پیش غلام قادر آمد۔ این را دید کہ در احتیاط خود است و بکار من نمی پردازد، ناچار پیش او ماند، و بعد از چند روز ارادہ ملک خود نہردہ، روانہ شد —

غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا	ناظر پادشاہ کہ غلام قادر را پسر خواندہ بود، نوشت کہ شما این جا بیائید، گفتہ من پادشاہ نمی شنود،
---	---

یعنی طرت مرہتہ نمی گذارد۔ ایشان ہر دو بشہر رفتند، پادشاہ خون زورے نداشت، بہ مشورت نظر نہک بہ ہرام ہندوبست در قلعہ کردہ بادشاہ را برداشت، و سلوکے کہ

نهی بایست کرد، و تمام قلعه را غارت کرد، و با پادشاهزاده‌ها
 آنچه نه کردن بود کرد. زر بسیاری بدستش آمد. چشم پادشاه
 برآورد و بادشاه دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز
 قید نمود، و بر شهر هم کار تنگ گرفت. چون غلبه از حد
 فزون گشت، از مرزا اسمعیل پسر هیچ بے مرزه شد و در چیز
 دادن کوتاهی کرد. آن عزیز با سرهتته صلح کرد. درین هنگام فوج
 سرهتته قریب رسید؛ بعضی از سرداران داخل شهر شدند؛ روهیله
 قلعه بند گشت، و هنگام شب از راه خضری دروازه، معه فوج
 و اسباب و زر و مال خود و پادشاهزاده‌ها را و ناظر را و
 اراحقان او را نیز همراه برد. نزد شاه دره با فوج سنگ
 بستد استادگی کرد؛ اخراالامر سرهتته‌ها بے حیائی او دیدند
 آن روهیله آب رفته، مقید جنگ شدند. گاهی ایشان غالب
 می آمدند و گاهی آن ملعون. چون قریب یک ماه کشیدند
 علی بهادر نام سردار از دکن آمد و گرم جنگ روهیله شد.
 بعد از در سه جنگ بجزأت تمام او را اسیر کردند. مال او
 اسباب معه بادشاهزاده‌ها ازو گرفتند و قید داشتند. و پادشاه
 همان شاه عالم کور را مقرر داشتند، و قلعه را حواله جاتان
 نمودند، و صد روپیہ روز به بادشاه می دهند، و بر تمام ملک
 مقصرت اند. آن ملعون را بخواری تمام کشتند، حالا پادشاه
 سرهتته است، هر چه می خواهد می کند. بابد دید که چنین تا
 کجا خواهد بود—

(القصه) جهان عجب حادثه گاه‌یست

چه مکانها خراب گشتند، و چه جوانان

عبرت و خاتمه

از هم گزشتند، چه باها ویرانه شدند، چه بزم‌ها افسانه شدند، چه گله‌ها افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلس‌ها برشکستند، چه قافله‌ها رخت بستند، چه عزیزان ذات کشیدند، چه مردمان بجهان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این گوش شنوا چها شنید

هر کاسه سر ز افسوس می گوید
 هر کهنه خرابه از در می گوید
 دنیا ست فساد پاره ما گفتیم
 و آن پاره که ماند دیگر می گوید

درین مدت کم، این یکقطره خون که داش می نامند، انواع ستم کشید، و همه خون گردید - مزاج ناساز داشتیم، ملاقات همه کس نداشتیم - اکنون که پیروی رسید، یعنی عمر عزیز بخصت سالگی کشید، اثر اوقات بیمار می بشم، چندی درد چشم کشیدم، ضعف بصر، چشم خود دیدم، عینک خواستم و دست بهم سودم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم دیده چون محتاج عینک گشت فکر خویش کن بر نفس دارند روز واپسین آئینه را از وجع اسنان خود چه گویم، حیران بودم، که چاره تا کجا حویم، آخر دل برکندم، و یک یک را از دیح برکندم، روزی، خود را برنج از درد دندان میخورم نان بخون تر میشود تا پاره نان می خورم

غرض که از ضعف قوای و بی دماغی، و ناتوانی، و دل شکستگی،
و آزرده خاطر، معلوم میشود که دیر نخواهم ماند، زمانه هم
قابل ماندن نهانده است، دامن باید افشاند. اگر خاتمه
بخیر شود، آرزوست و گر نه اختیار در دست اوست —



